ذخیرۃ الجنان
فی
فہم القرآن
افادات
شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
www.besturdubooks.net
ناشر
میر محمد لقمان برادران
سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ذخیرۃ الجنان
فی
فہم القرآن
افادات
امام اہلسنت حضرت شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نظر ثانی
مولانا علامہ زاہد الراشدی
شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
جمع و ترتیب
مولانا محمد نواز بلوچ
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
ناشر
لقمان اللہ میر برادران
سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ گوجرانوالہ

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

من ابی الزاہد

الی جمیع اولادی واحبابی وتلامذتی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راقم اثیم گکھڑ میں قرآن کریم و حدیث شریف
کا پنجابی میں جو درس دیتا رہا اس درس
قرآن کریم کا بڑی عرقریزی کے ساتھ اردو میں ترجمہ
مولانا محمد نواز بلوچ صاحب نے کیا جسکی طباعت
کا انتظام الحاج میر محمد لقمان اللہ صاحب
نے اور ان کے بھائیوں نے کیا ہے راقم اثیم
طباعت کے حقوق انکو دیتا ہے ہاں اگر علمی
طور پر اصلاح کی ضرورت پڑے تو راقم اثیم
کے بیٹے مثلاً عزیزم زاہد اور عزیزم قارن سلمہما اللہ
تعالیٰ وغیرہ مشورہ دے سکتے ہیں باقی
سب حقوق طباعت جناب میر صاحب
کو دیدئے ہیں واللہ الموفق۔

ابو الزاہد محمد سرفراز عفی عنہ

۱۵ صفر ۱۴۲۳ھ
۲۸ / اپریل ۲۰۰۲ء
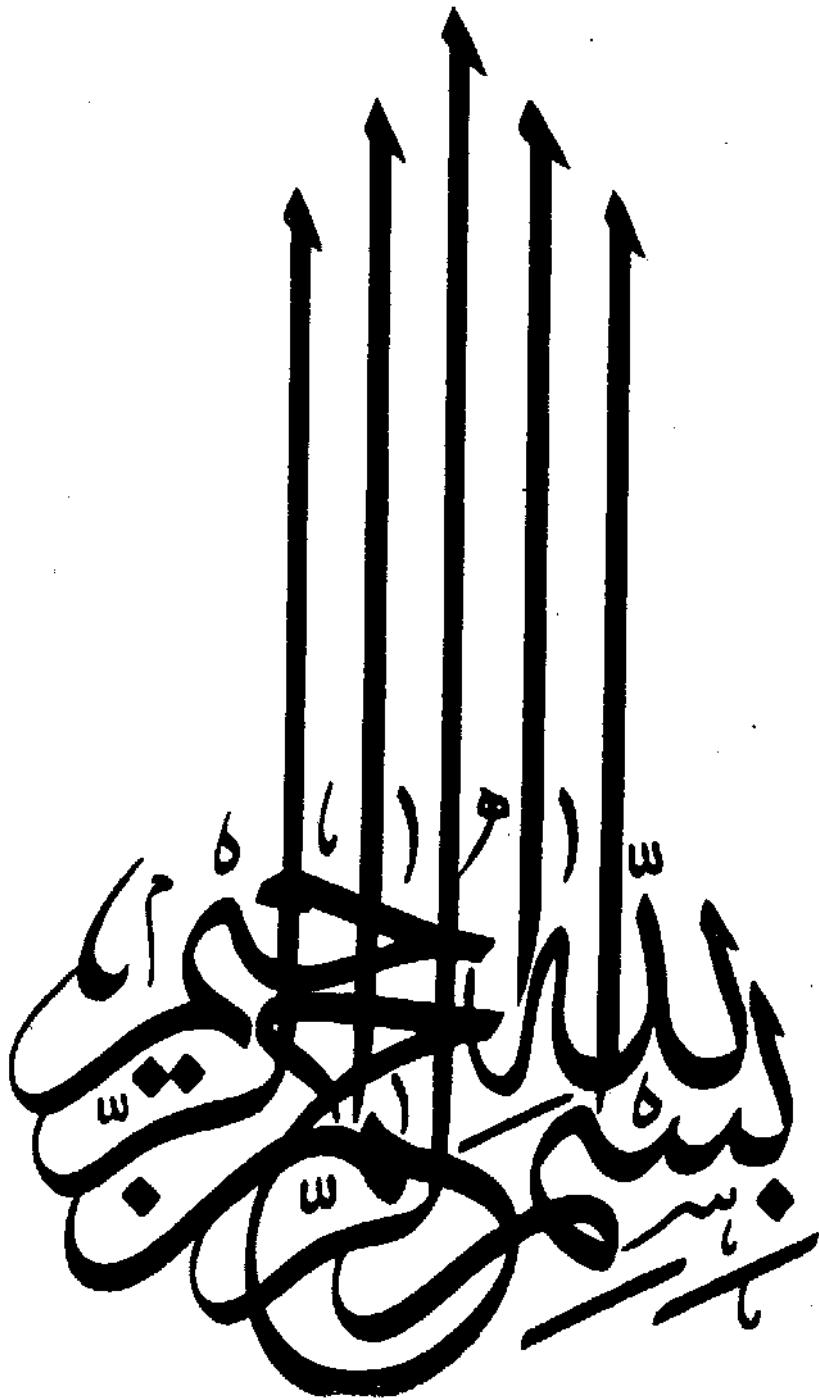
بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

جلد ۷

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿سورۃ الاعراف مکمل﴾

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر بلوچ

تعداد ---- گیارہ سو (۱۱۰۰)

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

مطبع ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) ظفر اسلامی کتاب گھر جی۔ٹی روڈ گکھڑ

جامع مسجد ریحان ملحقہ مدرسہ ریحان المدارس

جناح روڈ، نزد اسلامیہ کالج چوک، گوجرانوالہ

سے اور ترجمہ و تفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ اجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب و طرز پر انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن و حدیث کے علوم و تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درسِ قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں۔ ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسط اور منتہی درجہ کے طلبہ کے لیے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم و معارف کے موتی ان کے دامنِ قلب و ذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔ وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کے لیے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض مرتبہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جاتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا

پورا ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لیے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آکر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے اس لیے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا ہے جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچائیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور ان گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لیے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس و بیان کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اسکے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کے لیے سالہا سال تک پابندی کے ساتھ خدمت سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء

ابو عمار زاہد الراشدی
خطیب جامع مسجد مرکزی گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندہ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر دام مجدھم علینا کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور لقمان اللہ میر حضرت اقدس کی ملاقات کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔
ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کے ملاقات کے لیے جایا کرتے ہیں۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہو تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا ہے۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نماز فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آرہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔
(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ

الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کر لیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آگئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدِ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماء ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور،

گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا جہاں دشواری ہو وہاں حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی، مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدیر: ''بینات'' کراچی اور دیگر صاحبِ علم حضرات سے رجوع کرتا ہوں اور اگر کہیں زیادہ ہی الجھن بن جائے تو براہِ راست حضرت اقدس سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا ہوں کیونکہ بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جہاں حضرت اقدس کے بغیر مسئلہ حل ہو ہی نہیں سکتا۔

میں کیسٹ سے تحریر کرنے کے بعد مسودہ اپنے بڑے بھائی لیفٹیننٹ حبیب اللہ خان کے پاس بھیجتا ہوں جن کا تعلق آرمی میں شعبۂ تعلیم ہی سے ہے۔ ان کے راہنمائی کے بعد مسودہ نظر ثانی کے لئے علامہ زاہد الراشدی صاحب (جو حضرت کے بڑے فرزند اور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث ہیں) کے پاس بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد یہ مسودہ کمپوزنگ کیلئے جاتا ہے اور تصحیح اغلاط کے بعد پھر یہ مسودہ دوبارہ علامہ زاہد الراشدی کے پاس جاتا ہے ان کے مطالعہ اور تصدیق کے بعد یہ مسودہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور نسیان سے مرکب ہیں غلطیاں ممکن ہیں۔ خصوصاً بندۂ ناچیز ان سب حضرات سے علم، عمل اور عمر میں چھوٹا ہے لہذا تمام خامیوں، کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع کیا جائے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم و فاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

الٓمّٓصٓ ○ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ○ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ○ وَکَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ○ فَمَا کَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ○ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ○ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ ○ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِالْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ○ وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ط قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ○

الٓمّٓصٓ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ ایک کتاب ہے جو نازل کی گئی ہے آپ

کی طرف فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ پس نہ ہو آپ کے سینے میں حَرَجٌ مِّنْهُ کوئی تنگی اس کے بارے میں لِتُنْذِرَ بِهٖ تاکہ آپ ڈرائیں اسکے ذریعے وَ ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور نصیحت ہے ایمان والوں کیلئے اِتَّبِعُوْا پیروی کرو مَا اس چیز کی اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ جو نازل کی گئی تمہاری طرف مِنْ رَّبِّکُمْ تمہارے پروردگار کی جانب سے وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ اور نہ پیروی کرو اس سے ورے ورے کارسازوں کی قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ بہت کم ہے جو تم نصیحت حاصل کرتے ہو وَکَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اور کتنی بستیاں ہیں اَهْلَکْنٰهَا جنکو ہم نے ہلاک کردیا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَیَاتًا پس آئی ہماری گرفت ان کے پاس رات کے وقت اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ یا وہ دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے فَمَا کَانَ دَعْوٰهُمْ پس نہیں تھی ان کی پکار اِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَآ جس وقت آئی ان پر ہماری گرفت اِلَّآ اَنْ قَالُوْا مگر یہ کہ انہوں نے کہا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ بے شک تھے ہم ظلم کرنے والے فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ پس ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ جن کی طرف رسول بھیجے گئے وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ اور البتہ ہم ضرور سوال کریں گے پیغمبروں سے فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ پس ہم ضرور بیان کریں گے ان پر اپنے علم کے مطابق وَّمَا کُنَّا غَآئِبِیْنَ اور ہم غیر حاضر نہیں تھے وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِالْحَقُّ اور وزن اس دن برحق ہے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ پس جس شخص کے اعمال نامے بھاری ہو گئے فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وہ لوگ فلاح

پانے والے ہیں وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور جس کے اعمال نامے ہلکے ہو گئے فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ پس وہ وہی لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے نفسوں کو بِمَا كَانُوْا بسبب اس کے کہ تھے بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کرتے وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ تحقیق ہم نے قدرت دی تم کو زمین میں وَجَعَلْنَا لَكُمْ اور بنائی ہم نے تمہارے لئے فِيْهَا مَعَايِشَ زمین میں روزی قَلِيْلاً مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت کم تم شکریہ ادا کرتے ہو۔

اس سورۃ کا نام سورۃ اعراف ہے۔ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اس جگہ میں وہ لوگ رہیں گے جنکی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی نہ نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوں گی کہ جنت میں داخل ہو جائیں اور نہ بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوگی کہ دوزخ میں جائیں۔ لیکن بالآخر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں داخل ہو جائیں گے چونکہ اس سورۃ میں اعراف والوں کا ذکر ہے وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اس وجہ سے اس سورۃ کا نام اعراف رکھا گیا ہے۔ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں انتالیسویں نمبر پر نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے اڑتیس (۳۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ ''المص'' یہ حروف مقطعات ہیں اور قرآن کریم کی انتیس (۲۹) سورتیں ایسی ہیں جن کی ابتدا حروف مقطعات سے ہوئی ہے۔ جیسے الٓمٓ، الٓر، حٰمٓ، یٰسٓ، قٓ وغیرہ۔ مُقَطَّعٌ کا معنیٰ ہے، حرف کا کسی لفظ سے کٹا ہوا ہونا تاکہ اس لفظ کو اختصار کے ساتھ

ذکر کیا جائے۔ مثلاً کسی آدمی کا نام ہے محمد شفیع، اس کو اختصاراً م ش لکھ دیا جائے اور یہ طریقہ ہر زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً الف سے مراد اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور لام سے مراد لطیف ہے یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس کا معنٰی ہے باریک بین میم سے مراد مالک مقتدر، مقیت بھی ہو سکتا ہے اور صاد سے مراد صبور ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک ایک حرف کو الگ کر کے اختصاراً ذکر کیا گیا ہے کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ ایک کتاب ہے جو نازل کی گئی آپ کی طرف فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْہُ پس نہ ہو آپ کے سینے میں کوئی تنگی اس کے بارے میں، جس زمانے میں قرآن پاک نازل ہوا ہے اس وقت سرزمین عرب ایسے کافروں سے بھری ہوئی تھی جو مسئلہ توحید اور قیامت کے منکر تھے اور بڑے ضدی اور منہ پھٹ لوگ تھے ایسے لوگوں کے سامنے مسئلہ توحید و رسالت اور قیامت کا مسئلہ بیان کرنا بڑے حوصلے کی بات تھی اور بیان کرنے والے کو طبعی طور پر تنگی اور تکلیف ہوتی تھی اور ان کے سخت ردعمل کی وجہ سے ہونی بھی چاہیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی کہ آپ کا سینہ تنگ نہ ہو اس کتاب کی وجہ سے کہ یہ کتاب کیوں نازل کی گئی؟

نافرمانوں کی سرزنش :

فرمایا لِتُنْذِرَ بِہٖ تاکہ آپ ڈرائیں اس کے ذریعے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہ اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو دنیا میں بھی تم پر عذاب آ سکتا ہے اور آخرت کا عذاب الگ ہے وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور نصیحت ہے ماننے والوں کیلئے

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ پیروی کرو اس چیز کی جو اتاری گئی تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے کہ عقیدہ بھی اس کے مطابق بناؤ اور عبادات بھی اس کے مطابق بناؤ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ اور نہ پیروی کرو اس سے ورے ورے کارسازوں کی یعنی جو شخص کتاب اللہ کے ماسوا کسی دوسری چیز سے رہنمائی حاصل کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا مگر ان واضح احکام کے باوجود قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ بہت کم ہے جو تم نصیحت حاصل کرتے ہو وَ کَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا اور کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ انہوں نے پیغمبروں کی زبان پر اعتماد نہ کیا اور ان کی طرف جو کتاب نازل کی گئی اس پر ایمان نہ لائے اس کی پیروی نہ کی فَجَآءَ ھَا بَاْسُنَا بَیَاتًا پس آئی ہماری گرفت ان کے پاس رات کے وقت یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسے وقت آیا کہ وہ نیند کی مستیوں میں تھے اَوْھُمْ قَآئِلُوْنَ قیلولہ کا معنی ہے دوپہر کے وقت تھوڑا سا آرام کرنا حدیث پاک میں آتا ہے مِنْ دَاْبِ الصّٰلِحِیْنَ الْقَیْلُوْلَۃُ نیک آدمیوں کی عادت میں سے دوپہر کو تھوڑا سا آرام کرنا ہے، دوپہر کو سونا تہجد کیلئے تمہید ہے راتیں چھوٹی ہوں دن لمبے ہوں تو آدمی اگر دوپہر کو تھوڑا سا سو جائے تو رات کو تہجد پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ تو معنی بنے گا یا وہ دوپہر کو قیلولہ کر رہے تھے کہ ان پر عذاب آیا تو بعضوں پر رات کو سوتے ہوئے عذاب آیا اور بعضوں پر دوپہر کو قیلولہ کرتے ہوئے عذاب آیا۔ جیسے ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ تباہ ہوا کچھ لوگ آرام کر رہے تھے کوئی کسی شغل میں تھا کوئی کسی شغل میں فَمَا کَانَ دَعْوٰھُمْ پس نہیں تھی ان کی پکار اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ جس وقت آئی ان پر ہماری گرفت اور عذاب اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ مگر یہ کہ انھوں نے کہا بے شک تھے ہم ظلم کرنے والے بھائی اب اقرار کرنے کا کیا فائدہ۔

ع اب پچھتائے کیا ہوت

جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

عذاب آجانے کے بعد اپنے ظالم ہونے کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کرنا رب تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکتا۔ فرمایا فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ پس ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے کیا پوچھیں گے؟ دوسرے مقام میں آتا ہے مَا ذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ (پارہ: ۲۰، قصص) تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ اور البتہ ہم ضرور سوال کریں گے پیغمبروں سے کیا سوال ہوگا؟ اس کا ذکر دوسرے مقام پر ہے۔ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو فَیَقُوْلُ پس کہے گا مَاذَآ اُجِبْتُمْ (پارہ:۷) تمہیں کیا جواب ملا قوموں کی طرف سے پھر سب اپنی اپنی طرف سے جواب دیں پیغمبر یہ کہیں اور قومیں یہ کہیں گی فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ پس ہم ضرور بیان کریں گے ان پر اپنے علم کے مطابق وَمَا كُنَّا غَآئِبِیْنَ اور ہم غیر حاضر نہیں تھے کہ کوئی ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے حاظر ناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا کفر ہے فقہاءِ کرامؒ نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔ فرمایا وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ وزن اس دن برحق ہے کہ نیکیاں اور بدیاں قیامت والے دن تلیں گی فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں ''موازین'' مَوْزُوْنٌ کی جمع ہے معنیٰ ہوگا پس جس شخص کے عمل بھاری ہوئے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت والے دن نیکیاں برائیاں تلیں گی اَلْمِیْزَانُ حَقٌّ ترازو حق ہے مگر ایک فرقہ معتزلہ ہے جو پہلے بھی تھا اور آج بھی موجود ہے وہ ہر چیز کو عقل پر پرکھتے ہیں وہ اعمال کے ترازو پر تلنے کا

انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ترازو مان لیں تو اس سے رب تعالیٰ کی جہالت لازم آتی ہے معاذ اللہ، کیونکہ تولنے کی ضرورت اس کو پڑتی ہے جس کو علم نہ ہو لہٰذا ترازو کوئی شئے نہیں ہے صرف کہو کہ عدل ہے یعنی ترازو سے مراد یہ ہے کہ عدل ہوگا حالانکہ ان کا یہ کہنا کہ اس سے رب تعالیٰ کی جہالت لازم آتی ہے غلط ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنے علم کیلئے نہیں تولنا بلکہ بندوں کے علم کے لیے تولنا ہے کہ ان کو ان کے اعمال معلوم ہو جائیں کہ نیکیاں کتنی ہیں اور بدیاں کتنی ہیں پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اعمال اعراض کی قسم سے ہیں جوہر نہیں ہیں ان کو کس طرح تولا جائے گا جواہر عرض اسے کہتے ہیں جو کسی وجود کیساتھ ہو جیسے رنگ ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ان کی الگ کوئی حیثیت نہیں ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہم جو باتیں کرتے ہیں قیامت والے دن یہ جسم کی شکل میں سامنے آئیں گی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم جو زبان سے قول کرتے ہیں ان کا وہاں جسم ہوگا اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات آنحضرتؐ کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی حضرت ابراہیمؑ نے آپ کو فرمایا کہ میری طرف سے اپنی امت کو سلام اور پیغام دینا کہ اِقْرَأْ مِنِّیْ اُمَّتَکَ السَّلَامَ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا۔ ہم حضرت ابراہیمؑ کے سلام کا جواب دیتے ہیں عَلَیْہِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اور پیغام یہ کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز ہے، زمین بڑی اچھی ہے پانی بڑا اچھا ہے لیکن چٹیل میدان ہے۔ وہاں کوئی شئے نہیں ہے اس کیلئے پودے اور درخت کیا ہیں ایک دفعہ سبحان اللّٰہ پڑھو گے جنت میں ایک درخت لگ جائے گا ایک دفعہ الحمد للّٰہ پڑھو گے ایک درخت لگ جائے گا اللّٰہ اکبر پڑھو گے ایک درخت لگ جائے گا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھو گے ایک

درخت لگ جائے گا۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے اور ''مجمع الزوائد'' حدیث کی کتاب ہے اس میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا غَـرَاسُ الْـجَنَّةِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہ جنت کے درخت سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر ہیں۔ پھر اگر کسی شخص کو اس طرح اعمال کا تلنا سمجھ نہیں آتا کہ ہمارے اعمال جسم کی شکل میں سامنے آئیں گے تو وہ اس طرح سمجھے کہ ہمارے اعمال رجسٹروں میں درج کیے جاتے ہیں وہ رجسٹر تولے جائیں گے۔

حساب کتاب کا ضابطہ :

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں شخص کو بلاؤ اس کو بلایا جائے گا حساب کیلئے، اسکے ننانوے رجسٹر ہونگے گناہوں کے اور اتنے بڑے بڑے ہوں گے کہ مَدَّ بَصَرِهٖ کہ نگاہ بڑی مشکل سے ان کی انتہا کو پہنچے گی اور نیکیوں کا ایک چھوٹا سا پرچہ ہوگا رب تعالیٰ فرمائیں گے تیری نیکیاں اور بدیاں تولنی ہیں وہ شخص کہے گا اے میرے پروردگار مَـاهٰـذِهِ الْبِـطَـاقَةُ مَـاهٰـذِهِ السِّجِلَّاتُ کیا یہ پرچی اور کیا یہ ننانوے رجسٹر، تولنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ جو فیصلہ فرمائیں میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا ضابطہ یہ ہے کہ نیکیاں بھی تلیں گی اور بدیاں بھی۔ چنانچہ جب تولیجائیں گی تو وہ پرچی تمام رجسٹروں پر بھاری ہوگی۔ وہ کہے گا پروردگار مجھے دکھاؤ کہ اس میں کون سی نیکی درج ہے۔ اس کو نیکی دکھائی جائے گی۔ اس میں درج ہوگا اَشْهَـدُ اَنْ لَّآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَـدُاَنَّ مُـحَـمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی صرف ایمان والی نیکی ہوگی لیکن کسی مغالطہ کا شکار نہ ہونا کہ موج بن گئی کہ چلو جتنے بھی گناہ کرتے ہیں کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں۔ آگے

پیچھے نہ سہی جب جنازے میں شریک ہوتے ہیں تو آواز آتی ہے کلمہ شہادت، تو اس وقت پڑھ لیتے ہیں اور کلمہ شہادت ایک دفعہ پڑھ لیا کام ٹھیک ہوگیا۔ لہذا یاد رکھنا یہ ہر آدمی کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس آدمی کے متعلق ہے۔ کہ جس نے ساری زندگی کفر وشرک میں گذاری اور نزع کی حالت طاری ہونے سے پہلے رب تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی، کلمہ پڑھا اور فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اسکو نیکی کا موقع نہیں ملا۔ دیکھو قاعدہ کے مطابق برائیاں تو ساری لکھی ہوئی تھیں مگر ایمان نے سب برائیوں کو مٹا دیا۔ ایمان لانے کے بعد ان کا کوئی وزن نہ رہا۔ ضابطہ ہے اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَهٗ اسلام اپنے سے پہلے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔ تو اعمال کے تلنے کے دو طریقے تو آپ حضرات نے سمجھ لئے کہ مجسم ہو کر بھی تل سکتے ہیں اور جن رجسٹروں میں تحریر ہیں ان کے ذریعے بھی تل سکتے ہیں۔ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اعراض نہیں تل سکتے۔ فرماتے ہیں کہ انسان کے بدن میں بخار کا اندازہ تھرما میٹر کے ذریعے لگا لیتے ہیں کہ سو درجے کا ہے یا ایک سو ایک یا ایک سو دو درجے کا ہے۔ اگر تمھارے پاس یہ آلہ ہے کہ جس سے بدن کی حرارت معلوم کر لیتے ہو تو اگر اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا ہو جو اعمال واقوال کا وزن کرلے تو کیا بعید ہے۔ دوسری مثال مقیاس الحرارت اور مقیاس البرودت کی دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ ان کے ذریعے تم درجہ حرارت اور درجہ برودت معلوم کرتے ہو اور محکمہ موسمیات والوں سے سنتے رہتے ہو کہ آج فلاں علاقے میں اتنی گرمی تھی اور فلاں علاقے میں اتنی سردی تھی تو تمہارے پاس گرمی سردی معلوم کرنے کے آلات موجود ہیں تو رب تعالیٰ کے نیکیاں بدیاں معلوم کرنے کے آلات ہوں تو کیا بعید ہے۔ اسی طرح تمہارے پاس ''مقیاس الہوا'' ہوا معلوم کرنے کا ترازو ہے۔ کہ

جس کے ذریعے تم گاڑیوں کی ہوا معلوم کرتے ہو کہ اگلے ٹائروں میں اتنی ہوا ہے اور پچھلے ٹائروں میں اتنی ہوا یا اتنے پونڈ ہوا بھردو۔ ہوا کو اگر ترازو پر تولو گے تو کبھی نہیں تلے گی مگر آلے کے ساتھ تُل گئی تو اگر تمہارے پاس ایسے آلات موجود ہیں کہ جن کے ذریعے ہوا تول لیتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی آلہ ہو جس پر نیکیاں بدیاں تلیں تو کیا بعید از قیاس ہے۔ اور کونسی انکار والی بات ہے۔ لھٰذا یاد رکھنا ترازو حق ہے۔ نیکیاں بدیاں تولی جائیں گی۔ فرمایا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور جس کے اعمال نامے ہلکے ہو گئے فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پس وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے نفسوں کو بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ بسبب اس کے کہ تھے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کرتے اور انکار کرتے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ تحقیق ہم نے قدرت دی تم کو زمین میں کہ تم چلتے پھرتے ہو اس پر اور بستے ہو وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ اور بنائی ہم نے تمہارے لئے زمین میں روزیاں۔ کسی جگہ گندم، کسی جگہ مکئی، کسی جگہ مونجی پیدا ہوتی ہے۔ اور کسی جگہ کچھ اور کسی جگہ کچھ پیدا ہوتا ہے۔ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت کم تم شکریہ ادا کرتے ہو ان نعمتوں کا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ○ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے تم کو ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ پھر تمہاری صورتیں بنائیں ثُمَّ قُلْنَا پھر کہا ہم نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم کو فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ کس چیز نے روکا تجھ کو اس بات سے کہ تو

نے سجدہ نہ کیا اِذْ اَمَرْتُکَ جب میں نے تجھے حکم دیا تھا قَالَ کہا ابلیس نے
اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ میں بہتر ہوں اس سے خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ
سے وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور پیدا کیا تو نے اس کو مٹی سے قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
فَاهْبِطْ مِنْهَا پس اتر جا تو اس سے فَمَا یَكُوْنُ لَكَ پس تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا یہ کہ تو تکبر کرے اس میں رہ کر فَاخْرُجْ پس نکل جا تو اِنَّكَ مِنَ
الصّٰغِرِیْنَ بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے قَالَ کہا ابلیس نے اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی
یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تو مہلت دے مجھے اس دن تک جب یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے
قَالَ فرمایا پروردگار نے اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں
میں سے ہے قَالَ کہا ابلیس نے فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ پس بسبب اس کے کہ تو نے
مجھے گمراہ کیا ہے لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ البتہ میں ضرور بیٹھوں گا ان کے لئے صِرَاطَكَ
الْمُسْتَقِیْمَ تیرے سیدھے راستے پر ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ پھر ضرور آؤں گا میں ان کے
پاس مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ ان کے آگے سے وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور ان کے پیچھے سے
وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ اور ان کے دائیں طرف سے وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ اور ان کے بائیں
طرف سے وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ اور نہیں پائے گا تو ان میں سے اکثروں کو
شٰكِرِیْنَ شکر گزار۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا اور ابلیس کو بھی کہ سجدہ کرو فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس اکڑ گیا اور سجدہ نہ کیا۔ اب جو رب تعالیٰ کے حکم کے سامنے اکڑتے ہیں وہ ابلیس

کاٹولہ ہیں اور جو رب تعالیٰ کے احکام کو مانتے ہیں وہ فرشتہ صفت لوگ ہیں۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ ابلیس کے راستے پر چلتے ہو یا فرشتہ صفت بنتے ہو۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا تم کو۔

انسان کی تخلیق :

بخاری شریف کی روایت میں ہے نطفہ ماں کے رحم میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اس کے بعد وہ بوٹی بن جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بھی اس کا ذکر ہے، پھر بوٹی کو اللہ تعالیٰ شکل بنا دیتے ہیں۔ لڑکا ہو یا لڑکی، شکل ماں کے رحم میں ہی بنتی ہے۔ چار ماہ کے بعد اس میں جان پڑتی ہے۔ تو ہماری تخلیق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ پھر تمھاری صورتیں بنائیں۔ آدمؑ کی شکل وصورت جب بن گئی اور اس میں روح ڈال دی گئی ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ پھر ہم نے کہا فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدمؑ کو۔

سجدۂ تعظیمی :

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ آدمؑ کے زمانے سے لیکر حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ سجدہ تعظیمی اور عبادت میں فرق صرف نیت سے ہوتا تھا اگر نیت سجدہ تعظیمی کی ہیں تو سجدہ تعظیمی ہے اور اگر نیت عبادت کی ہے تو سجدہ عبادت ہے باقی سجدے کا مفہوم ایک ہی تھا کہ پیشانی اور ناک زمین پر لگایا جائے۔ اور ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی حضرت قیس ابن سعدؓ جو آپ ﷺ کے دور میں محکمہ پولیس کے انچارج یعنی آئی جی تھے۔ یہ عراق کے علاقہ حیرہ میں تشریف لے گئے۔ وہ اُس زمانے میں بین الاقوامی منڈی تھی مختلف ملکوں کے

لوگ وہاں آتے اور کئی کئی دنوں تک سامان بیچتے اور خریدتے تھے۔ عیسائیوں کا اس علاقے میں بڑا زور تھا انھوں نے وہاں دیکھا کہ وہاں کے عوام اپنے مولویوں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، سجدۂ تعظیمی۔ حضرت قیس ابن سعدؓ جب واپس تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ کے سامنے اسکا ذکر کیا کہ میں حیرہ کے علاقے میں گیا تھا، میں نے دیکھا کہ وہاں کے عام لوگ اپنے بڑوں کو سجدہ کرتے ہیں فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَلَکَ پس آپ زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ ظاہر بات ہے کہ صحابی ہیں موحد ہیں سجدہ تعظیمی کی اجازت مانگ رہے ہیں، سجدہ عبادت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''میری شریعت میں کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔'' کیونکہ خاوند کے بیوی پر بڑے حقوق ہیں۔ لھذا ہماری شریعت میں سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے۔ اور اس شریعت میں جائز تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْا پس انھوں نے فوراً سجدہ کیا اور دوسرے مقام پر آتا ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا، جیسے ہم جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اکٹھے رکوع سجود کرتے ہیں۔ کوئی فرشتہ سجدے سے خالی نہیں رہا اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے نہ کیا یہ بھی اس وقت فرشتوں میں رہتا تھا لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا مَامَنَعَکَ تجھے کس چیز نے روکا اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ اس بات سے کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا یہ اَمَرْتُکَ کا جملہ بتلا رہا ہے کہ سجدے کا حکم جسطرح فرشتوں کو تھا، ابلیس کو بھی تھا قَالَ کہا ابلیس نے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ میں بہتر ہوں آدم سے، بہتری کی دلیل کیا ہے خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھے آگ سے

وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور پیدا کیا تو نے آدم کو مٹی سے، یہ ابلیسی منطق تھی رب تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں، حالانکہ اگر فرشتے اس منطق سے کام لیتے تو ان کی منطق کا وزن زیادہ ہوتا، کیونکہ نوری مخلوق ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور نور کا درجہ نار سے زیادہ ہے۔ لیکن یاد رکھنا یہ نور جس سے فرشتے پیدا کیے گئے ہیں، مخلوق ہے رب تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ وہ نور جو رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کوئی چیز نہیں نکلی۔ تو فرشتے کہہ سکتے تھے کہ ہم خاکی کو کیوں سجدہ کریں مگر وہ فرمانبردار تھے کوئی حجت نہیں گھڑی مگر ابلیس لعین اکڑ گیا اور حجت بازی شروع کر دی مولانا جلال الدین رومیؒ بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی کتاب مثنوی شریف توحید، احیاءِ سنت اور تصوف کے ساتھ بھری ہوئی ہے۔ مولانا اس واقعہ کو سلطان محمود غزنویؒ اور ایاز کے واقعہ کے ضمن میں سمجھاتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی خلفاءِ راشدین کی صفت میں سے تو نہیں تھا البتہ نیک عادل مجاہد قسم کا بادشاہ تھا جیسے صلاح الدین ایوبیؒ یا سلطان بایزیدؒ نیک بادشاہ تھے، خلافت کا مقام تو بہت اونچا ہے۔ تو سلطان محمود غزنویؒ اپنی مجلس میں ایاز کو بٹھاتے تھے جو ایک نوعمر کا لڑکا تھا۔ وزیروں نے اعتراض کیا کہ آپ اس نوعمر لڑکے کو بڑوں کی مجلس میں کیوں بٹھاتے ہو؟ سلطان محمود غزنویؒ مسکرائے اور خاموش ہو گئے اور اپنے ملازم کو کہا کہ فلاں دن جب میں عدالت میں بیٹھوں گا تو ایک پتھر کی سل اور ہتھوڑا لا کر مجلس میں رکھ دینا۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ سلطان محمود غزنوی نے جب سومنات کا مندر فتح کیا تھا تو یہاں سے بڑے قیمتی ہیرے اور لال و جواہرات لے گیا تھا۔ ان میں سے ایک قیمتی ہیرا نکال کر دیا اور ایک وزیر کو کہا کہ ہیرے کو پتھر پر رکھ کر ہتھوڑے سے توڑ دے۔ اس نے کہا بڑا قیمتی ہیرا ہے۔ یہ توڑنے کے قابل نہیں ہے۔ دوسرے کو کہا اس نے

بھی یہی جواب دیا۔ تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے وزیر کو کہا، سب نے یہی جواب دیا اور کسی وزیر مشیر نے وہ ہیرا نہ توڑا۔ پھر ایاز سے کہا بیٹا ہیرے کو توڑ دو۔ اس نے ہیرا پتھر پر رکھ کر ہتھوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سلطان محمود غزنوی نے کہا بیٹے ان کی بات تو تُو نے سن لی تھی کہ یہ ہیرا بڑا قیمتی ہے تو تُو نے کیوں توڑ دیا۔ ایاز نے کہا حضرت ایک طرف ہیرے کی قیمت تھی اور دوسری طرف میرے آقا کے حکم کی قیمت تھی اور آقا کے حکم کی قیمت زیادہ تھی اس لیے میں نے اس کی تعمیل کی۔ مولانا رومؒ یہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ابلیس کے ذہن میں تو ایاز جتنی بات بھی نہ آئی۔ چلو ایک منٹ کے لیے مان لو، فرض کر لو کہ وہ بہتر ہے۔ مگر یہ نہ دیکھا کہ مجھے حکم کون دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں اکڑ گیا اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا فَاهْبِطْ مِنْهَا پس اتر جا، نکل جا اس جنت سے۔ حضرت آدمؑ کا ڈھانچہ وادیٔ نعمان جو عرفات کا ایک کونہ ہے میں بنایا گیا۔ پھر ڈھانچہ جنت میں پہنچایا گیا اور روح جنت میں ڈالی گئی اور حضرت حواؑ کی پیدائش حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے یہیں ہوئی تھی تو رب تعالیٰ نے فرمایا اتر جا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ پس تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا یہ کہ تو تکبر کرے اس جنت میں رہ کر۔ یہ تو متواضعین کی جگہ ہے۔ متکبرین کی جگہ تو دوزخ ہے فَاخْرُجْ فوراً نکل جا اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے کہ تو نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی قَالَ کہا ابلیس نے اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ تو مہلت دے مجھے اس دن تک جب یہ دوبارہ اٹھائیں جائیں گے یعنی مجھے موت نہ آئے کیونکہ موت بڑی سخت چیز ہے ''کتاب الاثار'' امام ابو یوسفؒ کی کتاب ہے اس میں یہ روایت منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کو فوت ہوئے کافی سال گزر گئے تھے کہ ان کے ساتھیوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا حضرت یحییٰؑ کو

بِاِذْنِ اللّٰہ زندہ کرو ہم ان کی ملاقات کرنا چاہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ بمع اپنے حواریوں کے حضرت یحییٰؑ کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا یٰیَحْیٰی قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اے یحییٰؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو حضرت یحییٰؑ قبر سے باہر نکل آئے۔ حواریوں نے دیکھا کہ ان کے سر کے بال آدھے سفید تھے۔ ساتھیوں نے پوچھا کہ حضرت جب آپ کی وفات ہوئی تھی سر کے سارے بال کالے تھے اور اب آدھے سفید ہیں۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا کہ جس وقت حضرت عیسیٰؑ نے آواز دی قُمْ تو میں نے سمجھا قیامت آ گئی ہے تو قیامت کے ہول سے میرے بال سفید ہو گئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا حضرت اگر آپ چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کروں کہ تمہیں کچھ عرصے مزید دے۔ فرمایا معاف رکھنا، مجھے پہلی موت کی تلخی نہیں بھولی زندہ رہا تو پھر مروں گا۔ وہ تلخی کون برداشت کرے گا۔ موت بڑی سخت چیز ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت آپ کے پاس پانی پڑا تھا۔ اس میں ہاتھ ڈبو ڈبو کر ہونٹوں کو تر کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ اے پروردگار! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔ تو ابلیس نے کہا کہ تو مجھے اس دن تک زندہ چھوڑ دے جس وقت لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔ فرشتوں کو بھی مہلت ہے اور تجھے بھی۔ لیکن اس وقت تک نہیں جس وقت تک کی اس نے چھٹی مانگی ہے دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (پ: ۱۴، حجر) وقت معلوم تک یعنی نفخہ اولیٰ تک جس میں ساری دنیا تباہ ہوگی اور وہ نفخہ ثانیہ تک مہلت مانگ رہا تھا کہ موت سے بچ جاؤں۔ جب دوسرے لوگ کھڑے ہوں میں بھی کھڑا ہو جاؤں۔ نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان چالیس سال تک وقفہ ہوگا آگے ابلیس کی منطق دیکھو کیا کہہ رہا ہے قَالَ کہا

ابلیس نے فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ پس بسبب اس کے کہ تو نے گمراہ کیا ہے۔ دیکھو اپنے ذمے کچھ نہیں لیا کہ میرا بھی کوئی جرم ہے۔ رب سے خطاب کر کے کہہ رہا ہے۔ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ البتہ میں ضرور بیٹھوں گا ان کیلئے صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ تیرے سیدھے راستے پر ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ پھر میں آؤں گا ان کے پاس جو سیدھے راستے پر چلیں گے مِّنْ ، بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ ان کے آگے سے وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور ان کے پیچھے سے آؤں گا وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ اور ان کے دائیں طرف سے آؤں گا وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ اور ان کے بائیں طرف سے آؤں گا یعنی ہر طرف سے ان پر حملہ آور ہونگا۔ ابلیس کو فوق کا لفظ یاد نہیں رہا کہ اوپر بھی تو ایک طرف ہے۔ یہ رب تعالیٰ کی رحمت کے لیے راستہ رہ گیا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور نہیں پائے گا تو ان میں سے اکثروں کو شکر گزار۔ اکثریت ہمیشہ گمراہ ہوگی۔ کہتے ہیں کہ اس وقت دنیا کی کل آبادی ساڑھے پانچ ارب کے قریب ہے۔ ان میں سے سوا ارب مسلمان ہیں۔ وہ بھی کلمہ پڑھنے والے، باقی ان میں سے صحیح معنٰی میں مسلمان کتنے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات ہمیں سمجھانے کے لیے بتائے ہیں کہ شیطان کے راستے پر نہ چلنا، رحمان کے راستے پر چلنا۔ رب تعالیٰ سب کو اپنے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اخْرُجْ مِنْهَا نکل جاؤ یہاں سے مَذْءُ وْمًا

مَّذۡحُوۡرًا مذمت کیا ہوا، پھٹکارا ہوا لَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡهُمۡ البتہ جو شخص پیروی کرے گا تیری ان میں سے لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ میں ضرور بھروں گا جہنم کو تم سب سے وَيٰۤاٰدَمُ اور اے آدم اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ ٹھہرو تم اور تمھاری بیوی الۡجَنَّةَ جنت میں فَكُلَا پس کھاؤ مِنۡ حَيۡثُ شِئۡتُمَا جہاں سے چاہو تم دونوں وَلَا تَقۡرَبَا اور قریب نہ جانا تم دونوں هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ پس ہو جاؤ گے زیادتی کرنے والوں میں سے فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّيۡطٰنُ پس وسوسہ ڈالا دونوں کے لیے شیطان نے لِيُبۡدِيَ لَهُمَا تا کہ ظاہر کر دے ان دونوں کے لیے مَا وٗرِيَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وہ چیز جو چھپائی گئی ہے ان دونوں سے، ان کی شرمگاہ سے وَقَالَ اور کہا شیطان نے مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا نہیں منع کیا تم دونوں کو تمہارے رب نے عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اس درخت سے اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ مگر یہ کہ ہو جاؤ تم فرشتے اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ یا ہو جاؤ تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے وَقَاسَمَهُمَاۤ اور قسم اٹھائی ابلیس نے ان دونوں کے سامنے اِنِّىۡ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيۡنَ بے شک میں دونوں کے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوۡرٍ پس اتار لایا ان دونوں کو دھوکے کے ساتھ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ پس جس وقت چکھا ان دونوں نے درخت کو بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا ظاہر ہو گئیں ان دونوں کے سامنے ان دونوں کی شرمگاہیں وَطَفِقَا اور شروع کیا ان دونوں نے يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا

جوڑنے لگ گئے اپنے اوپر مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ جنت کے پتوں سے وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اور پکارا ان دونوں کو، ان دونوں کے پروردگار نے اَلَمْ اَنْهَكُمَا کیا میں نے تم دونوں کو منع نہیں کیا تھا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ اس درخت سے وَاَقُلْ لَّكُمَآ اور نہیں کہا تھا میں نے تم دونوں کو اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے قَالَا کہا ان دونوں نے رَبَّنَا اے ہمارے رب ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا وَتَرْحَمْنَا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تو البتہ ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

پچھلے سبق میں آپ حضرات نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کا ڈھانچہ بنایا اور اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس میں روح پھونکی۔ ان میں زندگی اور حیات آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ تعظیمی کرو۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس اکڑ گیا اور کہنے لگا، میں اس سے بہتر ہوں اس کو سجدہ کیوں کروں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا نکل جا یہاں سے مذمت کیا ہوا، پھٹکارا ہوا۔ تجھے میں نے رحمت سے دور کر دیا آج بڑے سے بڑے کام کرنے والا بھی شیطان کو برا سمجھتا ہے چاہے وہ خود شیطانی کاموں میں ڈوبا ہوا ہو مگر شیطان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ فرمایا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ البتہ جو شخص پیروی کرے گا تیری انسانوں میں سے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ میں ضرور بھرونگا جہنم کو تم سب سے۔ جو تیری پیروی کریں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ پہلے یہ بیان ہو

چکا ہے کہ آدمؑ کا ڈھانچہ زمین پر وادی محرۃ النعمان میں جو عرفات کا ایک کونہ ہے میں بنایا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اس کو جنت میں پہنچایا اور اس میں روح پھونکی گئی۔ پھر حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے حواؑ کو پیدا فرمایا اور فرمایا یٰۤاٰدَمُ اے آدم اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ ٹھہرو تم اور تمہاری بیوی جنت میں فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ جہاں سے چاہو تم دونوں۔ جنت میں بے شمار درخت ہیں ہر قسم کا پھل ہر قسم کا میوا کھا سکتے ہو لیکن وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور قریب نہ جانا تم دونوں اس درخت کے۔ بعض کہتے ہیں کھجور کا درخت تھا، بعض کہتے ہیں انگور کا درخت تھا، بعض کہتے ہیں بادام کا درخت تھا، بعض کہتے ہیں اخروٹ کا درخت تھا، بعض کہتے ہیں املوک کا درخت تھا۔ لیکن جمہور مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ گندم کا درخت تھا۔ دنیا میں گندم کے درخت نہیں ہوتے چھوٹے چھوٹے پودے ہوتے ہیں۔ لیکن جنت میں گندم کے بڑے بڑے درخت ہوں گے تو فرمایا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا کیونکہ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہو جاؤ گے زیادتی کرنے والوں میں سے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ ڈالا دونوں کے لیے شیطان نے۔ سوال یہ ہے کہ ابلیس کو تو جنت سے نکال دیا گیا تھا اور وہ دونوں جنت میں رہتے ہیں تو ابلیس نے ان کے دلوں میں وسوسہ کس طرح ڈالا؟ قاضی بیضاویؒ اور دوسرے مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے سے اندر داخلہ ممنوع تھا باہر کھڑا ہو سکتا تھا۔ آدمؑ اور حواؑ جنت کے اندر تھے اور یہ دروازے سے باہر تھا۔ جیسے عموماً لوگ دروازے سے باہر کھڑے ہو کر گھر والوں سے گفتگو کرتے ہیں اس نے بھی کی۔ وہ وسوسہ کیا تھا اس کا ذکر آگے آرہا ہے لیکن وسوسہ قبول کرنے کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوُرِيَ عَنْهُمَا تاکہ ظاہر کردے ان

دونوں کے لیے وہ چیز جو چھپائی گئی ہے ان دونوں سے مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ان کی شرم گاہوں سے یعنی اس پھل کھانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنت کا لباس چھین لیا۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ دونوں بالکل ننگے ہوگئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مرد کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ ستر ہے اس کا چھپانا فرض ہے اور عورت کا سارا بدن سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سارا ستر ہے۔ اس کا چھپانا فرض ہے چند مقام ایسے ہیں جہاں ننگے ہونے کی اجازت ہے۔ حاجت کے وقت، میاں بیوی کے ملنے کے وقت، غسل کے وقت، اس کے علاوہ کسی مقام پر ننگا ہونا جائز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یَا عَلِیُّ لَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلَا مَیِّتٍ اے علی کسی زندہ آدمی کی ران کو بھی نہیں دیکھنا اور کسی مردے آدمی کی ران کو بھی نہیں دیکھنا۔

غسلِ میت :

اسی لیے مردے کو غسل دیتے وقت ناف سے لیکر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دینا سنت ہے تاکہ اس کی ران پر نگاہ نہ پڑے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی مردے کو غسل دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ یعنی مردے کو غسل دینا بڑی عبادت ہے۔ اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جو امام مردوں کو غسل دے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ مجھے آج تک یہ مسئلہ کسی کتاب میں نہیں ملا۔ ہاں بعض لوگوں نے اس کو پیشہ بنایا ہوا ہے اور نیک بدمیتوں کو غسل دیتے ہیں، یہ برا ہے۔ اور ایک ہے احیاناً کبھی کبھی کسی کو غسل دینا یہ کارِ ثواب ہے۔ تو فرمایا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شرمگاہیں ننگی ہوگئیں۔ ابلیس کا وسوسہ کیا تھا؟ وہ یہ تھا وَقَالَ اور کہا ابلیس نے مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ نہیں منع کیا تم دونوں کو تمھارے رب نے اس درخت سے اِلَّا

اَنۡ تَکُوۡنَا مَلَکَیۡنِ مگر یہ کہ ہو جاؤ تم فرشتے یعنی اس درخت کی تاثیر یہ ہے کہ اس کا پھل کھانے سے تم فرشتے بن جاؤ گے اَوۡ تَکُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِیۡنَ یا ہو جاؤ گے تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے کہ تم اس درخت کا پھل چکھو گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے ورنہ یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ حضرت آدمؑ کو ذھول ہو گیا اور اس طرف دھیان نہ گیا کہ فرشتہ بن جاؤں گا تو پھر کیا ہو جائے گا فرشتوں نے تو مجھے سجدہ کیا ہے اور اس نے دوسری منطق یہ لڑائی کہ پھل چکھو تو ہمیشہ جنت میں رہو گے ورنہ یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ تو یہ حرص اور لالچ مار گئی وَقَاسَمَہُمَآ اور قسم اٹھائی ابلیس نے ان دونوں کے سامنے اِنِّیۡ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَ بیشک میں دونوں کے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ حضرت آدمؑ کی خطا کی ایک وجہ تو ابلیس کی قسم تھی کہ اس نے رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ آدمؑ نے سوچا کہ یہ رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو قسم سے مغالطہ کھا گئے۔ دوسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ آدمؑ لَا تَقۡرَبَا کی نہی کو نہی تنزیہی خیال فرمایا کہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ تنزیہی کا مطلب ہے کہ اس سے بچ جانا بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی کرے تو گناہ بھی نہیں ہے۔ اور نہی تحریمی کا مطلب ہے کہ اس کے قریب نہ جاؤ۔ تیسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَاتَقۡرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ اس درخت کے قریب نہ جاؤ تو انہوں نے سمجھا کہ خاص جس درخت کی طرف اشارہ فرمایا ہے یہ مراد ہے کہ اس کے قریب نہیں جانا چنانچہ اس کے قریب نہیں گئے۔ اسی جنس کے دوسرے درخت سے پھل کھایا لیکن اللہ تعالیٰ کی مراد یہ تھی کہ اس جنس کے جتنے درخت ہیں وہ سب ممنوع ہیں۔ چوتھی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں معالم التنزیل والے کہ آدمؑ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید اللہ تعالیٰ نے پہلا حکم منسوخ کر دیا ہے۔ ابلیس کو اس کی منسوخی کا علم ہو گیا ہے

مجھے علم نہیں ہوا۔ بہر حال کوئی بھی وجہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ پس اتار لایا ان دونوں کو دھوکے کے ساتھ جنت سے، قسم بھی دھوکہ دینے کے لیے کھائی اور تمام باتیں فریب والی کہیں فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ پس جب ان دونوں نے چکھا اس درخت کے پھل کو بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ظاہر ہو گئیں ان دونوں کے سامنے ان دونوں کی شرمگاہیں۔ جنت کا لباس اتار لیا گیا اور دونوں کی شرمگاہیں ننگی ہو گئیں وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ اور شروع کیا ان دونوں نے جوڑنے لگے اپنے اوپر جنت کے پتوں سے کہ ہماری شرم گاہیں چھپی رہیں۔ اس آیت کریمہ کی تشریح میں تفسیروں میں بھی لکھا ہے اور احادیث میں بھی آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جس درخت کے قریب جاتے رب تعالیٰ کی قدرت کہ اس کی ٹہنیاں اونچی ہو جاتیں تھیں۔ کسی درخت نے پتے نہ لینے دیئے۔ بالآخر انجیر کے درخت نے سخاوت کی اور پتے لینے دیئے۔ ان پتوں سے انہوں نے ستر پوشی کی وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اور پکارا ان دونوں کو ان کے پروردگار نے اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ کیا میں نے تم دونوں کو منع نہیں کیا تھا اس درخت سے وَاَقُلْ لَّكُمَآ اور نہیں کہا تھا میں نے تم دونوں کو اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس سے محتاط رہنا۔ مگر پھر بھی تم اس کے بہکاوے میں آ گئے قَالَا رَبَّنَا کہا ان دونوں نے اے ہمارے رب ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر۔

اقرارِ غلطی :

اپنی غلطی کا اقرار کر لیا کوئی بہانہ اور ابلیس کی طرح حجت بازی نہیں کی۔ غیر مشروط طور پر کہا۔ اے پروردگار ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ یہی انسان کی شان ہے۔ اور نیک آدمی

کی شرافت ہے کہ غلطی ہو تو اس کو تسلیم کر لیتا ہے۔ اور برا آدمی ابلیس کی طرح اکڑ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے کیا کیا ہے۔ میری کیا غلطی ہے؟ تو فرمایا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا، ہماری غلطی کو وَتَرْحَمْنَا اور ہم پر اپنی رحمت نازل نہیں کرے گا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تو البتہ ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پہلے پارے میں آتا ہے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ پس حاصل کیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ جن کلمات کے ساتھ آدمؑ اور حواؑ نے معافی مانگی، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن میں ڈالے اور انہوں نے اپنی لغزش سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا کہ تمہاری لغزش ہے لیکن میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ انسان سے جب بھی کوئی غلطی ہو تو اس پر اکڑنا نہیں چاہیے۔ فقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے بسا اوقات کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ لھذا غلطی جیسی بھی ہو، قولی ہو یا فعلی ہو آدمی کو چاہیے کہ اس کا اقرار کرے اور رب تعالیٰ سے فوراً معافی مانگے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اتر جاؤ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہوں گے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لیے زمین ٹھہرنے کی جگہ ہے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت

تک قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فِیۡهَا تَحۡيَوۡنَ اسی زمین میں تم زندہ رہو گے وَفِيۡهَا تَمُوۡتُوۡنَ اور اسی میں تم مرو گے وَمِنۡهَا تُخۡرَجُوۡنَ اور اسی زمین سے تم نکالے جاؤ گے يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اے آدمؑ کی اولاد قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا تحقیق ہم نے اتارا تمہارے لیے لباس يُّوَارِىۡ سَوۡاٰتِكُمۡ جو چھپاتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو وَرِيۡشًا اور زینت کا ذریعہ ہے وَلِبَاسُ التَّقۡوٰى اور تقوے کا لباس ذٰلِكَ خَيۡرٌ وہ بہت ہی بہتر ہے ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اے آدمؑ کی اولاد لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ ہرگز فتنے میں نہ ڈالے تم کو شیطان كَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ مِّنَ الۡجَـنَّةِ جیسا کہ اس نے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے يَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا کھینچ لیا اس نے ان دونوں سے لباس لِيُرِيَهُمَا سَوۡاٰتِهِمَا تاکہ دکھائے ان کو ان کی شرمگاہیں اِنَّهٗ يَرٰٮكُمۡ بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو هُوَ وَقَبِيۡلُهٗ وہ اور اس کا قبیلہ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ بے شک ہم نے بنا دیا ہے شیطان کو دوست لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اور جس وقت کرتے ہیں وہ بے حیائی قَالُوۡا کہتے ہیں وَجَدۡنَا عَلَيۡهَاۤ اٰبَآءَنَا پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے قُلۡ آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ بیشک اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بے حیائی کا اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى

اللّٰہِ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وہ بات جس کو تم نہیں جانتے۔

گذشتہ درس میں آپ حضرات نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔ لیکن انھوں نے غلطی سے اس کو چکھ لیا جس پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے بغیر کسی بہانے اور حجت کے معافی مانگی قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں کے ساتھ زیادتی کی ہے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور اگر آپ ہمیں نہیں بخشیں گے اور ہم پر رحم نہیں کریں گے تو ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ رب تعالیٰ نے معاف کر دیا اور جنت سے اترنے کا حکم دیا قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اتر جاؤ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہوں گے اهْبِطُوْا جمع کا صیغہ ہے۔ اس میں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام اور ان سے آگے جو نسل ہونے والی تھی سب کو خطاب ہے۔ اس اعتبار سے جمع کا صیغہ لائے ہیں۔ انسان کی انسان کے ساتھ دشمنی تو ظاہر بات ہے۔ انسان، انسان کا گلا کاٹ رہا ہے اور اس وقت دنیا میں انسان کے ہاتھوں انسانوں کی جو تباہی ہو رہی ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ فرمایا وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت تک قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فِيْهَا تَحْيَوْنَ اسی زمین میں تم زندہ رہو گے وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ اور اسی میں تم مرو گے وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ اور اسی زمین سے تم نکالے جاؤ گے۔ یہ اکثریتی قاعدہ ہے کہ انسان نے زمین پر زندہ رہنا ہے اور یہیں مرنا ہے۔ اور زمین سے ہی نکالا جائے گا اگر کچھ جزئیات اس کے

خلاف ہوں تو اس قاعدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی ۔ جیسا کہ مرزائی عیسیٰؑ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا آسمانوں پر زندہ رہنا فِيهَا تَحْيَوْنَ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا اور وہ اب دوسرے آسمان پر تشریف فرما ہیں قیامت سے پہلے نازل ہونگے ۔ دجال کو قتل کریں گے، یہود کے ساتھ لڑیں گے اور نصاریٰ کے ساتھ بھی لڑائی ہوگی جن علاقوں میں عیسیٰؑ کا اثر و رسوخ ہوگا وہاں پر ایک بھی کافر باقی نہیں رہے گا اور چالیس سال تک حکومت کریں گے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگی ۔ انگریز کے دور میں مرزائیوں کا بڑا زور تھا اور اب بھی ہے ۔ بیرون ممالک میں بھی اڈے قائم کیے ہوئے ہیں اور انتہائی زور و شور سے تبلیغ کرتے ہیں۔ تو وہ اہل حق کے اس عقیدے پر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو جی تم کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ ہیں اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں فِيهَا تَحْيَوْنَ اسی زمین میں تم زندہ رہو گے ۔ تو وہ آسمانوں پر کس طرح زندہ ہیں تو اہل حق جواب دیتے ہیں کہ یہ اکثریتی ضابطہ ہے۔ اگر کوئی جزئی اس کے خلاف ہو تو اس ضابطہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ دیکھو امریکہ اور روس نے جو خلائی جہاز بنائے ہیں۔ ان میں لوگ مہینوں تک زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ نے چاند پر اپنے آدمی اتارے وہ چاند پر رہے، وہیں انہوں نے کھایا پیا اور زندہ رہے، تو اس سے ضابطے پر کیا فرق پڑا کہ اکثریت زمین پر زندہ رہتی ہے اور اکثریت زمین پر مرتی ہے۔ ورنہ ایسے لوگ بھی ہیں جو دریاؤں میں مرتے ہیں۔ مچھلیاں اور مگرمچھ ان کو کھا جاتے ہیں تو اگر کچھ جزئیات خلاف ہوں تو ضابطے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ اے آدمؑ کی اولاد قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا تحقیق ہم نے اتارا تمہارے لیے لباس۔ اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ لباس جن چیزوں

سے تیار ہوتا ہے۔ مثلاً کپاس ہے کہ اس کے پودوں کیلئے بارش اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔ تو گویا اصل مادہ بارش ہے جو آسمان کی طرف سے اتاری گئی۔ اسی طرح اُون ہے، پشم ہے کہ اس سے لباس بنتا ہے۔ تو جن جانوروں سے اُون اور پشم حاصل ہوتی ہے۔ ان کی خوراک گھاس چارہ ہے اور یہ بھی بارش کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بارش آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ تو گویا تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے اتاری ہیں۔ یہ معنیٰ ہے لباس کے اتارنے کا۔ دوسرے مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اَنْزَلْنَا کا معنیٰ خَلَقْنَا بھی آتا ہے۔ اس وقت معنیٰ ہوگا ہم نے پیدا کیا تمہارے لیے لباس یُوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ جو چھپاتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو وَرِیْشًا اور تمہارے لیے زینت کا ذریعہ ہے۔ شرعی دائرے میں رہتے ہوئے مرد و خواتین حضرات اچھے سے اچھا صاف ستھرا لباس پہن سکتے ہیں۔ اچھا لباس بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور اچھے لباس کی توفیق ہوتے ہوئے ادنیٰ لباس پہننے کو شریعت پسند نہیں کرتی۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ کپڑے اس کے پھٹے پرانے اور میلے کچیلے تھے۔ سر کے بال بکھرے ہوئے اور ان میں مٹی پڑی ہوئی تھی۔ جیسے چڑیل ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا او خدا کے بندے تیرے پاس صابن نہیں کہ تو کپڑے دھو لے، تیرے پاس تیل نہیں کہ تو سر کو لگا کر کنگھی کر لے۔ اس نے کہا میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ اتنے اونٹ ہیں، اتنی بکریاں ہیں، اتنی بھیڑیں ہیں، اتنے میرے غلام ہیں اور اتنی میری دکانیں ہیں، بڑا وسیع کاروبار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں فَلْیُرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلَیْکَ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اثر تیرے بدن پر نظر آنا چاہیے۔ تو اچھا اور ستھرا لباس پہننا، شرعی دائرے میں رہتے ہوئے، یہ رب تعالیٰ کی نعمتوں کا عملی طور

پر شکر یہ ہے۔ تو یہ ظاہری لباس ہے۔ اور ایک دوسرا لباس بھی ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی اور تقوے کا لباس ذٰلِکَ خَیْرٌ وہ بہت ہی بہتر ہے۔ جسطرح تم ظاہری لباس کی حفاظت کرتے ہو کہ صاف ستھرا ہو کوئی داغ دھبہ نہ لگا ہوا ہو، اس پر کوئی چھینٹ وغیرہ نہ پڑی ہوئی ہو، اسی طرح تقوے کے لباس کا بھی خیال کرو کہ جھوٹ نہ بولو، کسی کی غیبت نہ کرو، گالی نہ دو، دوسرے کا مال نہ کھاؤ، کسی کے خلاف ناجائز کاروائی نہ کرو، اپنے جذبات پر کنٹرول رکھو، کیونکہ یہ تمام چیزیں لباس تقویٰ کو تار تار کرنے والی چیزیں ہیں۔ لہذا ہر مرد اور ہر عورت کو یہ عزم کرنا چاہیے کہ میں برائی نہیں کرونگا، نہ قولاً نہ فعلاً۔ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ اسے لیے بیان کیا ہے کہ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اے آدمؑ کی اولاد لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ ہرگز فتنے میں نہ ڈالے تم کو شیطان کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ جیسا کہ اس نے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے یعنی جنت سے نکلنے کا سبب بنا کہ دھوکے سے وہ پھل کھلا دیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو جنت سے نکال دیا۔ لہذا کہیں تم اس کے دھوکے میں نہ آ جانا یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا کھینچ لیا اس نے ان دونوں سے لباس، یعنی اترنے کا سبب بنا کہ شیطان نے کہا کہ اس درخت سے کھالو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا لباس بھی سلب ہو گیا۔ اتارا اللہ تعالیٰ نے لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا تاکہ دکھائیں ان کو ان کی شرمگاہیں۔ ظاہر بات ہے کہ لباس اتر جائے تو شرمگاہیں نظر آتیں ہیں اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور اس کا قبیلہ، برادری مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ یقین جانو! جنات ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں۔ ناری مخلوق ہے۔ ان میں مومن بھی ہیں کافر بھی

ہیں۔ ہندو اور سکھ وغیرہ بھی ہیں۔ قرآن کریم میں مستقل سورۃ ہے، سورۃ جن۔ اس میں جنات کا اپنا بیان ہے مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم میں نیک بھی ہیں یعنی مسلمان اور کوئی اور طرح کے یعنی کافر۔ ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں۔ ان میں جو مومن ہیں وہ ہماری طرح نماز روزہ اور دوسری دین کی باتوں کی پابندی کرتے ہیں۔ جیسے ہم کرتے ہیں۔ وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور ہم ان کو نہیں دیکھتے اور کسی وقت جنات اصل شکل میں یا کسی حیوان کی شکل میں آئیں تو انکار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف شکلیں بدلنے کا اختیار دیا ہے۔ لہذا بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا یا مرغی دیکھی یا بکری اور پھر وہ غائب ہوگئی، یہ ٹھیک ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ ایک نوجوان صحابی کی نئی شادی ہوئی تھی غزوہ خندق کے موقع پر، دوپہر کے وقت کہنے لگا حضرت مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دیں کہ میں گھر جا کر کچھ کھانے پکانے کے لیے دے آؤں۔ میرے گھر میں صرف میری بیوی ہے جس کو میں بیاہ کر لایا ہوں۔ گھر میں کوئی اور چھوٹا بڑا فرد نہیں ہے۔ اور وہ ناواقف ہے بازار نہیں جا سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ لیکن ہوشیاری کے ساتھ اور ہتھیار ساتھ لیکر جاؤ۔ کہیں یہود تجھ پر بے خبری میں حملہ نہ کر دیں۔ یہ نوجوان جب گھر گیا تو دیکھا بیوی گھر کے دروازے پر اس طرح کھڑی ہے جیسے کسی کو جھانک رہی ہے، کسی کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کو بڑا غصہ آیا، غیرت آئی کہ کل تو میں اس کو بیاہ کر لایا ہوں اور آج اس نے باہر جھانکنا شروع کر دیا ہے۔ اس نے تیر کمان میں رکھ کر سیدھا کیا اس کو مارنے کیلئے۔ اس عورت نے کہا اللہ کے بندے جلد بازی سے کام نہ لو پہلے میری مجبوری سن لو۔ تو نوجوان رک گیا۔ عورت نے کہا کہ ایک ہی کمرہ تھا اور اس میں اژدھا ئل

ڈال کر بیٹھ گیا اور سر اوپر اٹھا لیا۔ میں بھاگ کر دروازے پر آئی کہ کوئی آدمی نظر آئے تو اس کو کہوں۔ ورنہ میں نہ بدنیت ہوں اور نہ بری ہوں۔ نوجوان سمجھ گیا کہ واقعی مجبوری تھی۔ دروازے پر کھڑے ہو کر نوجوان نے سانپ کو نیزہ مارا۔ سانپ بھی مر گیا اور ساتھ ہی خود بھی مر گیا۔ اس کی برادری آنحضرت ﷺ کے پاس آئی کہ حضرت آپ اس کے لیے دعا کریں کہ یہ زندہ ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ زندہ تو قیامت والے دن ہوگا تم اس کو جا کر دفنا دو۔ فرمایا اگر گھر میں سانپ نظر آئے خصوصاً سفید رنگ کا فَتَحَرَّجُوْا عَلَيْهِ ثَلَاثًا تین دفعہ اس کو خبردار کرو۔ پھر بھی اگر غائب نہ ہو اور شکل بھی نہ بدلے تو اس کو قتل کر دو۔ تو جنات مختلف شکلوں میں آسکتے ہیں۔ وہ اب ہمیں دیکھ رہے ہونگے کہ ہماری باتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ بے شک ہم نے بنا دیا ہے شیطان کو دوست لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور جس وقت کرتے ہیں وہ بے حیائی قَالُوْا کہتے ہیں وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔

بخاری وغیرہ میں روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ مرد عورتیں مادرزاد ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ پہلوانوں کی طرح تھوڑا کپڑا اگلی طرف اور تھوڑا سا پچھلی طرف رکھ لیتے تھے۔ ہاں اگر قریش ان کو کپڑا دے دیتے تو وہ پہن لیتے تھے اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ اس طرح کیوں کرتے ہو تو کہتے ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ہم جب ماں باپ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو کونسا سوٹ پہن کر آئے تھے لھذا جس حالت میں پیدا ہوئے تھے اسی حالت میں طواف کریں گے۔ بعض کہتے تھے کہ کپڑا بھی دنیا کی شے ہے رقم سے ملتا

ہے۔لھذا ہم دنیادار ہوکر کعبۃ اللہ کا طواف کیوں کریں۔بعض یہ جواب دیتے تھے کہ ان کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں تو گناہ والے کپڑوں میں طواف کیوں کریں۔اگر یہ منطق ان کی صحیح تھی تو جن اعضاء کے ساتھ گناہ کئے ہیں ان کو کاٹ کر طواف کرتے۔تو عجیب عجیب منطق لڑاتے تھے،اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ بیشک اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بے حیائی کا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے۔ یہ سب تمہاری خودساختہ بے حیائی کی باتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
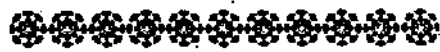
قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ○ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ط اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○

قُلْ آپ کہہ دیں اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ اور قائم رکھو اپنے چہروں کو عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے پاس وَّادْعُوْهُ اور پکارو اس کو مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ خالص کرتے ہوئے اس کیلئے دین کو كَمَا بَدَاَكُمْ جیسے اس نے ابتداءً تمہیں پیدا کیا ہے تَعُوْدُوْنَ

اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے فَرِیْقًا هَدٰی ایک گروہ کو اس نے ہدایت دی ہے
وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ اور ایک گروہ ایسا ہے جس پر گمراہی لازم ہو چکی
ہے اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ بے شک انہوں نے بنالیا شیطانوں کو اَوْلِیَآءَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ دوست اللہ سے ورے ورے وَیَحْسَبُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں
اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ کہ بے شک وہ ہدایت پانے والے ہیں یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اے بنی آدم
خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ لے لو اپنی زینت عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے پاس
وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف نہ کرو اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الْمُسْرِفِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا قُلْ آپ
کہہ دیں مَنْ حَرَّمَ کس نے حرام کی ہے زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اللہ تعالیٰ کی زینت جو
اَخْرَجَ اس نے نکالی ہے لِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کیلئے وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ
اور پاکیزہ رزق قُلْ آپ کہہ دیں هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو
ایمان لائے ہیں فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اور
یہ خالص ہوں گی ان کیلئے قیامت کے دن كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اسی طرح
ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتیں لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کیلئے جو جانتی
ہے۔

کل کے سبق میں آپ نے یہ بات سنی تھی کہ زمانہ جاہلیت میں مرد عورتیں ننگا

طواف کرتے تھے۔ سوائے ان کے کہ جن کو قریش کپڑے دیتے تھے۔ جب ان سے کہا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہمارے پاس سو دلیلوں کی ایک ہی دلیل ہے وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَ نَا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے طریقے پر پایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ کہ ہمارے باپ دادا کوئی بے وقوف تھوڑے تھے کہ خود ایسا کرتے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا اور شرمگاہوں کو ننگا کرنا بے حیائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذمے تم ایسی چیزیں لگاتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ ان چیزوں کا تمہیں رب تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ رب تعالیٰ نے کن چیزوں کا حکم دیا ہے آگے ان کا تذکرہ ہے۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا۔ اپنے ہوں یا پرائے بات کرو انصاف کی، کام کرو انصاف کا وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ اور قائم رکھو اپنے چہروں کو عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے پاس کعبے کی طرف یعنی ہر نماز کے وقت اپنا چہرہ کعبے کی طرف سیدھا کرو۔ بعضے لوگوں کی عادت ہے کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر نیچے جھکا لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کرنے سے تو چہرہ پاؤں یا زمین کی طرف ہوا کعبہ کی طرف تو نہ ہوا۔ لھذا نیت کرتے وقت سر سیدھا اور چہرہ کعبے کی طرف کرنا ہے۔

شرائطِ نماز :

استقبال قبلہ نماز کی شرائط میں سے ہے۔ جس طرح طہارت یعنی وضوء شرط ہے، جگہ کا پاک ہونا شرط ہے، کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے، نماز کا وقت ہونا شرط ہے۔ اگر کعبۃ اللہ سامنے نظر آتا ہو تو عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اگر کعبے سے رخ ادھر اُدھر ہٹا ہوا ہوگا تو نماز نہیں ہوگی اور اگر کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا تو اس وقت جہت اور سمت

معتبر ہے چاہے آدمی مکہ مکرمہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ پھر عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہے سمت کعبہ کافی ہے۔ ہماری مسجدوں کے رخ عین کعبہ کی طرف نہیں ہیں کوئی ایک ڈگری ہٹی ہوئی ہے، کوئی دو ڈگری، کوئی تین چار ڈگری ہٹی ہوئی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا نماز بالکل صحیح ہے۔ وَّادْعُوْهُ اور پکارو اس کو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اس کیلئے دین کو۔

اخلاصِ عبادت :

عبادت کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال بھی نہ آئے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ انسانی شکل میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے چند سوال کیے۔ ایک سوال یہ تھا مَا الْاِحْسَانُ احسان کیا ہے، اخلاص کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ یہ کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس طرح کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے آنکھوں سے فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ اگر تمہیں یہ کیفیت حاصل نہ ہو فَاِنَّهٗ يَرَاكَ تو پھر یہ یقین رکھو کہ رب تمہیں دیکھ رہا ہے تو عبادت کا صحیح ہونا اخلاص پر موقوف ہے كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ جیسے اس نے تمہیں ابتداءً پیدا کیا ہے اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے۔ تمہیں دنیا میں آنے کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ یقیناً تم دنیا میں آچکے ہو۔ تو جو ذات تمہیں دنیا میں لائی ہے وہی تمہیں قیامت والے دن اٹھائے گی۔ قیامت کا یقین رکھنا ضروری ہے۔ فَرِيْقًا هَدٰى ایک گروہ کو رب تعالیٰ نے ہدایت دی ہے جو ہدایت کا طالب ہوا سورۃ الشوریٰ میں آتا

ہے وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔
وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اور ایک گروہ ایسا ہے جس پر گمراہی لازم ہو چکی ہے۔ وہ کونسا گروہ ہے فرمایا إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِينَ أَوْلِيَاءَ بے شک انہوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست مِنْ دُونِ اللهِ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے۔ رب تعالیٰ کو چھوڑ کر اور اس کے حکموں کو چھوڑ کر اور رب تعالیٰ کے پیغمبروں کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنالیا ہے۔ اور شیطان والے کام کرتے ہیں لازمی بات ہے کہ شیطان گمراہ ہے تو وہ اپنے دوستوں کو بھی گمراہی پر آمادہ کرے گا تو ان پر گمراہی ہی لازم ہو گی۔ پھر گمراہ ہونے کے باوجود وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ ہر باطل سے باطل فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔

باطل فرقے :

پاکستان میں بہت سے باطل فرقے ہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی، رافضی، قادیانی، بہائی، ذِکری وغیرہ۔ آپ کسی سے پوچھ کر دیکھ لیں وہ یہی کہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں صحیح کر رہے ہیں۔ کوئی بھی نہیں کہے گا کہ ہم غلط کر رہے ہیں۔ ضابطہ یاد رکھیں۔ جو بھی قرآن وسنت سے ہٹ گیا، اجماع امت سے ہٹ گیا، گمراہ ہو گیا۔ ہدایت قرآن پاک اور حدیث شریف میں پھر امت کے اجماع میں ہے۔ صحابہ کرام کو چھوڑ کر، تابعین تبع تابعین کو چھوڑ کر، ائمہ دین، فقہاء کرام، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی دین کو نہیں سمجھ سکتا اور ان حضرات سے الگ ہو کر کوئی دین سمجھنا چاہے تو......

؎ این خیال است ومحال است وجنوں

ان بزرگوں نے دین کو سمجھا اور اس پر عمل کیا حَاشَا وَ کَلَّا ان کو چھوڑ کر کوئی دین نہیں سمجھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اے بنی آدم خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ لے لو اپنی زینت ہر مسجد کے پاس یعنی ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لو۔ نماز انسان ایسے لباس میں پڑھے جو صاف ستھرا ہو اور وہ لباس پہن کر کسی مجلس میں جانے سے نہ شرمائے اور ایسا میلا کچیلا لباس جس کو پہن کر کسی مجلس یا شادی خوشی میں شامل ہونا پسند نہ کرے ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کہ ہر نماز کے وقت اپنی زینت لے لو۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری اچھے لباس میں ہونی چاہیے۔ اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ مسجدوں میں جوتوپیاں رکھی ہوتی ہیں ان سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ ان کو پہن کر کوئی شادی میں شامل نہیں ہوتا نہ ان کو پہن کر کوئی مجلس یا بازار میں جانا پسند کرتا ہے۔ تو ایسا لباس جس کو پہن کر آدمی کسی اچھی مجلس میں جانا پسند نہ کرے اس کو پہن کر مسجد میں آئے یہ رب تعالیٰ کی تعظیم کے خلاف ہے اور مکروہ تحریمی ان کی تحقیق ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ مکروہ تحریمی تو نہیں مکروہ تنزیہی ہے۔ بہر حال مسجد میں صاف ستھرا اچھا لباس پہن کے آؤ کہ جس کے پہننے میں آپ کو ہچکچاہٹ اور عار محسوس نہ ہو۔ اور نوجوانو! یاد رکھنا عام طور پر گلی محلے اور بازار میں بھی ننگے سر پھرنا بڑی بری بات ہے۔ ہاں گھر میں ہو یا گرمی ہو تو اتارنے

میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ جو شخص ننگے سر بازار گلیوں میں پھرے وہ مردود الشھادۃ ہے یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔ انگریز پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے یہ تمام خرابیاں پیدا کی ہیں کہ آج نوجوان دفتر میں جائیں گے تو ننگے سر، بازار جائیں گے تو ننگے سر، عزیز رشتہ داروں کو ملنے جائیں گے تو ننگے سر، یہ بری عادت ہے۔ لھذا سر پر پگڑی باندھو، ٹوپی پہنو۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا کہ اگر کوئی تعلیم کے دوران ننگے سر ہوا تو اس کو جماعت سے اٹھا دیتے تھے۔ لہذا قرآن کریم کے درس اور حدیث کی تعلیم میں بھی ننگے سر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف نہ کرو۔ اسراف کہتے ہیں ضرورت سے زیادہ کو اور تبذیر کہتے ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں وہاں خرچ کیا جائے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا کہ تفسیر روح المعانی اور فوائد عثمانی وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ تھوڑا کھانا بھی اسراف ہے۔ اتنا تھوڑا کہ جس سے قوۃ بدنی اور صحت برقرار نہ رہ سکے۔ تمہارے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ اتنا کھاؤ کہ تمہاری قوۃ بدنی برقرار رہے، نماز پڑھ سکو، روزہ رکھ سکو، کام کر سکو۔ فرمایا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا قُلْ آپ کہہ دیں مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ کس نے حرام کی ہے اللہ کی زینت الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ جو اس نے نکالی ہے اپنے بندوں کیلئے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور پاکیزہ رزق۔ زمانہ جاھلیت میں لوگ جب حج کیلئے آتے کیونکہ حج حضرت

ابراھیم کا طریقہ تھا تو یہ ان میں برائے نام جاری تھا۔ ننگے طواف کرتے اور گھی، گوشت، مچھلی، انڈے نہیں کھاتے تھے اور دودھ نہیں پیتے تھے۔ کہتے ہم رب کی عبادت کیلئے آئے ہیں کھانے پینے کیلئے تو نہیں آئے۔ لھذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے پوچھو یہ چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبروں کو حکم دیا ہے. کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور رب تعالیٰ کی عبادت کرو یہ رب تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ہاں اگر کوئی چیز کسی کے مزاج کے موافق نہ آتی ہو تو اس کو چھوڑ دے۔ مثلاً کسی کو گرم چیز موافق نہیں ہوتی، کسی کو ٹھنڈی چیز موافق نہیں ہوتی قُلْ آپ کہہ ۔ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ اچھی چیزیں اور پاکیزہ رزق ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے ہیں یہ ان کے مستحق ہیں اور دوسروں کو ان کے واسطے سے ملتا ہے فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور یہ چیزیں خالص ہوں گی ان کیلئے قیامت کے دن۔ کافروں کو وہاں کوئی شئی نہیں ملے گی سوائے گرم پانی کے جو ہونٹوں کو جلا دے گا اور انتڑیوں کو باہر نکال دے گا اور زخموں کی پیپ ملے گی اور ضریع اور زقوم جیسی چیزیں ان کو ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ فرمائے۔ دوزخی جنتیوں سے کہیں گے تمہیں جو رزق ملا ہے اس میں سے اور پانی ہمیں بھی دو۔ جنتی کہیں گے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (۸،پ،اعراف) بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام قرار دی ہیں ہم نہیں دے سکتے۔ تو اتنی بات آپ حضرات نے سمجھ لی کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان کو کھاؤ پیو۔ ان کو حرام نہ قرار دو۔ آج دنیا میں ٹھگ قسم کے عاملوں کی بھر مار ہے۔ ایمان بھی لوٹتے ہیں اور رقم بھی لوٹتے ہیں اور خوامخواہ لوگوں کو وساوس میں مبتلا کرتے ہیں کہ تجھ پر کسی نے وار کیا

ہے، تجھے جنات نے گھیرا ہوا ہے، تیرے اوپر کوئی پھر گیا ہے اور نہ معلوم کیا کیا خرافات بولتے ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگ ان کی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ اور وہ تعویذ دھاگے کے ساتھ پابندیاں بھی لگاتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز نہیں کھانی خصوصاً عورتیں اس بیماری کا بہت شکار ہیں۔ میرے پاس بھی کئی عورتیں تعویذ لینے آتی ہیں اور کہتیں ہیں کہ ہمیں کوئی چیز منع کرو میں کہتا ہوں جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں ان سے کون منع کر سکتا ہے۔ پھر کہیں گی نہیں جی کوئی چیز ضرور بتاؤ جو ہم نہ کھائیں۔ ایسے ہی ایک بی بی بڑی لیچڑ تھی جو جان نہیں چھوڑتی تھی کہ کوئی چیز میرے لئے منع کرو میں نے کہا تم میرا دماغ نہ کھاؤ باقی ساری چیزیں کھاؤ۔ فرمایا کَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آیتیں لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کیلئے جو جانتی ہے۔ اور جو نہ جاننا چاہے اس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ○ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا پختہ بات ہے حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ حرام قرار دیا ہے میرے رب نے بے حیائیوں کو مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ جو ظاہراً کی جاتی ہوں ان میں سے اور جو پوشیدہ طور پر کی جاتی ہوں وَالْاِثْمَ اور گناہ کو حرام کیا ہے وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ اور زیادتی کو حرام کیا ہے جو ناحق ہو وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مَا ایسی مخلوق کو لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا جس

کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اور یہ کہ تم کہو اللہ تعالیٰ پر مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جو تم نہیں جانتے وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اور ہر امت کیلئے ایک میعاد ہے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت ان کی میعاد آ ئے گی لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً تو نہ پیچھے ہوسکیں گے ایک گھڑی وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہوسکیں گے يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے بنی آدم اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ جو بیان کریں تم پر میری آیتیں فَمَنِ اتَّقٰى پس جس نے تقویٰ اختیار کیا وَاَصْلَحَ اور اس نے اصلاح کی فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اور تکبر کیا ان سے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مشرکین کا حلال اشیاء کو حرام قرار دینا :

اس سے پہلے سبق میں یہ بیان ہوا تھا کہ مشرکین نے اپنی مرضی سے کچھ چیزیں حرام قرار دی تھیں۔ خصوصاً حج کے دنوں میں کہ گوشت، مچھلی، انڈا وغیرہ نہیں کھاتے تھے کہ ہم عبادت کیلئے آئیں ہیں کھانے پینے کیلئے نہیں آئے اور کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ اللہ نے ایسا کوئی حکم ان کو نہیں دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی باتیں لگاتے ہیں جو

نہیں جانتے ہیں۔اب اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بیان فرماتے ہیں جو اس نے حرام قرار دی ہیں۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ پختہ بات ہے حرام قرار دیا ہے میرے رب نے بے حیائیوں کو مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو ظاہراً کی جاتی ہیں ان میں سے۔جیسے رقص ہے، ناچ ہے، سود ہے۔یہ تمام چیزیں کھلی بے حیائی ہیں۔اور تم لوگ یہ سب کام کرتے ہو۔ان کا کوئی مجمع ناچ سے خالی نہیں ہوتا تھا اور آج بھی بڑے بڑے لوگ محفلوں میں ناچتے ہیں اور کئی دوسرے لوگوں کو نچاتے ہیں اور حیوانوں کو نچاتے ہیں، یہ رب تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔وَمَا بَطَنَ اور جو پوشیدہ طور پر کی جاتی ہیں بے حیائی کی چیزیں ان کو بھی رب تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور تم ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے وَالْاِثْمَ اور اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا گناہ حرام قرار دیا ہے قولی ہو یا فعلی ہو، اللہ تعالیٰ کے حقوق کو توڑنا ہو یا آنحضرت ﷺ کے حقوق کو ضائع کرنا ہو یا بندوں کے حقوق کو پائمال کرنا ہو، اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور زیادتی جو ناحق ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہے۔ایک زیادتی ناحق ہوتی ہے اور ایک زیادتی حق ہوتی ہے۔زیادتی ناحق یہ ہے کہ مثلاً بلاوجہ کسی کو مکا مار دیا یا ڈنڈا مار دیا اور زیادتی حق یہ ہے کہ ایک آدمی نے مکا مارا اور اس نے جواب میں بدلہ لینے کیلئے مکا مارا تو یہ زیادتی حق ہے حقیقت میں یہ زیادتی تو نہیں ہے لیکن شکل اس کی چونکہ زیادتی کے ساتھ ملتی ہے اس وجہ سے اس کو بھی زیادتی کہہ دیتے ہیں کہ جی اس نے اس کیساتھ زیادتی کی اور اس نے اس کے ساتھ زیادتی کی اور حالانکہ دوسرے نے بدلہ لیا ہے لیکن ہم شکل ہونے کی وجہ سے اس کو زیادتی کہا جاتا ہے۔مگر یہ یاد رہے کہ جوابی مکا اتنا مارے جتنا اس نے مارا ہے۔ایسا نہ ہو کہ اس

نے پانچ سیر کا مکا مارا ہے اور یہ دس سیر کا مکا مار دے، اب یہ ظالم بن جائے گا اور معاف کر دینا بہتر ہے کہ کہیں تمہارے مکا مار دینے میں زیادتی نہ ہو جائے ۔ کیونکہ انسان جب غصے اور جوش میں ہوتا ہے تو بہت کچھ کر لیتا ہے ۔ لھذا معاف کرنا ہی بہتر ہے ۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے دو آدمی لڑ رہے تھے ان میں سے ایک کی رگیں پھولی ہوئی تھیں چہرہ سرخ اور بڑے غصے میں تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہ کلمہ پڑھ لے جو میں بتلاتا ہوں تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا وہ کلمہ یہ ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھے اور پانی پئے ۔ وہ چونکہ غصے میں تھا اس نے خود تو بات نہ سنی ساتھیوں نے اس کو کہا کہ آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ لے ۔ کہنے لگا کہ میں کوئی پاگل ہوں ۔ تو غصے کی حالت میں اس نے یہ کہا تو غصہ بُری چیز ہے ۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم پہلوان کسے کہتے ہو کہنے لگے حضرت پہلوان وہ ہوتا ہے جو میدان میں دوسرے کو پچھاڑ دے ۔ آپؐ نے فرمایا لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ مَنْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ " پہلوان وہ نہیں ہے جو میدان میں دوسرے کو پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصے پر قابو پائے " وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا ایسی مخلوق کو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے کہ تم مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناؤ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ فرشتوں میں، نہ پیغمبروں میں، نہ عام انسانوں میں اس کا کوئی شریک ہے ۔ اور یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم اٹھانا بھی شرک ہے ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ اپنے باپ دادا کی قسمیں نہ

اٹھاؤ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللهِ جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ کہ تم کہو اللہ تعالیٰ پر جو تم نہیں جانتے ۔ جو چیز رب تعالیٰ نے حرام نہیں کی تم کہتے ہو کہ رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ حرام ہے یہ رب تعالیٰ پر بہتان ہے اور اس سے بڑا کون ظالم ہے جو رب تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اور ہر امت کیلئے ایک میعاد ہے ۔ ہر گروہ اور ہر طبقہ کیلئے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت ان کی میعاد آئے گی لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً تو نہ پیچھے ہو سکیں گے ایک گھڑی وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہو سکیں گے ۔ جس وقت انسان کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتوں کو دیکھ کر منتیں کرتا ہے اور کہتا ہے لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (پ:۲۸) کیوں نہ تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی کہ میں صدقہ خیرات کرتا اور نیکیوں میں داخل ہو جاتا ۔ حالانکہ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (پ،۲۸) ہرگز مہلت نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جب اس پر موت آجاتی ہے ۔ لوگوں نے غلط قصے کہانیاں بنائی ہوئی ہیں کہ فلاں شخص کا یہ نام تھا فرشتے کو مغالطہ ہو گیا اور اس نام کے دوسرے شخص کی جان نکال کر لے گیا حَاشَا وَ كَلَّا ایسی کوئی بات نہیں ہے اور رب تعالیٰ کے نظام میں کوئی مغالطہ نہیں ہے ، بندوں کو مغالطہ لگ سکتا ہے ۔ چنانچہ انگریز دور میں مولانا فضل حق رامپوری انگریز کے خلاف تھے اور ایک تھے مولانا فضل حق خیر آبادی ۔ تو مولانا فضل حق رامپوری کے خلاف وارنٹ جاری ہوئے اور بجائے مولانا رامپوری کے ، مولانا فضل حق خیر آبادی کو گرفتار کر کے کالے پانی لے گئے ۔ بیچارے کالے پانی میں رہے اور وہی ان کی

وفات ہوئی۔ لیکن رب تعالیٰ کے کارندوں کو کوئی مغالطہ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اے اولاد آدم اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ جو بیان کریں تم پر میری آیتیں فَمَنِ اتَّقٰی پس جس نے تقویٰ اختیار کیا وَاَصْلَحَ اور اس نے اصلاح کی فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ پس نہ ان پر کوئی خوف ہوگا وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ قادیانیوں نے اس آیت کریمہ سے اجراء نبوت پر استدلال کیا ہے کہ نبوت جاری ہے ختم نہیں ہوئی اور استدلال اس طرح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ اے اولاد آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے معلوم ہوا کہ بنی آدم کے پاس پیغمبر آتے رہیں گے اور حکم ہے کہ جب پیغمبر آئے تو اس پر ایمان لاؤ تو ہم بھی بنی آدم ہیں ہمارے پاس پیغمبر آئے تو ہم کیوں نہ مانیں۔ جواب یہ ہے کہ جب نسلِ انسانی چلی تھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہی فرما دیا تھا کہ اے بنی آدم تمہارے پاس پیغمبر آتے رہیں گے اس ارشاد کے مطابق پیغمبر آتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (پ،۲۸،صف) کی بشارت سنائی۔ ''اور میں خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام احمد بھی اور محمد بھی ہے۔ اور جب آپ دنیا میں تشریف لے آئے تو رب تعالیٰ نے فرما دیا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ،۲۲) محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ تعالیٰ کا اور مہر سب نبیوں پر ہے۔ آنحضرتؐ کے تین

بیٹے تھے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عبداللہ کا لقب طاہر بھی تھا اور طیب بھی تھا۔ تینوں نابالغ فوت ہوئے ہیں رجل کوئی نہیں بنا، بالغ کوئی نہیں ہوا اور چار بیٹیاں تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پہلے ان دونوں کا نکاح ابولھب کے بیٹوں کے ساتھ ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی وجہ سے ان کو طلاق ہوئی۔ عدت ختم ہونے پر آنحضرت ﷺ نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا یہ فوت ہوگئیں تو پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا اور آپ کی بڑی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں یہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ تو اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کا خطاب ہر زمانے کے بنی آدم کو نہیں ہے یہ ابتداءً تھا سلسلہ نبوت چلتا رہا اور آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگیا۔

خاتم النبیّین :

آپ خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد دنیا میں کوئی سچا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ ترمذی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں اور دیگر احادیث کی کتابوں میں صحیح روایات موجود ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ بے شک رسالت اور نبوۃ ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِىْ وَلَا نَبِىَّ بَعْدِىْ سو میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ یعنی نہ کوئی شریعت والا نبی پیدا ہوسکتا ہے اور نہ بغیر شریعت کے

اور یہ بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا وَاِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ اور بے شک میری امت میں تیس کے قریب بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ میں نبی ہوں وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد اور کوئی نبی نہیں ہے (ابوداود، ص ۲۲۸، ج ۲) ان دجالوں میں ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ اور ان کی تبلیغ اب بھی جاری ہے۔ اور تبلیغ کے لحاظ سے سب سے نرم فرقہ قادیانیوں کا ہے۔ بڑے آہستہ اور دیمک کی طرح چاٹتے ہیں لھذا ان کے دھوکے میں نہ آنا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت حضرت محمد ﷺ پر ختم کردی ہے۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اور تکبر کیا ان سے، انکار کیا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا یہ فرمان جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے سنا تو پریشان ہو گئے، تکبر کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکے کہنے لگے حضرت ہم تو تکبر کرتے ہیں۔ تو پھر ہم میں سے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ اچھا لباس ہو، پٹے رکھے ہوئے ہوں تیل لگا ہوا ہو، کنگھی کی ہوئی ہو۔ آپ ؐ نے فرمایا اچھے لباس کا نام تکبر نہیں ہے یہ تو تجمل ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ "اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔" فرمایا تکبر ہے غَمْطُ النَّاسِ وَبَطَرُ الْحَقِّ لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کو ٹھکرا دینا۔ شرعی دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا جس نے افتری باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا اس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ یہی لوگ ہیں جن کو

پہنچے گا ان کا حصہ مِنَ الْكِتٰبِ جو کتاب میں لکھا ہوا ہے حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہاں تک کہ جب آجائیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے يَتَوَفَّوْنَهُمْ جو ان کی جان نکالتے ہیں قَالُوْٓا ان کو کہتے ہیں اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے قَالُوْا وہ کہتے ہیں ضَلُّوْا عَنَّا وہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ کہ بے شک تھے وہ کفر کرنے والے قَالَ فرمائیگا اللہ تعالیٰ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ داخل ہو جاؤ ان امتوں میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ جو تم سے پہلے گزری ہیں مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے فِي النَّارِ دوزخ میں كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ جب بھی داخل ہو گی کوئی امت لَّعَنَتْ اُخْتَهَا لعنت کرے گی دوسری پر حَتّٰىٓ اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا یہاں تک کہ جب سارے جمع ہو جائیں گے دوزخ میں قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ کہے گی پچھلی ان میں سے لِاُوْلٰىهُمْ پہلوں کے بارے میں رَبَّنَا اے ہمارے پروردگار! هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا انھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس دے تو ان کو دگنا عذاب آگ میں قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ ہر ایک کیلئے دگنا عذاب ہے وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ اور کہیں گے ان کے پہلے پچھلوں کو فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ پس نہ ہوئی تمھارے لیے ہمارے اوپر کوئی فضیلت فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو عذاب

بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ بسبب اس کے جو تم کماتے تھے۔

ظلم اور ظالموں کی اقسام :

دنیا میں ظلم کی بھی بڑی قسمیں ہیں اور ظالموں کی بھی بڑی قسمیں ہیں۔ ظلم بھی بہت ہیں اور ظالم بھی بہت ہیں مگر جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتا ہے وہ اَظْلَمْ ہے اَظْلَمْ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جسطرح اکبر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا معنیٰ ہے اللہ سب سے بڑا ہے تو اظلم کا معنیٰ سب سے بڑا ظالم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں حالانکہ وہ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی، اپنے افعال میں بھی ایک تو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے بڑا ظالم ہے۔ سورۃ لقمان میں ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ مشرک بڑا ظالم ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا بھی بڑا ظلم ہے۔ یہودیوں نے عزیرؑ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ اور عیسائیوں نے کہا عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور مشرکوں نے کہا فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ (پ۱۴) اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں۔

رب تعالیٰ کو گالیاں دینے کا مطلب :

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَشْتِمُنِیْ ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذٰلِکَ وَیُکَذِّبُنِیْ ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذٰلِکَ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ "ابن آدم مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ اسے گالیاں دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے جھٹلانے کا حق نہیں پہنچتا" گالیاں کس طرح دیتا ہے؟ یَدْعُوْالِی وَلَدًا میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔ رب کی طرف اولاد کی نسبت کرنا رب تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔ جسطرح ہماری اولاد کے متعلق کوئی یہ کہے کہ یہ تیری اولاد نہیں ہے، یہ گالی ہے۔ تکذیب اس طرح کرتا ہے، کہتا ہے لَنْ یُعِیْدَنِی اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے گا۔ بعث بعد الموت کا انکار کرتا ہے حالانکہ میں کہتا ہوں کہ ضرور اٹھاؤں گا۔ اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ یا اس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ تو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والا بھی بڑا ظالم ہے۔ آج کتنے ظلم کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے بھی شرعی احکام کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بچائے۔ اُولٰٓئِکَ یَنَالُھُمْ نَصِیْبُھُمْ یہی لوگ ہیں جن کو پہنچے گا ان کا حصہ مِّنَ الْکِتٰبِ جو کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ سزا اسے دنیا میں بھی پہنچے گی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے سزا کا جو حصہ لکھا ہے وہ ان کو ضرور پہنچے گا حَتّٰیٓ اِذَاجَآءَ تْھُمْ رُسُلُنَا یہانتک کہ جب آجائیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے یَتَوَفَّوْنَھُمْ جو ان کی جان نکالتے ہیں قَالُوْٓا فرشتے ان کو کہتے ہیں اَیْنَ مَا کہاں ہیں وہ کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے قَالُوْا مرنے والے کہتے ہیں ضَلُّوْاعَنَّا وہ ہم سے غائب ہوگئے ہیں وَشَھِدُوْاعَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر اَنَّھُمْ کَانُوْاکٰفِرِیْنَ کہ بے شک تھے وہ کفر کرنے والے۔ اس وقت کفر، شرک کے اقرار کا کیا فائدہ کہ موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔

؎ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

روح قبض کرنے والا ایک ہے یا زیادہ ہیں؟

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ جان نکالنے والا فرشتہ ایک ہے یا زیادہ ہیں۔علماء کا ایک طبقہ کہتا ہے، ایک فرشتہ سب کی جان نکالتا ہے۔اور دلیل دیتے ہیں مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (پ، ۲۱) موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔اور علماء کا دوسرا طبقہ کہتا ہے نہیں بلکہ یہ ایک مستقل محکمہ ہے اس میں بے شمار فرشتے ہیں اور ملک الموت ان کا انچارج ہے۔ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔حَتّٰی اِذَا جَآءَ تْھُمْ رُسُلُنَا یہاں تک کہ جب آجائیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے۔تو یہ جمع کا صیغہ ہے اور آگے قَالُوْا ہے کہ وہ فرشتے کہتے ہیں یہ جمع کا صیغہ ہے جو تعدد پر دلالت کرتا ہے۔اور سورۃ محمد میں آتا ہے فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ پس کیا حال ہوگا اس وقت جب فرشتے ان کی جانیں نکالیں گے، یہاں جمع کا صیغہ ہے، لھذا جان نکالنے والا ایک فرشتہ نہیں ہے بلکہ بے شمار فرشتے ہیں جن کا سربراہ ملک الموت ہے۔

عذابِ قبر حق ہے:

ایک اور مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ اھل حق کا مذہب ہے کہ قبر میں عذاب بھی حق ہے اور ثواب بھی حق ہے اور اس دعوے پر صحیح احادیث بھی موجود ہیں اور قبر میں سوال جواب بھی حق ہے۔اگر مرنے والا نافرمان ہو تو اس کے سوال جواب کیلئے منکر نکیر آتے ہیں علیھما الصلاۃ والسلام۔اور اگر نیک ہو تو اس کے لیے مُبَشِّر بَشِیْر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے مَنْ نَّبِیُّکَ تو کس کو نبی مانتا ہے مَا دِیْنُکَ تو کس دین پر

ہے۔اور کئی مُلحِدْ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں وہ عذاب قبر اور قبر میں سوال جواب کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس طرح کرتے ہیں کہ ہم قبر میں مردے کے ساتھ ایک زندہ آدمی کو بھی لٹا دیتے ہیں۔فرشتے سوال کریں گے تو زندہ آدمی آکر ہمیں بتلائے گا کہ واقعی فرشتوں نے آکر سوال کیے ہیں اور میں نے سنے ہیں۔اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تجربہ کیا ہے ایسی کوئی بات نہیں تھے۔بھائی بات یہ ہے کہ یہ چیزیں عالم غیب سے تعلق رکھتی ہیں اور ایمان بالغیب ضروری ہے۔یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے مخفی رکھی ہیں۔قبر میں مردے کے ساتھ لیٹنے کی کیا ضرورت ہے مرنے والے سے فرشتوں کا سوال کرنا تو اسی آیت کریمہ میں موجود ہے۔اور مرنے والے کا جواب بھی موجود ہے کہ فرشتے جب ان کی جان نکالتے ہیں قَالُوْا کہتے ہیں اَیْنَ مَاکُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے قَالُوْا وہ جواب دیتے ہیں ضَلُّوْا عَنَّا وہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں۔لھذا قبر میں لیٹنے کی بجائے مرنے والے کے سرہانے بیٹھ جاؤ اور یہ جو باقاعدہ گفتگو ہوتی ہے۔جس کا ابھی ذکر ہوا اس کو سنو۔کیا تم سن سکتے ہو یا کبھی کسی نے سنی ہے؟ جبکہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے تو قبر میں تم کس طرح سن سکتے ہو؟ یہ باتیں ایمان بالغیب ہے۔اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بتلا دے تو ایمان بالغیب نہیں رہتا حالانکہ ہم سے ایمان بالغیب مطلوب ہے۔فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہدایت یافتہ وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔منکرین کے جواب کے لئے اس آیت کو نہ بھولنا۔تو مرتے وقت کافر مشرک اپنے کفر شرک کا اقرار کریں گے قَالَ فرمائیگا اللہ تعالیٰ اُدْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ داخل ہو جاؤ ان امتوں میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ جو تم سے پہلے گزری ہیں مِنَ الْجِنِّ جنات میں سے وَالْاِنْسِ اور

انسانوں میں سے فِی النَّارِ دوزخ میں جاچکی ہیں تم بھی ان کے ساتھ جاملوتمہارا ٹھکانا بھی دوزخ ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ......

جنات کو بھی عذابِ جہنم ہوگا :

جنات بھی دوزخ میں جائیں گے اور انسان بھی۔ بعض مُلحِد قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ جنات کی تخلیق آگ سے ہے اور دوزخ میں بھی آگ ہے۔ تو آگ سے آگ کو کیا تکلیف ہوگی۔ تو یہ ان کا ڈھکوسلہ ہے۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ اتنی تیز آگ میں اس کو تکلیف ہو تو کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ پھر جہنم کے طبقوں میں تفاوت بھی ہے۔ حدیث پاک میں آتا کہ جہنم کے بعض طبقوں نے دوسروں کی شکایت کی کہ اے رب مجھے وہ کھا گیا ہے، اس کی آگ مجھے کھا گئی ہے اور زمہریر بھی دوزخ کا ایک ٹھنڈا طبقہ ہے۔ اس نے بھی دوسرے طبقے کی شکایت کی کہ یہ مجھے کھا گیا ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک سانس لے لو۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ ایک سانس آگ نے لیا، فرمایا دنیا میں جو تم شدید گرمی محسوس کرتے ہو یہ اس سانس کی بھاپ ہے۔ اور شدید سردی جو تم محسوس کرتے ہو جس میں پانی اور تیل بھی جم جاتا ہے۔ یہ اس ٹھنڈے طبقے کا ایک سانس ہے کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ جب بھی داخل ہوگی کوئی امت لَّعَنَتْ اُخْتَهَا اخت کے معنٰی بہن کے ہیں اور مراد دوسرا ساتھی ہے۔ لعنت کرے گی دوسری پر او ملعونو! ہم تو آئے ہیں تم بھی آئے ہوئے ہو۔ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَكُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا یہاں تک کہ جب سارے جمع ہو جائیں گے دوزخ میں قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ کہے گی ان میں سے پچھلی پہلوں کے بارے میں رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا اے ہمارے پروردگار! انھوں نے

ہمیں گمراہ کیا تھا، یہ ہمارے بڑے تھے ہم ان کے پیچھے چلتے رہے فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس دے ان کو دُگنا عذاب آگ میں۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو اتنی سمجھ دی ہے کہ وہ کھوٹی کھری چیز کا امتیاز کر سکتا ہے۔ آج بھی کسی بھولے سے بھولے آدمی کو پھٹا پرانا نوٹ دو تو نہیں لے گا۔ جب دنیا میں ہم اتنی تمیز کر سکتے ہیں تو پھر عقیدے اور عمل کے صحیح اور غلط ہونے کی تمیز کیوں نہیں کر سکتے؟ لیکن اگر کوئی بغیر سوچے سمجھے غلط لوگوں کے پیچھے لگا رہے تو اس کا کیا علاج ہے؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار دعوت دی ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم سمجھتے نہیں ہو اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ قیامت والے دن دوزخ میں جلنے والے کہیں گے لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (پ ۲۹ سورۃ ملک) اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ رب تعالیٰ نے عقل بڑی دولت اور نعمت عطا فرمائی ہے اگر ہم اس سے کام لیں۔ قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گے لِکُلٍّ ضِعْفٌ ہر ایک کیلئے دگنا عذاب ہے۔ ان کیلئے تو اس وجہ سے کہ انھوں نے خود کفر شرک کیا اور دوسروں کو کفر شرک کے راستے پر چلایا اور تمہارے لئے اس وجہ سے کہ تم نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اور سوچا سمجھا نہیں، سابقہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کی لھذا تمہارے لئے بھی ڈبل عذاب ہے۔ اور سورۃ نباء میں ہے فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا پس مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے۔ دن بدن کافروں کے عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا اور مومنوں کے لئے جنت میں نعمتوں اور خوشیوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ جنت میں پہلے دن جو پھل ملیں گے اسی شکل کے دوسرے دن ملیں گے لیکن پہلے دن سے ذائقہ علیحدہ ہوگا، تیسرے دن کا ذائقہ الگ ہوگا،

چوتھے دن کا ذائقہ علیحدہ ہوگا اور کافروں کے عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا وَّلٰـکِـنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے۔ کہ دوسروں کو ملعون کرنے والے تم بھی ڈبل سزا کے مستحق ہو وَقَـالَـتْ اُوْلٰهُمْ لِاُخْرٰهُمْ اور کہیں گے ان کے پہلے پچھلوں کو فَـمَـا كَـانَ لَكُمْ عَلَيْنَامِنْ فَضْلٍ پس نہ ہوئی تمھارے لیے ہمارے اوپر کوئی فضیلت۔ تم نے ہماری شکایت کی تھی، ہمیں مجرم قرار دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کا تمھیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ عذاب سے تو تم بھی نہ بچ سکے۔ یہ نوک جھوک دوزخ میں ہوتی رہے گی۔ فرمایا فَـذُوْقُـو الْعَذَابَ پس چکھو عذاب بِـمَـا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ بسبب اس کے جو تم کماتے تھے۔ جو عقیدہ اور عمل تم نے کمایا آج اس کی سزا بھگتو۔ اللہ تعالیٰ دوزخ سے اور دوزخ کے کاموں سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ○ لَهُمۡ مِّنۡ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنۡ فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٍ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الظّٰلِمِیۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَاۤ ۫ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ○ وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ ۚ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا کُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ؕ وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا بے شک وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری ایتوں کو وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡهَا اور تکبر کیا ان سے لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ نہیں کھولے جائیں گے ان کیلئے اَبۡوَابُ السَّمَآءِ آسمان کے دروازے وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ اور نہ

داخل ہوں گے وہ جنت میں حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ یہاںتک کہ داخل ہو جائے اونٹ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ سوئی کے سوراخ میں وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ اوراسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو لَھُمْ مِنْ جَھَنَّمَ مِھَادٌ ان کیلئے جہنم میں بچھونے ہوں گے مِنْ فَوْقِھِمْ غَوَاشٍ اوراوپر پردے ہونگے وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ اوراسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جوایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اورانہوں نے عمل کئے اچھے لَانُکَلِّفُ نَفْسًا ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو اِلَّاوُسْعَھَا مگراس نفس کی طاقت کے مطابق اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ وہ لوگ جنت والے ہیں ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے وَنَزَعْنَا اورہم نکال دیں گے مَافِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ جوکچھ ان کے سینوں میں ہوگا کینہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں وَقَالُوْا اور کہیں گے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَالِھٰذَا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی اس مقام تک وَمَاکُنَّا لِنَھْتَدِیَ اورنہیں تھے ہم ہدایت پانے والے لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ اگراللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا لَقَدْجَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَابِالْحَقِّ البتہ تحقیق آچکے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ وَنُوْدُوْآ اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اور ان کو پکارا جائے گا کہ یہ ہے وہ جنت اُوْرِثْتُمُوْھَا جس کے تم وارث بنائے گئے ہو بِمَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اس کے جوتم عمل کرتے تھے۔

اس سے قبل کافروں اور مشرکوں کا ذکر تھا اور اب ان کے انجام کا ذکر ہے۔ کیونکہ ہر عمل کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جس کا نتیجہ نہ ہو۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا بے شک وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا اور تکبر کیا ان سے ان کو نہ مانا اور رد کر دیا اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ فرمایا لَاتُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہیں کھولے جائیں گے ان کیلئے آسمان کے دروازے۔ صحیح روایات میں آتا ہے اور قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ وضاحت کر رہی ہے کہ آسمانوں کے دروازے ہیں اور فرشتے ان سے آتے جاتے ہیں۔ نیک لوگوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور رب تعالیٰ کی رحمتیں نیچے نازل ہوتی ہیں۔ انسان کی وفات کا جب وقت آتا ہے تو فرشتے روح نکالنے کیلئے آتے ہیں۔ ایک فرشتہ آگے ہو کر روح نکالتا ہے اور اس کے پیچھے اٹھارہ فرشتے معاون قطار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر مرنے والا آدمی نیک ہے تو اس کی روح کیلئے جنت سے کپڑا اور خوشبوئیں لاتے ہیں اور اگر برا آدمی ہے تو اس کیلئے جہنم سے بدبودار ٹاٹ لاتے ہیں وہ فرشتہ روح نکال کر دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔ وہ فرشتے روح لیکر آسمان تک پہنچتے ہیں۔ نیک شخص کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، ساتوں آسمانوں سے گذار کر علیین کے مقام پر پہنچا دیتے ہیں جو نیک لوگوں کی ارواح کا ٹھکانا ہے۔ اگر کافر مشرک نافرمان ہے تو اس کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ وہاں سے اس کو گرا کر ساتویں زمین کے نیچے سجین کے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہ کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں کی ارواح کا ٹھکانا ہے۔ علیین اور سجین دونوں کا ذکر ۳۰ پارے میں موجود ہے۔ ایک تو مکذبین اور متکبرین عن ایات اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو

جھٹلانے والے اور انکار کرنے والوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے اور کیا ہوگا؟ فرمایا وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اور نہ داخل ہوں گے وہ جنت میں حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ یہاںتک کہ اونٹ داخل ہو جائے سوئی کے سوراخ میں۔ جس میں دھاگہ بھی بڑی مشکل سے داخل ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں تَعْلِیْقُ بِالْمَحَال کسی چیز کو محال چیز کے ساتھ معلق کرنا کہ جس طرح اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے نہیں گذر سکتا اسی طرح کافر بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔ اس کے علاوہ اور کیا ہوگا؟ فرمایا لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ ان کیلئے دوزخ میں بچھونے ہوں گے۔ گرمی میں لوگ سوتے وقت عموماً نیچے دری چادر وغیرہ بچھالیتے ہیں مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور اوپر پردے ہونگے۔ گرمی میں مکھی مچھر سے بچنے کیلئے لوگ اوپر چادر لے لیتے ہیں اور سردی کے زمانے میں نیچے گدا اور اوپر تلائی رضائی لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جہنمیوں کے اوپر نیچے آگ ہوگی۔ گدا، دری بھی آگ اور چادر رضائی بھی آگ ہوگی۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔ اب مومنوں کا نتیجہ بھی سن لو۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے اچھے یعنی خالی ایمان نہیں بلکہ ساتھ اچھے عمل بھی کئے۔ محض ایمان کے دعوے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا جب تک ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ ان کی جزا کیا ہوگی؟ فرمایا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ وہ لوگ جنت والے ہیں هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے درمیاں میں جملہ مُعْتَرِضَہ ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس

کی طاقت کے مطابق۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو کر نہ سکتے ہوں یا ان کی ہمت سے زیادہ ہو اور وہ کر نہ سکتے ہوں۔چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض ہیں کوئی بڑے آرام سے بھی پڑھے تو ایک گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگتا۔تو چوبیس گھنٹوں میں ایک گھنٹہ کوئی بڑی بات نہیں ہے پھر اگر کوئی کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو اشارے سے پڑھ لے اور سال کے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینے کے روزے ہیں۔باقی گیارہ مہینوں میں کوئی روزہ فرض نہیں ہے۔اور زکوٰۃ اس پر ہے جس کے پاس رقم ہو اور صاحب نصاب ہو اور جس کے پاس رقم نہیں ہے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔تو یہ اعمال کرنے والے جنتی ہیں اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینے میں ہوگا کینہ۔دنیا میں انسانوں کو جھگڑنے کے بڑے اسباب ہیں۔مالی لحاظ سے، رشتے کیوجہ سے، عہدے کی وجہ سے ایک دوسرے کیخلاف بغض اور کینہ بھی ہوتا ہے، عداوت بھی ہوتی ہے۔اور بسا اوقات شرارتی لوگ بھی آپس میں لڑا دیتے ہیں دنیا میں شرارتی لوگ بھی بڑے ہیں۔تو دنیا میں ایک دوسرے کے خلاف بغض، کینہ ذاتیات کی وجہ سے تھا یا شرارتی لوگوں کے اکسانے کی وجہ سے تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم مومنوں کے دلوں سے نکال دیں گے وہ کہاں نکالیں گے؟ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ پُل صراط سے گذر کر جنت سے پہلے ایک پُل ہے هِيَ قَنْطَرَةٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پُل ہے۔اس پر جب پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کیخلاف جو بغض کینہ ہوگا اس کو نکال دیں گے۔پھر ایک دوسرے کے ساتھ پیار، محبت اور الفت ہوگی۔

ایک دوسرے کیخلاف جذبات ختم ہو جائیں گے دل شیشے کی طرح صاف ہو جائیں گے۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ جنت کے ہر علاقے میں نہریں چلتی ہوں گی وَقَالُوْا اور مومن کہیں گے اَلْحَمْدُلِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا جس نے ہماری رہنمائی کی اس مقام تک اور ہم یہاں تک پہنچے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ اور نہیں تھے ہم ہدایت پانے والے لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ رب تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی تو ہمیں ہدایت نصیب ہوئی۔ رب تعالیٰ نے ہدایت کس طرح دی؟ فرمایا لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ البتہ تحقیق آ چکے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ۔ وہ ہمارے لئے رہبر اور ہادی بن کر آئے، انھوں نے ہمیں ہدایت کے راستے بتائے، نیکی بدی سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر کتابیں نازل فرمائیں، صحیفے نازل فرمائے جن میں ہدایت کا پروگرام تھا اور ہر زمانے میں حق کی آواز بلند کرنے والے کھڑے کئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے عقل جیسی دولت سے نوازا۔ یہ تمام ہدایت کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے۔ وَنُوْدُوْا اور ان کو پکارا جائے گا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ اور وارث کیوں بنائے گئے ہو؟ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اس کے جو تم عمل کرتے تھے۔ عمل جنت میں داخلے کا سبب ہے اور داخلے کی علت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

ہر شخص فضل الٰہی سے جنت میں جائے گا نہ کہ عمل سے :

ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ اس کا عمل اس کو جنت میں داخل کرے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا

حضرت ہمارے عمل تو خیر کیا ہوں گے آپ بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتے ؟ حدیث پاک میں آتا ہے فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی ھَامَتِہٖ آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر پر رکھا اور فرمایا وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِفَضْلٍ مِّنْہُ وَرَحْمَۃٍ اور میں بھی صرف عمل کے زور پر جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہو گی۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سمجھانے کیلئے اپنے زمانے اور دور کے لحاظ سے مثال دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں گاڑی ہے اس کا انجن ہے اسکے ڈرائیور اور معاونین اس کے ساتھ ہوتے ہیں اس میں چلنے کے تمام کل پرزے موجود ہیں اور چلانا اس کو ڈرائیور نے ہے لیکن گارڈ جب تک سبز جھنڈی نہیں ہلائے گا اس وقت تک چلے گی نہیں۔ یہ اعمال سمجھو گاڑی ہے، انجن ہے، ڈرائیور ہے، سب کچھ ہے۔ لیکن رب تعالیٰ کی رحمت کی جھنڈی جب تک نہیں ہلے گی تب تک بندہ جنت میں نہیں جا سکے گا تو اعمال سبب ہیں اور رب تعالیٰ کا فضل وکرم جنت میں داخلے کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتیوں اور دوزخیوں کے حالات بتائے ہیں۔ مزید بحث آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اور پکاریں گے جنت والے دوزخ والوں کو اَنْ قَدْ وَجَدْنَا کہ بے شک ہم نے پالیا ہے مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے رب نے بالکل حق فَهَلْ وَجَدْتُّمْ پس کیا تم نے پالیا ہے مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا جو وعدہ کیا تمہارے پروردگار نے سچ

قَالُوْا نَعَمْ دوزخی کہیں گے ہاں فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ پس اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ظالموں پر الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ اور ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہوگا وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا جو پہچانیں گے ہر ایک کو بِسِیْمٰهُمْ ان کی نشانی کے ساتھ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ کہ بے شک سلام ہو تم پر لَمْ یَدْخُلُوْهَا وہ ابھی داخل نہیں ہوئے ہوں گے وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ اور وہ امید رکھتے ہوں گے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ اور جب پھر جائیں گی ان کی نگاہیں تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ دوزخ والوں کی طرف قَالُوْا اعراف والے کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ نہ کرنا ہمیں ظالم قوم کے ساتھ۔

اس سے پہلے مومنوں اور کافروں کے انجام کا ذکر تھا کہ کافر مشرک دوزخ میں ہوں گے اور ان کے اوپر نیچے آگ ہوگی اور مومن جنت والے ہیں اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ جنت کا محل وقوع ایسا ہوگا جیسے بالا خانہ ہوتا ہے کہ اوپر والی منزل والے نیچے

والوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ جہنم نیچے ہوگی جنتی جہنمیوں کو چلتے پھرتے، آگ میں جلتے، چیخیں مارتے دیکھیں گے عجیب منظر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ اور جنتی جنت کے عیش وآرام میں ہوں گے جنت میں نہریں جاری ہوں گی حور وغلمان ہوں گے جو چاہیں گے رب ان کو فوراً دے گا بس ارادہ کرنے کی ضرورت ہوگی روایات میں آتا ہے کہ ایک بہت اونچا درخت ہوگا اس کی چوٹی پر پکے ہوئے پھل ہونگے یہ پھل کھانے کا ارادہ کرے گا اُدھر قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ وہ ٹہنی خود بخود جھک کر سامنے آجائے گی اس کو اوپر چڑھ کر اتارنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ پرندہ اڑ رہا ہوگا یہ اس کو کھانے کا خیال کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ذبح ہو کر روسٹ شدہ اس کے سامنے پلیٹ میں رکھا ہوگا رب تعالیٰ کی قدرت بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَادٰى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکاریں گے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخ والوں کو اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا کہ بے شک ہم نے پالیا ہے اس چیز کو جس کا وعدہ کیا تھا ہمارے ساتھ ہمارے رب نے بالکل حق فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا پس کیا تم نے پالیا ہے اس چیز کو جس کا تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ۔ کہ تمہیں دوزخ میں سزا ہوگی سانپ ڈسیں گے، بچھو ڈسیں گے اور خار دار جھاڑیاں تمھاری خوراک ہوگی، گرم پانی تمہارے سروں پر ڈالا جائے گا، تمہارے چمڑے اتر کر نیچے گر جائیں گے اور جو اندر جائے گا انتڑیاں کاٹ کر پاخانے کے راستے نکال دے گا اس کو تم نے حق پایا ہے یا نہیں؟ قَالُوْا نَعَمْ دوزخی کہیں گے ہاں سچ پایا ہے۔ اقرار کے سوا کیا چارہ ہوگا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پس اعلان کرے گا ایک اعلان کرنیوالا، وہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوگا بَيْنَهُمْ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان۔ ان کو بھی

سنائے گا اور ان کو بھی سنائے گا اور اس کی آواز ایسی ہوگی یَسْمَعُ مَنْ بَعُدَ کَمَا یَسْمَعُ مَنْ قَرُبَ دور والا ایسے ہی سنے گا جیسے قریب والا سنے گا۔ وہ فرشتہ کہے گا اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ظالموں پر جنہوں نے شرک کیا کیونکہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔ اور شرک سے نیچے ظلم کی بہت سی قسمیں ہیں تو ظلم کرنے والوں پر رب تعالیٰ کی لعنت۔ ظالم کون ہیں؟ اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ قولاً بھی اور فعلاً بھی روکتے ہیں۔ بعض افعال ایسے ہیں آدمی کرتا ہے تو اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں زبان سے چاہے نہ کہے۔ اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ سنتیں اور نفلیں گھر میں پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے اسلئے کہ جب بڑے گھر میں پڑھیں گے تو چھوٹوں کا ذہن بنے گا بچے دیکھیں گے کہ ابو کیا کر رہا ہے، دادا کیا کر رہا ہے، ہم نے بھی اسی طرح کرنا ہے۔ یہ وضو گھر میں کریں ان کی طرف دیکھ کر بچے بھی وضوء کا طریقہ سیکھیں گے اور اسی لئے حکم یہ ہے کہ حتی الوسع بڑی عمر کی عورتیں سر سے دوپٹہ نہ اتاریں کہ ان کی طرف دیکھ کر چھوٹی بچیاں بھی سر سے کپڑا اتار دیں گی کہ دادی اماں نے اتارا ہوا ہے، نانی اماں نے اتارا ہوا ہے اور عملی سبق کا اثر زیادہ ہوتا ہے بنسبت زبانی سبق کے۔ تو یہ قولاً بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور فعلاً بھی۔ کہ ایسے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ حق سے رکتے ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی۔ کجی کا مطلب یہ ہے کہ نام اسلام کا لیں اور مرضی اپنی کریں۔ اس وقت ہمارے لیڈر یہی کچھ کر رہے ہیں۔ شریعت بہت بڑی شے ہے کون مسلمان ہے جو شریعت کو نہیں مانتا مگر اس کا نفاذ اور اس پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ دیکھ لینا

یہ شریعت بل بالکل منظور نہیں ہوگا ان کی موجودگی میں۔ہاں اللہ تعالیٰ طالبان کی طرح کوئی آدمی لے آئے تو بات بنے گی کہ جو خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے بھی عمل کروائے اور جنہوں نے خود کچھ نہیں کرنا وہ دوسروں پر شریعت کیسے نافذ کریں گے اور وہ اسلام ہے بھی نہیں ان کی مرضی ہے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو زبانی اور کھلے طور پر منکر ہیں کہ اسلام کو مانتے ہی نہیں اور بعض عملی طور پر منکر ہیں یعنی زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں، قیامت کو مانتے ہیں مگر نہ کلمہ کے مطابق عمل کرنے کیلئے تیار ہیں اور نہ قیامت کی تیاری کرتے ہیں۔یہ ایسے ہی ہے کہ ایک آدمی سکول میں داخل ہو جاتا ہے مگر پڑھتا نہیں ہے سال مکمل ہونے پر اس نے کیا امتحان دینا ہے جس نے ایک دن بھی نہیں پڑھا۔تو ایک آدمی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔تو یہ عملی طور پر منکر ہے عمل کے بغیر کچھ نہیں ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

جو لوگ عمل نہیں کرتے اور زبانی طور پر کہتے ہیں قبر حق ہے ثواب وعذاب حق ہے۔صرف اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہیں۔یہ بڑا ظلم ہے، زیادتی ہے اور حرامخوری ہے۔وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہوگا هُمَا کی ضمیر جنت دوزخ کی طرف راجع ہے۔جنت دوزخ کے درمیان ایک بہت بڑا جزیرہ ہوگا یا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم ہوگا سمجھانے کیلئے کہہ رہا ہوں، اس کا نام اعراف ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلَى

اَلْاَعْرَافِ رِجَالٌ اوراعراف پر کچھ مرد ہوں گے

اعراف کی وضاحت اوراہلِ اعراف :

اَعْرَاف عَرَفَ یَعْرِفُ سے ہے اس کا معنٰی ہے پہچاننا تو وہاں جو لوگ ہوں گے وہ جنتیوں کو بھی پہچانیں گے اور دوزخیوں کو بھی پہچانیں گے اس لئے اس کو اعراف کہتے ہیں۔فرمایا یَعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُم جو پہچانیں گے ہر ایک کو ان کی نشانی کے ساتھ۔ جنتیوں کو ان کی نشانی سے اور دوزخیوں کو ان کی نشانی سے۔جنتیوں کی نشانی یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ کچھ چہرے روشن ہونگے،عمدہ لباس پہنے ہوئے ہوں گے، بڑے صحت مند ہونگے اور کافروں کی نشانی وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ اور کتنے چہرے سیاہ ہوں گے، بری شکلیں ہونگی، زاروقطار روئیں گے اور چیخیں گے لیکن حاصل کچھ نہیں ہوگا۔اعراف میں کون لوگ ہوں گے؟ ایک تفسیر اس کی وہ ہے جو حدیث میں آئی ہے مَنِ اسْتَوَتْ حَسَنَاتُہٗ وَسَیِّاٰتُہٗ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی کہ نیکیاں بھی پچاس ہیں اور برائیاں بھی پچاس ہیں تو یہ لوگ کچھ عرصہ میں رہیں گے دوزخ میں تو نہ جائیں گے کیونکہ برائیاں غالب نہیں ہیں اور جنت میں بھی اول دخول نصیب نہیں ہوگا کیونکہ نیکیوں کا پلڑا بھاری نہیں ہے۔اعراف میں کتنا عرصہ رہیں گے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اس کا علم ہمارے پاس نہیں ہے۔اور جنت میں نہ پہنچنا یہ بھی ایک قسم کی اذیت ہی ہے۔اس کی تفصیل اگلے رکوع میں آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ فترت کے زمانے کے لوگ ہوں گے عَلٰی فَتْرَۃٍ الرُّسُلِ فترت کا زمانہ وہ تھا کہ ایک نبی دنیا سے چلا گیا اور دوسرا ابھی آیا نہیں تو یہ درمیان کا جو عرصہ ہے یہ فترت کا زمانہ کہلاتا ہے۔پہلے نبی کی تعلیم صحیح نہ رہی اس لئے وہ لوگ اتنے

مجرم نہیں جتنے پیغمبر کے تشریف لے آنے کے بعد کے لوگ مجرم ہوتے ہیں جو تسلیم نہ کریں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا نہ کوئی سچا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔لیکن امت مرحومہ نے الحمدللہ آج تک اپنے دین کی حفاظت کی ہے اور قیامت تک حفاظت ہوتی رہے گی۔ ایک حدیث میں آتا ہے عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَانبیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل کہ میری امت کے علماء ایسے ہی ہیں جیسے بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے یعنی جسطرح انھوں نے اپنے اپنے دور میں دین کی حفاظت کی اسی طرح یہ دین کی حفاظت کریں گے۔حدیث کا یہ مطلب حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں بیان کیا ہے اور فرماتے ہیں اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر مفہوم صحیح ہے۔اگر چہ اہل بدعت نے دین میں بڑی بڑی خرافات پیدا کی ہیں لیکن ہر جگہ میں آپ کو اصل دین ملے گا الحمدللہ اس امت نے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات اور جائز ناجائز تک کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی حفاظت کی ہے تیسری تفسیر یہ ہے کہ مومن جنات اعراف میں ہونگے لیکن جمہور کہتے ہیں کہ مومن جن بھی جنت میں جائیں گے اور چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اعراف والے وہ لوگ ہونگے جو مقروض فوت ہوئے۔قرضہ بھی بہت بُری چیز ہے ایک سوئی بھی کسی کے ذمہ ہو تو وہ بھی بڑی بھاری ہے کئی دفعہ سن چکے ہو کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں واقعات نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑے بزرگ نیک پرہیزگار آدمی کی وفات ہوگئی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری فرمایا مجھے سزا تو نہیں ہوئی لیکن جنت کے دروازے کے اندر داخلہ ممنوع ہے مجھے کہتے ہیں کہ تو نے ہمسائے سے سوئی مانگ کر لی تھی کپڑا سینے کیلئے وہ تو نے واپس نہیں کی۔جب تک وہ سوئی تیرے ورثہ واپس

نہیں دیں گے تو جنت میں نہیں جا سکتا۔ اندازہ لگاؤ کسی کے حق کا۔ سوئی کتنی بھاری ہے؟ اور یہاں تو لوگ دوسروں کی مشینیں، کارخانے، دوکانیں اور مکان غائب کر جاتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یاد رکھنا حقوق العباد بہت سخت چیز ہے جب تک صاحب حق معاف نہیں کرے گا رب بھی معاف نہیں کرے گا چاہے حق باپ کا ہو، بھائی کا ہو، چچے کا ہو، پھوپھی کا ہو، بہن کا یا کسی اور کا ہو حق کی معافی نہیں ہے۔ پانچویں تفسیر یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ ہیں جنہوں نے جہاد کیا اور عُصَاةٌ لِاٰبَآئِهِمْ اپنے ماں باپ کے نافرمان ہیں۔ شہادت بھی بڑی چیز ہے مگر یاد رکھنا ماں باپ کی فرمانبرداری فرض عین ہے۔

والدین کا حق :

فتح الباری وغیرہ تمام کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے اور ائمہ پر علماء اور محدثین کا اتفاق ہے کہ جہاد اگر فرض عین ہو تو پھر ماں باپ کی اجازت کے بغیر اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ اور فرض عین اس وقت ہوتا ہے کہ جس وقت ملک پر براہ راست حملہ ہو جائے اور اگر دوسرے علاقے میں جا کر لڑنا پڑے تو پھر ماں باپ کی اجازت کے بغیر جانا حرام ہے ایسا آدمی اگر مرا تو شہید تو ہو گا لیکن فوراً جنت میں نہیں جا سکتا۔ کچھ عرصہ اس کو اعراف میں رہنا پڑے گا۔ بہت سارے نوجوان جذبات میں آ کر ماں باپ کی کوئی قدر نہیں کرتے آنکھیں بند ہونے کے بعد پتہ چلے گا کہ ماں باپ کا کیا حق ہے۔ آجکل ماں باپ کے سامنے بعض دفعہ اولاد ایسے بات کرتی ہے جیسے اپنے دشمن کے ساتھ بات کر رہا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک کا حکم ہے کہ ان کے سامنے اُف بھی نہ کرو۔ رئیس التابعین حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے اولاد کو ایسے بات کرنی چاہیے جیسے سخت مزاج آقا کے

سامنے غلام بات کرتا ہے ۔لیکن آج اولاد اچھل اچھل کر حملہ کرتی ہے تجربہ شاہد ہے
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کہ بے شک
ہماری طرف سے تم پر سلام ہو لَمْ يَدْخُلُوْهَا اور وہ اعراف والے ابھی جنت میں داخل
نہیں ہوئے ہوں گے وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ اور وہ امید رکھتے ہوں گے کہ ہم ایک نہ ایک دن
جنت میں داخل ہو جائیں گے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ اور جب پھیری جائیں گی ان کی
نگاہیں اعراف والوں کی تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ دوزخ والوں کی طرف اور وہ ان کو دیکھیں
گے تو قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ نہ کر ہمیں
ظالم قوم کے ساتھ ۔کیونکہ ہم تو درمیان میں ہیں ۔اِدھر بھی جا سکتے ہیں اور اُدھر بھی جا سکتے
ہیں ۔لیکن اے ہمارے پروردگار ہماری دعا ہے کہ ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ۔اللہ تعالیٰ
نے دنیا میں ہی حقیقت بتلا دی ہے ۔رب تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ قَالُوۡا مَآ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ○ اَہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا یَنَالُہُمُ اللّٰہُ بِرَحۡمَۃٍ ؕ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ○ وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ لَہۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ۚ فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰہُمۡ کَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِہِمۡ ہٰذَا ۙ وَمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ جِئۡنٰہُمۡ بِکِتٰبٍ فَصَّلۡنٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ ہُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ○

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا اور پکاریں گے اعراف والے کچھ آدمیوں کو یَّعۡرِفُوۡنَہُمۡ جن کو وہ پہچانیں گے بِسِیۡمٰہُمۡ ان کی علامتوں سے قَالُوۡا کہیں گے مَآ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ نہ کفایت کی تم کو تمہاری جماعت نے وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے اَہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ کیا یہ وہ

لوگ ہیں اَقْسَمْتُمْ کہ تم قسمیں اٹھاتے تھے لَا یَنَالُھُمُ اللّٰہُ بِرَحْمَۃٍ کہ اللہ ان کو رحمت نہیں پہنچائے گا اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ (ان کو تو حکم ہو چکا ہے) داخل ہو جاؤ جنت میں لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمْ نہ خوف ہوگا تم پر وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اور نہ تم غمگین ہو گے وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ کہ بہادو ہمارے اوپر کچھ پانی اَوْمِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ یا جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی دی ہے قَالُوْا جنت والے کہیں گے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو حرام کر دیا ہے کافروں پر الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَھْوًا جنھوں نے ٹھہرایا اپنے دین کو کھیل وَّلَعِبًا اور تماشا وَّغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے فَالْیَوْمَ نَنْسٰھُمْ پس آج ہم ان کو فراموش کر دیں گے کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِھِمْ ھٰذَا جیسا کہ انہوں نے فراموش کیا اس دن کی ملاقات کو وَمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو کتاب دی ہے فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے علم کے ساتھ ھُدًی وَّرَحْمَۃً جو ہدایت ہے اور رحمت لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو ایمان لائے۔

جن کی نیکیوں کا پلہ بھارا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت میں داخل ہو

جائیں گے اور جن کی برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ دوزخ میں چلے جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہونگی وہ اعراف کے مقام میں رہیں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان بہت بڑا پلیٹ فارم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہاں کتنا عرصہ رہیں گے لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اس لئے کہ یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ اہل توحید میں سے جو گنہگار عملی کمزوریوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے ایک وقت آئے گا کہ وہ دوزخ سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے تو اعراف والے تو ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ آگے اعراف والوں کے مکالمے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا اور پکاریں گے اعراف والے کچھ آدمیوں کو یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ جن کو وہ پہچانیں گے ان کی علامتوں سے۔ جیسے ہم ایک دوسرے کی شکل وصورت دیکھ کر پہچانتے ہیں یَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ قیامت والے دن بھی باقاعدہ تعارف ہوگا اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے کیونکہ ان کی شکلیں تو وہاں رات کی طرح سیاہ ہو چکی ہوں گی عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (پ ۳۰) ان پر گرد پڑ رہی ہوگی اور سیاہی چڑھ رہی ہوگی قَالُوْا اعراف والے کہیں گے مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ نہ کفایت کی تم کو تمہاری جماعت نے۔ تم گھمنڈ کرتے تھے کہ ہم زیادہ ہیں ہماری جماعت طاقتور ہے آج وہ جماعت کچھ کام نہ آئی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے کہ ہمارے پاس مربعے ہیں، کارخانے ہیں، مال و دولت ہے، کرسیاں ہیں، ہمارے نمائندے اتنے ہیں۔ آج کچھ بھی تمہارے کام نہ آیا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں تم قسمیں کھاتے تھے

لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ کہ اللہ ان کو رحمت نہیں پہنچائے گا، رحمت سے نہیں نوازے گا، ان کو بھلائی کہاں ملے گی، ان کو کبھی خوش نصیبی نہیں ملے گی کہ کافر دنیا میں ان کی غربت دیکھتے، پھٹے پرانے کپڑے ہوتے، رہنے کیلئے مکان نہیں، بھوک کی وجہ سے چہرے مرجھائے ہوئے ہیں تو کہتے کہ رب نے ان کو یہاں نہیں دیا وہاں کیا دے گا؟ اور ہم یہاں بھی مزے کر رہے ہیں کہ مال، اولاد، عزت وغیرہ ہمیں حاصل ہے اور آگے بھی ہمارے مزے ہونگے۔ تو اعراف والے جنتیوں کی طرف اشارہ کر کے دوزخیوں کو کہیں گے اے کافرو! جن کے بارے میں تم قسمیں اٹھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو رحمت سے نہیں نوازے گا دیکھو آج وہ کیسے مزے کر رہے ہیں۔ ان کو تو رب تعالیٰ نے فرمادیا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ جنت میں لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ نہ خوف ہوگا تم پر وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اور نہ تم غمگین ہوگے۔ خوف کہتے ہیں آئندہ کسی چیز کے خدشے کو اور غم کہتے ہیں گذشتہ کسی شے پر افسوس کو۔ تو جنتیوں کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہوگا کہ ہمیں جنت سے نکالا جائے گا یا کوئی بیماری لگے گی یا بھوک پیاس کا خطرہ یا گرمی سردی کا ڈر، قطعاً کسی شے کا خوف نہیں ہوگا اور نہ گذشتہ پر غم کہ ہم نے اعمال صحیح نہیں کیے۔ جیسا کہ دوزخی افسوس کریں گے کاش کہ دنیا میں ہم ایمان لاتے، اعمال اچھے کرتے۔ جنتیوں کو ایسا کوئی غم نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کی رضا شامل حال ہوگی سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی خود جنتیوں کو سلام کرے گی، حوریں سلام کہیں گی خود جنتی ایک دوسرے کو سلام کہیں گے تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ۔ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اور پکاریں گے دوزخ والے اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ جنت والوں کو اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ کہ بہادو ہمارے اوپر کچھ

پانی۔ جب دیکھیں گے جنتیوں کو ٹھنڈے پانی، شربت، شراب طہور پیتے ہوئے تو کہیں گے اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے کچھ تھوڑی سی ہمیں بھی بھیج دو۔ جنتیوں کی منتیں کریں گے۔

جنتیوں کا جواب :

قَالُوْا جنتی کہیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو حرام کر دیا ہے کافروں پر۔ پانی بھی اور روٹی بھی کافروں کیلئے حرام ہے۔ ہم دینے کے مجاز نہیں ہیں اور نہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ کسی سے کچھ مانگنا، خوراک مانگنا بڑی چیز ہوتی ہے تو یہ دنیا کے بڑے بڑے مالدار اور مغرور جنتیوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے وہ کھرا کھرا جواب دیں گے کہ یہ پانی اور خوراک کافروں کیلئے حرام ہے۔ کافر کون ہیں؟ فرمایا اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا جنھوں نے ٹھہرایا اپنے دین کو کھیل اور تماشا۔ اپنے دین سے کیا مراد ہے؟ تو یہ تفسیر بھی کی گئی کہ دین جسطرح ہمارے لئے ہے کافروں کیلئے بھی ہے ہم نے قبول کر لیا اور انہوں نے اس کو کھیل تماشا بنایا اور اس کا مذاق اڑاتے۔ چھٹے پارے میں تم پڑھ چکے ہو کہ نماز کے ساتھ مسخرہ کرتے تھے، اذان کا مذاق اڑاتے تھے اور نویں پارے میں آئے گا مَا كَانَ صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً اور نہیں ہے ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس مگر سیٹی بجانا اور تالی بجانا۔ یہ کعبۃ اللہ کے سامنے قوالی کرتے تھے جیسے آج کل کئی جاہل قسم کے لوگ قوالی کو عبادت سمجھتے ہیں۔ اچھے اشعار جو شریعت کے مطابق ہوں تو ان میں کوئی کلام نہیں ہے بشرطیکہ ساتھ باجا وغیرہ نہ ہو اور قوالی تو باجے کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتی۔ لھذا اس کا سننا بھی گناہ ہے، کرنا

بھی گناہ اور دیکھنا بھی گناہ ہے۔انگریز کا دور تھا ۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء کی بات ہے۔گوجرانوالہ میں ہندوؤں کا سینما ہوتا تھا انھوں نے خبر شائع کرائی اور اشتہارات دیے کہ ہم حج فلم دکھائیں گے تمام طبقوں کے علماء اکھٹے ہوئے اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حج ہماری عبادت ہے اس کو کھیل کے طور پر پیش کرنا یہ ہمارے دین سے مذاق ہے۔چنانچہ اس کے خلاف جلوس نکالا گیا اور میں خود اس جلوس میں شریک تھا۔انگریز سمجھ گیا کہ اس سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اس نے حج فلم پر پابندی لگادی۔انگریز دفع ہو گیا اور ہماری اپنی حکومت آئی تو انہوں نے خانہ خدا فلم چلادی۔شیخوپورہ میں جلسہ تھا مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر تھی اور میری صدارت تھی۔ایک پرچی آئی کہ انگریز کے دور میں حج فلم چلتی تھی تو ہمارے علماء اس کے خلاف احتجاج کرتے تھے اور اب خانہ خدا نام سے فلم چل رہی ہے تو تم خاموش ہو تمہاری خاموشی کس معنٰی میں ہے موٹے موٹے حرفوں سے لکھی ہوئی تھی میرے پڑھتے ہوئے مولانا کی نظر اس پر پڑگئی انہوں نے وہ پرچی میرے سے لے لی اور فرمایا کہ میں خود اس کا جواب دونگا مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کہ دیکھو بھائی انگریز کے دور میں بھی ہم احتجاج کرتے تھے اور آج بھی ہم سختی سے تردید کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے قوت ہمارے پاس نہیں ہے۔مگر فرق یہ ہے کہ ایک ماں سگی ہوتی ہے اور ایک سوتیلی ہوتی ہے۔سوتیلی ماں بچے کو مارتے ہوئے جھجکتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ سوتیلی ہے اس لئے ماررہی ہے اور سگی ماں مارتے ہوئے جھجکتی نہیں ہے کیونکہ اس کا سگا بیٹا ہے۔پہلے ہماری سوتیلی بے بے تھی حکومت برطانیہ، وہ ڈرتی تھی اور اب ہماری سگی بے بے ہے حکومت پاکستان، یہ جو چاہے کرے ڈرتی نہیں ہے۔اب جو کچھ ہمارے ساتھ ہو

رہا ہے سگی بے بے کا معاملہ ہو رہا ہے۔ سگی بے بے جو کچھ ہمارے ساتھ کر رہی ہے ایسی خرافات کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ فحاشی کا بازار گرم ہے۔ کوئی اخبار فحش تصاویر سے خالی نہیں ہے، کوئی رسالہ خالی نہیں ہے انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے؟ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے طالبان کو ان کے کسی اخبار میں کسی جاندار کی تصویر نہیں ہوتی کاش کہ ہمارے ملک میں بھی وہی سچا اسلام آجائے جس کو طالبان نے اپنے ملک میں نافذ کیا ہے۔ تمام خرابیاں ختم ہو جائیں گی اور امن قائم ہو جائے گا اور سب صحیح معنٰی میں مسلمان ہو جائیں گے وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے۔ دنیا کی زندگی پر مفتون ہوئے فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ آج ہم ان کو فراموش کر دیں گے كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا جیسا کہ انہوں نے فراموش کیا آج کے دن کی ملاقات کو۔ نسیان کی نسبت رب تعالیٰ کی طرف مجازی ہے ورنہ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا تمہارا رب بھولتا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکرین کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جو کسی فراموش شدہ آدمی کے ساتھ کیا جاتا ہے یا یوں سمجھ لو کہ انہوں نے آخرت کی تیاری کو چھوڑ دیا آج ہم ان کو چھوڑ دیں گے اور رحمت سے الگ کر دیں گے وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور آخرت کی تیاری چھوڑ دی اور اگر وہ کہیں کہ ہم بے خبر تھے تو غلط ہے کیونکہ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو کتاب دی ہے، قرآن کریم۔ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے علم کے ساتھ۔ قرآن کریم میں اصول، قانون، کلیات بیان ہوئے ہیں هُدًى یہ اللہ تعالیٰ کی نری ہدایت ہے۔ اس کو پڑھنا ثواب، ہاتھ لگانا ثواب، دیکھنا ثواب، سمجھنا ثواب، اس پر عمل کرنا ثواب

وَرَحْمَةً اور نری رحمت ہے۔ یاد رکھنا یہ قرآن صرف مولویوں، قاریوں اور حافظوں کیلئے نہیں ہے، صرف مردوں کیلئے نہیں ہے، بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔ مولوی ہوں غیر مولوی ہوں، مرد ہوں یا عورتیں ہوں، پڑھے ہوں یا ان پڑھ ہوں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے میں نے ایک کتاب تمہاری طرف نازل کی تھی تم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے ہاں استغاثہ دائر کریں گے اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا (پ:۱۹، الفرقان) بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ یہ کتاب باعث رحمت ہے لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو ایمان لائے۔ اور جس نے نہیں مانا اس کیلئے کچھ نہیں ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاتَاْوِيْلَهٗ ط يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ وہ نہیں انتظار کرتے مگر اس کی حقیقت کے ظاہر ہونے کا يَقُوْلُ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ جنہوں نے بھلا دیا اس قرآن کو اس سے پہلے قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ تحقیق آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ پس کیا ہمارے لئے کوئی سفارشی

ہیں فَیَشْفَعُوْا لَنَا جو سفارش کریں ہمارے لئے اَوْ نُرَدُّ یا ہم لوٹا دیئے جائیں فَنَعْمَلَ پس عمل کریں ہم غَیْرَ الَّذِیْ سوا اس کے کُنَّا نَعْمَلُ جو ہم عمل کرتے تھے قَدْ خَسِرُوْآ اَنْفُسَهُمْ تحقیق انھوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے نفسوں کو وَضَلَّ عَنْهُمْ اور گم ہوگئیں ان سے وہ باتیں مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن کا وہ افترا باندھتے تھے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر مستوی ہوا عرش پر یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ وہ ڈھانپ دیتا ہے رات کو دن پر یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا طلب کرتا ہے وہ اس کو تیزی سے وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ اور سورج اور چاند اور ستارے مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ جو اس کے حکم کے تابع ہیں اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خبردار اسی کی ہے مخلوق اور اسی کا ہے حکم تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ برکت والا ہے، تمام جہانوں کا پروردگار ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ پکارو اپنے رب کو تَضَرُّعًا عاجزی کرتے ہوئے وَّخُفْیَةً اور آہستہ آہستہ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ بیشک وہ محبت نہیں کرتا تجاوز کرنے والوں سے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں سے اعلیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے عقائد، عبادات، اور معاملات کے اصول بیان

فرمائے ہیں۔ اپنوں کے بھی اور غیروں کے بھی۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ آج تک دنیا میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ مسائل کو عقلی اور نقلی دلائل سے سمجھایا ہے۔ اس سے پہلی آیت میں ذکر تھا وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو کتاب دی جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا علم کے ساتھ۔ تو فرمایا جو لوگ اس کتاب پر ایمان نہیں لاتے وہ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں؟ فرمایا هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ نہیں انتظار کرتے مگر اس کی حقیقت کے ظاہر ہونے کا یعنی قرآن کریم نے جو کچھ بیان کیا ہے جب اس کی حقیقت سامنے آئے گی مرنے کے بعد، قیامت برپا ہونے کے بعد میدانِ محشر قائم ہوگا پھر مانیں گے يَقُوْلُ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ جنھوں نے بھلا دیا اس قرآن کو اس سے پہلے اور اس کے احکامات کی طرف پیٹھ کی وہ کہیں گے قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ تحقیق آئے ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ مگر ہم نے تسلیم نہیں کیا تھا فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ پس کیا ہمارے لئے ہے کوئی سفارشی فَيَشْفَعُوْا لَنَآ جو سفارش کریں ہمارے لئے اَوْ نُرَدُّ یا ہم لوٹا دیئے جائیں دنیا کی طرف فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ پھر عمل کریں ہم سوا اس کے كُنَّا نَعْمَلُ جو ہم عمل کرتے تھے۔ کفریہ، شرکیہ، رب تعالیٰ کی نافرمانی کہ اگر ہمیں دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تو اب ہم وہ کام نہیں کریں گے۔ مگر اب اس جہان سے اس جہان کی طرف جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ تحقیق انھوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے نفسوں کو وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور گم ہوگئیں ان سے وہ باتیں جن کا وہ افترا باندھتے تھے اور کہتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (پ:۱۱، یونس، ۱۸) یہ

ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہم ان کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں یہ رب کے قریب کردیں مَانَعْبُدُ هُمْ اِلَّالِيُقَرِّبُوْنَااِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳،زمر) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں گے۔وہاں نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی رب کے قریب کرنے والا ہوگا۔رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔رب کا معنیٰ ہے پالنے والا مخلوق کی تربیت کیلئے، یہ لفظ تربیت سے ہے۔اور مخلوق کی تربیت کیلئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے وہ تمام رب کے مفہوم میں داخل ہیں کہ خوراک کی ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہے، ہوا کی ضرورت ہے، ان سب چیزوں کا خالق رب تعالیٰ ہے۔اور ان چیزوں کے پیدا کرنے کے جتنے ذرائع اور اسباب ہیں مثلاً زمین، پانی ہوا، چاند، سورج، ستارے سب رب تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔اگر کوئی شخص رب کا مفہوم ہی سمجھ لے تو انشاءاللہ کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہو گا اور اللہ، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور ننانوے صفاتی نام مشہور ہیں۔ویسے پانچ ہزار (۵۰۰۰) صفاتی نام اللہ تعالیٰ کے صحیفوں اور کتابوں میں اور پیغمبروں کی وحی میں آئے ہیں۔ان تمام ناموں میں رب کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی ذات کو زیادہ واضح کرتا ہے اور ذاتی نام لفظ اللہ ہے۔جیسے کسی شخص کا نام عبداللہ ہو اور وہ حافظ، قاری، مولوی، حاجی، منشی، اور پہلوان بھی ہو تو عبداللہ کے علاوہ سارے اس کے صفاتی نام ہیں۔بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے رشتہ میں رکاوٹ ہو تو وہ آدمی یہ تین لفظ یارحیمُ، یاکریمُ، یالطیف پڑھے تو اللہ تعالیٰ رشتے کی رکاوٹ کو دور فرمادیں گے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں ناموں کے عدد اور اپنے اور اپنی والدہ کے نام کے عدد نکال کر جمع کرلیں اتنی تعداد

کے مطابق اکتالیس دن پڑھیں انشاء اللہ نتیجہ ظاہر ہو جائے گا۔ اور رزق کی تنگی کیلئے یَارحیمُ یَاکریمُ یَارزّاق کا وظیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نام میں اثر ہے اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں۔ یہ دن تو اس وقت نہیں تھے لھذا اتنا وقت مراد ہے کہ چھ دنوں کے وقت میں پیدا کیا۔ پیدا تو وہ ایک لمحے میں کر سکتا تھا مگر یہ اس کی حکمت تھی۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ چھ دنوں میں پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مخلوق کو سمجھانا مقصود ہے کہ کام دفعتہً نہیں بلکہ تدریجاً آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ باوجود اس کے کہ رب تعالیٰ قادر مطلق ہے اس نے بھی چھ دنوں میں پیدا کیا ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر۔ مستوی کا ایک معنٰی تو مجازی ہے کہ پوری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی شاہی ہے۔ عرش کا بیٹھنا صاحب اقتدار ہونے کی علامت ہے۔ اور اِسْتَوٰی کا حقیقی معنٰی بیٹھنا بھی کر سکتے ہیں لیکن وہ کس طرح قائم اور بیٹھا ہے؟ ہم کسی سے اس کو تشبیہ نہیں دے سکتے۔ مثلاً میں گدی پر بیٹھا ہوں اور آپ قالینوں پر بیٹھے ہیں، کوئی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے کوئی پلنگ پر اور کوئی چٹائی پر، کوئی زمین پر۔ یہ بیٹھنا تو ہم دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔ ہاں یہ کہیں گے کہ جو استواء اس کی شان کے لائق ہے، جو بیٹھنا اس کی شان کے لائق ہے اس طرح بیٹھا ہے۔ اس سے آگے ہمیں اس کی تشریح معلوم نہیں ہے اور کیفیت کا معلوم کرنا ضروری بھی نہیں ہے۔ اسی آیت کی تشریح میں حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْش کے متعلق امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کس طرح قائم ہے۔ تو فرمایا

اَلْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ اس پر ایمان لانا واجب ہے وَالْكَيْفِيَّةُمَجْهُوْلَةٌ اور کیفیت اس کی مجہول ہے وَالسَّوَالُ عنه بِدْعَةٌ اور اس کے بارے میں کچھ پوچھنا بدعت ہے۔ جس چیز کی حقیقت کا علم نہ ہو اس کے پیچھے پڑنا ہی بدعت ہے۔ اور دونوں معنوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی ماننا ہے کہ هُوَمَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (پ:۲۷، الحدید) وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ اور اتنا قریب ہے کہ فرمایا وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ:۲۶، ق) اور ہم انسان کے زیادہ قریب ہیں شاہ رگ سے۔ شاہ رگ اور رگ جان اسے کہتے ہیں جو دل سے دماغ تک جاتی ہے۔ تو رب اس سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن جسطرح اس کی شان کے لائق ہے معیت اور قرب۔ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ وہ ڈھانپ دیتا ہے رات کو دن پر۔ دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے رات آجاتی ہے يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا طلب کرتا ہے وہ اس کو تیزی سے۔ یہ دن رات ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں رات دن کو دوڑتے ہوئے طلب کرتی ہے اور دن رات کو دوڑتے ہوئے طلب کرتا ہے وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ اور سورج، چاند اور ستارے مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ جو اس کے حکم کے تابع ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کی جو رفتار اور راستے مقرر کیے ہیں، اس کے مطابق چل رہے ہیں اَلَا خبردار لَهُ الْخَلْقُ اسی کی ہے مخلوق وَالْاَمْرُ اور اسی کا حکم مخلوق پر نافذ ہوگا۔ انگریز کے دور میں ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے انگریز جب کوئی نیا حکم جاری کرتا تھا تو منادی کرنے والا ڈھول کے ساتھ منادی کرتا اور کہتا مخلوق خدا کی اور حکم انگریز کا اور پھر حکم سناتا کہ تمہارے لئے یہ حکم ہے۔ بھائی جب مخلوق خدا کی ہے تو حکم بھی خدا کا۔ لیکن آج

حکم اپنے ہیں اسی لئے مسلمان قوموں پر خدا کا عذاب نازل ہوا ہے۔ کہ مخلوق خدا کی اور حکم چاچے برطانیہ کا اور تائے امریکہ کا۔ سعودی عرب تک اس کا تسلط ہے اور جس ملک میں بھی جاؤ اس کا سکہ چلتا ہے پاکستانی سکہ دکھاؤ نہیں لیں گے ڈالر دوڑ کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی اور حکم بھی اللہ تعالیٰ کا تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ برکت والا ہے، تمام جہانوں کا پروردگار ہے، پالنے والا صرف وہی ہے۔

ذکر بلند آواز سے کرنا چاہیئے یا آہستہ؟

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً پکارو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ خیبر کے سفر میں صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے اونچی اونچی ذکر کرنا شروع کر دیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اپنی جانوں پر رحم کرو لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا بے شک تم اس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے وَ ھُوَ مَعَکُمْ اور وہ تمہارے ساتھ ہے (بخاری، ص ۶۰۵، ج ۲) اس حدیث کی شرح میں فتح الباری عمدۃ القاری وغیرہ میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اونچی ذکر کو مکروہ سمجھتے تھے مکروہ تحریمی کے درجے میں سوائے ان جگہوں کے کہ جہاں شریعت نے اجازت دی ہے۔ مثلاً اذان ہے، تکبیر ہے تلبیہ ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اور بڑی عید کے موقع پر۔ عیدگاہ جاتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا یا جن نمازوں میں قرأت بلند آواز سے ہے وغیرہ

اور جن جگہوں میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم نہیں ہے وہاں آہستہ پڑھنا ہے۔ جیسے عید الفطر کے موقع پر عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر آہستہ پڑھنی ہے۔ بلند آواز سے پڑھو گے تو بدعت کے مرتکب ہو گے۔ خلاصہ یہ ہے جہاں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے وہاں بلند آواز سے ورنہ آہستہ آواز سے پڑھنا ہے اور چاروں امام، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ متفق ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ اور امام صاحب کی عبارت یہ ہے اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ مُخَالِفٌ لِاَمْرٍ فِیْ قولہ تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً کہ بے شک آواز کا بلند کرنا ذکر کے ساتھ اور دعا کے ساتھ بدعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس اَمْر اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً کے خلاف ہے۔ کبیری، البحر الرائق، فتح القدیر میں امام صاحب کا یہ قول نقل کیا گیا ہے "البتہ اگر آدمی بالکل تنہا ہے اور اس کے بلند آواز سے ذکر کرنے کی وجہ سے کسی کی نیند یا نماز اور مطالعہ میں خلل نہیں پڑھتا اور کسی بیمار کو تکلیف نہیں ہوتی تو اونچی آواز سے پڑھنے کی اجازت ہے۔" مگر اتنی بلند آواز سے نہیں کہ لوگ ڈر جائیں۔ باقی مجلس اور مسجد کے متعلق تفسیر مظہری میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ اگر ایک نمازی بھی نماز پڑھ رہا ہو تو بلند آواز سے قرآن کریم بھی پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مگر آج تو لوگوں نے مسجدوں کو اکھاڑا بنایا ہوا ہے اور یہ جو کچھ کرتے ہیں سب بدعات ہیں اور بڑے ظلم کی بات ہے۔ ان کے امام احمد رضا خان بریلوی جس کا رتبہ یہ دوسرے اماموں سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں ان کے فتاوی رضویہ میں لکھا ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا، ذکر کرنا اور درود شریف اونچی پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ تو فقہی حوالے دے کر بتاتے ہیں کہ درست نہیں ہے۔

اورسوال کی دوسری شق یہ ہے کہ اگر کوئی نہ مانے تو پھر؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر نہیں مانتا تو قوۃ ہے تو ہاتھ سے روکو نہیں ہے تو زبان سے منع کرو نہیں ہے تو دل سے برامناؤ۔ تو یہ لوگ ضد میں آکر اپنے امام کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہاں تعلیم کیلئے درست ہے جیسے قادری سلسلے میں کہ حضرت لاہوریؒ کے پاس جب نئے نئے مرید آتے تھے تو جمعرات کے دن اونچی آواز سے ذکر کی تعلیم دیتے تھے مگر اتنی اونچی نہیں کہ کان کھا جائیں ویسے ذکر یعنی تعلیم کے علاوہ آہستہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ بہترین ذکر آہستہ کرنا ہے اور یہ بھی حدیث ہے کہ آہستہ ذکر کرنا اونچی ذکر کرنے سے ستر درجے زیادہ ہے۔ تو قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے اور حدیث کا بھی اور فقہ حنفی کا بھی اور تمام فقہاء کا مسلک بھی یہی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ ذکر اس انداز سے کرے کہ اپنے کان سنیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دیکھو کتنے صاف لفظ ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنے والوں سے، شور مچانے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَلَاتُفْسِدُوْافِی الْاَرْضِ بَعْدَاِصْلَاحِهَاوَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢبَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ○ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

وَلَاتُفْسِدُوْافِی الْاَرْضِ اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں بَعْدَاِصْلَاحِهَا اس کی اصلاح کے بعد وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور پکارو اللہ تعالیٰ کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قَرِيْبٌ مِّنَ

الْمُحْسِنِيْنَ قریب ہے نیکی کرنے والوں کے وَهُوَ الَّذِیْ اور وہ وہی ذات ہے يُرْسِلُ الرِّيٰحَ جو چلاتا ہے ہواؤں کو بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے حَتّٰۤى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں بادلوں کو جو بوجھل ہوتے ہیں سُقْنٰهُ ہم اس کو چلاتے ہیں لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ مردہ شہر کی طرف فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ پس ہم اتارتے ہیں اس سے پانی فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے ذریعے ہر قسم کے پھلوں کو كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ اور پاکیزہ شہر يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ نکلتا ہے اس کا سبزہ بِاِذْنِ رَبِّهٖ اس کے رب کے حکم سے وَالَّذِیْ خَبُثَ اور وہ جو ردی ہوتا ہے لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا نہیں نکلتا مگر نکما كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیتیں لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ اس قوم کیلئے جو شکر ادا کرتی ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اِلٰى قَوْمِهٖ ان کی قوم کی طرف فَقَالَ پس کہا انہوں نے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود غَيْرُهٗ اس کے سوا اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن کے عذاب کا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ کہا ان کی قوم کے سرداروں نے اِنَّا لَنَرٰىكَ بیشک ہم دیکھتے

ہیں تجھے فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ کھلی گمراہی میں۔

رابطِ آیات :

اس سے پچھلی آیت کریمہ ہے اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ آگے فرمایا وَلَاتُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا اس کی اصلاح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور بلند آواز سے دعا کرنا فساد کا ذریعہ ہے۔ کہ پہلے فرمایا اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً اور پھر فرمایا وَلَاتُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا اسلئے کہ ذکر جہری سے جس کی نیند میں خلل آئے گا وہ لڑے گا، کسی کے مطالعہ میں خلل آئے گا، کسی کی نماز میں خلل آئے گا، بیمار ہو تو اس کے آرام میں خلل آئے گا، اسی کا فساد ہے۔ کہ دوسروں کو تنگ کرے اور لوگوں نے چیخنے چلانے کو ثواب سمجھ رکھا ہے اور قرآن کریم اس کو فساد کہتا ہے لھذا جہاں بلند آواز سے دعا و ذکر کرنے کی اجازت نہیں ہے وہاں ذکر بالجہر اور دعا بلند آواز سے کرنا گناہ بھی ہے، مکروہ بھی ہے، حرام بھی ہے اور فساد بھی ہے وَادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا اور پکارو اللہ تعالیٰ کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو قبول فرمائے گا اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔

رحمتِ خداوندی :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے۔ ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ ساری مخلوق پر تقسیم کیا جس میں انسان،

جنات، حیوانات وغیرہ سب شامل ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے اسی رحمت کی وجہ سے انسان اپنے بچوں سے پیار کرتا ہے، حیوان اپنے بچوں سے پیار کرتا ہے۔حدیث پاک میں آتا کہ ایک جہاد کا سفر تھا جس میں کچھ عورتیں بھی شریک تھیں کپڑے دھونے اور روٹی پکانے کیلئے۔ایک عورت کی گود میں بچہ تھا اس نے ہانڈی پکانے کیلئے پتھروں کا چولہا بنایا۔ کھلا مقام تھا اور ہوا بڑی تیز تھی آگ کے شعلے ادھر ادھر نکل رہے تھے۔ایک طرف شعلہ آتا تو بچے کو لیکر دوسری طرف ہو جاتی اس طرف شعلہ آتا تو تیسری طرف ہو جاتی تیسری طرف شعلہ آتا تو چوتھی طرف ہو جاتی۔اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ میرا بچہ ہے میں اس کی ماں ہوں میرا ضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ اسکو آگ لگے۔کیا اللہ تعالیٰ کی ذات میں اتنی شفقت اور رحمت نہیں ہوگی جتنی ماں کو بیٹے سے ہے؟ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچی اور کہنے لگی حضرت مجھے ایک بات بتائیں۔حضرت میں نے چولہے پر ہنڈیا رکھی ہوئی تھی اور ہوا تیز تھی یہ میرا بچہ میری گود میں تھا جس طرف سے آگ کا شعلہ آتا میں اس کو لیکر دوسری طرف ہو جاتی۔چاروں طرف گھومتی رہی کہ میرے بچے کو آگ نہ لگے۔حضرت کیا اللہ تعالیٰ میں ایسی شفقت اور رحمت نہ ہوگی بندوں کے حق میں جتنی میرے دل میں اپنے بچے کے حق میں ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا......

ماں سے زیادہ بندوں سے پیار ومحبت :

اَللّٰہُ اَرْحَمُ لِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِھَا اللہ تعالیٰ زیادہ رحیم ہے اپنے بندوں پر اس سے جتنی ماں اپنے بچوں پر مہربان ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی محروم ہوگا جو سرکش ہوگا اور جو مطیع اور فرمانبردار ہوگا اس کو رب کی رحمت ضرور ملے گی۔اللہ تعالیٰ کی

رحمت سے کسی کو نا امید نہیں ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ وہ وہی ذات ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے۔ رحمت سے مراد اس مقام پر بارش ہے۔ عموماً بارش سے پہلے اور بارش کے بعد ہوائیں چلتی ہیں کہ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارش ہوگی۔ محکمہ موسمیات والے جو بارش کے ہونے اور نہ ہونے کی پیشگوئی کرتے ہیں وہ ہواؤں کی نمی سے ہی اندازہ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنوری میں ہوگی، دسمبر میں ہوگی یا اس سال نہیں ہوگی۔ میں کہتا کہ ہواؤں کا چلانا اور ان میں نمی اور خشکی پیدا کرنا سب اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس بارشیں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے گناہ گذشتہ سال کی نسبت زیادہ ہیں اور اگلے سال اور زیادہ ہو جائیں گے۔ جوں جوں قیامت کا وقت قریب آئے گا ظلم، زیادتی اور گناہوں میں اضافہ ہوگا۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں باقی سائنسدان جانیں اور ان کی سائنس جانے حَتّٰىٓ اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں بادلوں کو جو بوجھل ہوتے ہیں، بارش سے بھرے ہوتے ہیں سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ ہم اس کو چلاتے ہیں مردہ شہر کی طرف۔ جہاں سے کوئی شے اُگ نہیں سکتی فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ پس ہم اتارتے ہیں اس سے پانی فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے ذریعے ہر قسم کے پھلوں کو۔ فصلیں پیدا ہوتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں انسانوں کیلئے، حیوانوں کیلئے اور دوسری مخلوقات کیلئے تو بارش کا برسانا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ہواؤں کا چلانا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جیٹھ کے مہینے میں گندم کی گہائی کا موسم ہوتا ہے، ہوائیں تیز چلتی

ہیں۔ دو آدمی کھڑے تھے تیز ہوا چلی تو ایک نے کہا دوسرے سے کہ تجھے معلوم ہے ہوا کیوں چلی ہے؟ دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کیلئے چلائی ہے۔ پہلے نے کہا نہیں بلکہ بابا بھڑی شاہ رحمان اور بابا گاجر گولے والے کی آپس میں مخالفت ہے۔ بابا گاجر گولے والا چراغ جلاتا ہے اور بابا بھڑی شاہ رحمان تیز ہوا چلا کر اس کے چراغ کو بجھاتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم دوسرا سمجھ دار تھا اس نے کہا اچھا جی اگر یہ ان دونوں بزرگوں کا کھیل ہے تو ہمارا بھوسہ کیوں اڑاتے ہیں آپس میں لگے رہیں۔ بھڑی شاہ رحمان مشہور جگہ ہے ہمارے ضلع میں یہ نیک بزرگ تھے جو اپنی قبروں میں آرام فرمارہے ہیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بعد والے لوگوں نے خرافات گھڑی ہیں اور ان کی قبروں پر بدعات شروع کی ہیں۔ تو یاد رکھنا ہواؤں کا چلانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے وَھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہواؤں کو چلاتا ہے، بارش برساتا ہے مردہ شہر کو زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو جسطرح زمین سے فصلیں اور پھل اگاتے ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے بس زمین سے مخلوق اُگے گی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ بارش ہونے کے بعد وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ اور پاکیزہ شہر، اچھی زمین اچھا علاقہ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ نکلتا ہے سبزہ اس کا، اس کے رب کے حکم سے۔ گندم بھی پیدا ہوتی ہے، مکئی، چاول اور دیگر سبزیاں وغیرہ بھی وَالَّذِیْ خَبُثَ اور وہ جو ردی ہوتا ہے۔ خبیث اور ناپاک علاقہ ہے لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا، نَکِدًا کا معنی تھوڑا قلیل اور نکما بھی آتا ہے۔ معنی ہوگا نہیں نکلتا مگر نکما یعنی ایسی چیزیں پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ ان کے نام بھی برے رکھتے ہیں مثلاً پد پیڑے۔ اسی طرح

سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی وحی روحانی بارش ہے یہ اچھے دلوں پر نازل ہوتی ہے تو اچھے خیالات، اچھے تصورات پیدا ہوتے ہیں اور اگر برے دلوں پر پہنچے تو برے خیالات پد پیڑے پیدا ہوتے ہیں کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کیلئے جو شکر ادا کرتی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے چند پیغمبروں کے واقعات بیان فرمائے ہیں جو شرک قوم کے دور میں آئے ہیں۔

قومِ نوح، شرک کے بانی :

حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے اور گناہ تو تھے مگر شرک نہیں تھا۔ پہلی قوم جس نے شرک کا ارتکاب کیا وہ نوح علیہ السلام کی قوم تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبدالغفار بن زمق بتاتے ہیں۔ چودہ سو سال کے قریب عمر پائی ہے۔ عرصۂ دراز تک تبلیغ کی۔ قوم کی بری عادات پر اتنے روئے کہ نوح لقب پڑ گیا اور اب اسی نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف فَقَالَ پس کہا انہوں نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا۔ کوئی مسجود نہیں، کوئی حاجت روا نہیں اس کے سوا، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی فریاد رس نہیں، کوئی دستگیر نہیں اس کے سوا، کوئی دکھ دینے والا نہیں، کوئی سکھ دینے والا نہیں، کوئی بیمار کرنے والا نہیں، کوئی تندرست کرنے والا نہیں اس کے سوا، ان تمام کاموں کا اختیار اور قدرت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے اگر مخلوق میں سے کسی کے پاس اختیار و قدرت ہوتی تو آنحضرت ﷺ کے پاس ہوتی مگر اللہ تعالیٰ نے

قرآن پاک میں آپؐ سے اعلان کروایا۔ فرمایا قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ ان لوگوں کو کہہ دیں لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ (پ ۹، اعراف) میں اپنی جان کیلئے بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے قُلْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا (پ ۲۹، جن) آپ کہہ دیں بے شک میں تمہارے لئے ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہوں۔ اعلان کردے تا کہ غلط کار لوگ فائدہ نہ اٹھائیں۔ جب آپؐ کے قبضے میں نفع نقصان نہیں، نہ اپنا اور نہ لوگوں کا

؎ تو بدیگراں چہ رسد

اور کون کس باغ کی مولی ہے کہ اس کو یہ اختیارات حاصل ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذات نہیں ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے مختصر قصہ یہی ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سبق دیا ہے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ ۷: انعام) اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور اگر وہ تجھ کو نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی اے انسان اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بغیر اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت نازل کرنا چاہے تجھے سکھ پہنچائے تو ساری دنیا مل کر بھی اس کو نہیں روک سکتی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے اِنِّیْٓ اَخَافُ

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔ کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی، میری اطاعت نہ کی تو تم پر عذاب نازل ہوگا قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهٖ کہا اس کی قوم کے سرداروں نے۔ مَلَأ کے لفظی معنیٰ ہیں بھرا ہوا جو مال سے بھرے ہوئے ہیں انھوں نے کہا اور اس کا معنیٰ جماعت کا کرتے ہیں کہ اس جماعت نے کہا، کیا کہا اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھے کھلی گمراہی میں۔ کہ ساری قوم ایک طرف ہے اور تو اکیلا ایک طرف ہے اور کہتا ہے کہ میں سچا ہوں یہ تو کھلی گمراہی ہے۔ اور دوسری جگہ ہے قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ (پ ۲۹، القمر) انھوں نے کہا پاگل ہے اور اسکو جھڑک دیا گیا آگے مزید ان کے حالات آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ○ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ○ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے یٰقَوْمِ اے میری قوم لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ نہیں ہے مجھ میں گمراہی وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے

رب کے پیغام وَاَنْصَحُ لَکُمْ اور تم کو نصیحت کرتا ہوں وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ اور میں
جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَالَا تَعْلَمُوْنَ وہ چیزیں جو تم نہیں جانتے
اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا ہے اَنْ جَآءَ کُمْ ذِکْرٌ کہ آئی تمہارے پاس
نصیحت مِنْ رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ ایک مرد پر
تم میں سے لِیُنْذِرَکُمْ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے وَلِتَتَّقُوْا اور تاکہ تم بچ جاؤ وَلَعَلَّکُمْ
تُرْحَمُوْنَ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے فَکَذَّبُوْہُ پس جھٹلایا ان لوگوں نے اس کو
فَاَنْجَیْنٰہُ پس ہم نے بچالیا اس کو وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ اور ان کو جو اس کے
ساتھ کشتی میں تھے وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ اور ہم نے غرق کردیا ان لوگوں کو
کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ بے
شک وہ اندھی قوم تھی وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا اور قومِ عاد کی طرف بھیجا ہم نے
ان کے بھائی ہود کو قَالَ فرمایا انھوں نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ اے میری قوم
عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود
اللہ تعالیٰ کے سوا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا کہا اس جماعت نے جس نے کفر کیا مِنْ قَوْمِہٖ اس کی قوم سے
اِنَّا لَنَرٰکَ بیشک ہم تجھے دیکھتے ہیں فِیْ سَفَاھَۃٍ حماقت میں وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ
الْکٰذِبِیْنَ اور بے شک ہم خیال کرتے ہیں تیرے بارے میں کہ تو جھوٹوں میں
سے ہے قَالَ فرمایا یٰقَوْمِ اے میری قوم لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ میرے اندر بے وقوفی

نہیں ہے وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العا لمین کی طرف سے۔

شرک کا آغاز کیسے ہوا ؟

حضرت نوح کا ذکر چلا آرہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ایک ہزار سال عمر عطا فرمائی اس عرصہ میں بڑی مخلوق پھیلی۔ان میں اور عملی کمزوریاں تو تھیں قتل ،ظلم، زیادتی ، نافرمانی ،مگر شرک نہیں ۔حضرت آدمؑ کے بعد نوح علیہ السلام تک مزید ایک ہزار سال تک کا زمانہ گزرا اس زمانے میں بھی لوگوں میں شرک نہیں تھا سب سے پہلے جس قوم کو شرک کی بیماری لگی وہ نوح علیہ السلام کی قوم تھی اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ پانچ بزرگ تھے جن کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ نوح میں ہے، وَدّ ،سواع ،یغوث ،یعوق اور نَسر۔حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اَسْمَآءُ صَالِحِيْنَ مِنْ رِجَالِ قَوْمِ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں یہ پانچ نیک اور بزرگ تھے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ود حضرت ادریسؑ کا لقب تھا اور حضرت ادریسؑ کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں جَدُّ اَبِ نُوْحٍ حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کے دادا تھے گویا حضرت نوح علیہ السلام کے پڑدادا تھے اور باقی چاروں بزرگ حضرت ادریسؑ کے بیٹے اور صحابی تھے۔ یہ بزرگ اپنے دور میں لوگوں کی اخلاقی تربیت کرتے تھے جس سے ان میں خدا خوفی اور حلال حرام کی تمیز ہوتی تھی حضرت ادریسؑ کی وفات ہوگئی اور باقی بزرگ بھی اپنے اپنے دور میں گزر گئے ان حضرات کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد لوگ پریشان ہو گئے

کیونکہ ان کو روحانی غذا نہ ملی اور جس طرح جسم کو غذا کی ضرورت ہے اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ جو لوگ دین کو سمجھتے ہیں اور ان کا قرآن کریم اور حدیث شریف کے ساتھ ربط ہے اور قرآن وحدیث کا درس سنتے ہیں جس دن ان کا درس رہ جاتا ہے وہ یقیناً پریشان ہوتے ہیں اور ان کے دماغ پر بوجھ ہوتا ہے کیونکہ اس دن کی روحانی غذا نہیں ملی۔ چنانچہ ان بزرگوں کے فوت ہو جانے کے بعد وہ لوگ ایک مسجد میں پریشان بیٹھے تھے اور افسوس کر رہے تھے کہ اب ہم کیا کریں تو اتنے میں دیکھا کہ ایک بزرگ صفت آدمی چلا آرہا ہے خوبصورت چہرہ اور عمدہ لباس ہے۔ اس نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ کس وجہ سے پریشان ہو؟ ان حضرات نے کہا کہ ہم اس لئے پریشان ہیں کہ ہمارے بزرگ تھے وہ ہماری اخلاقی تربیت کرتے تھے اور ہمیں روحانی غذا پہنچاتے تھے اب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ہمیں روحانی غذا نہیں ملتی اس لئے ہم پریشان ہیں وہ کہنے لگا واقعی تمہارا صدمہ اتنا بھاری ہے کہ جتنا کہو کم ہے۔ اب اس کا علاج کیا ہے؟ وہ حضرات تو دنیا سے چلے گئے ہیں اور واپس آنا نہیں ہے۔ لھذا تم اس طرح کرو کہ ان کے مجسمے بنا کر یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھ لو اور یوں سمجھو کہ وہ بزرگ ہمارے اندر موجود ہیں چونکہ وہ پختہ ذہن کے لوگ تھے یہ تو نہ کہہ سکا کہ ان کو سجدہ کرو، رکوع کرو، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھو مگر بنیاد اس نے ڈال دی۔ وہ ابلیس لعین تھا۔ ان لوگوں نے خیال کیا کہ چلو ہمارے بزرگوں کے مجسمے ہمارے گھروں میں موجود ہوں گے تو اس سے ہمیں کچھ راحت اور تسلی ہوگی ہم نے کونسی ان کی پوجا کرنی ہے۔ جسطرح آج کل لوگوں نے گھروں میں عزیز و اقارب کے فوٹو رکھے ہوئے ہیں یادگار کے طور پر اور اپنے رکھے

ہوئے ہیں مجبوری کے طور پر۔ کیونکہ شناختی کارڈ بھی ضروری ہے، پاسپورٹ اور لائسنس بھی ضروری ہے۔اور مسلمانوں میں کوئی بھی ان کی پوجا کا قائل نہیں ہے۔اگرچہ یہ تصویریں ہیں ناجائز۔اس کو جائز سمجھ کر نہ کرنا اس کو یوں سمجھو کہ ظالم قانون نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، ہے ناجائز۔ کیونکہ جس چیز کو آنحضرت ﷺ نے ناجائز قرار دیا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو جائز قرار نہیں دے سکتی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو لوگ جاندار چیز کی تصویر بناتے ہیں ان سے کہا جائے گا کہ ان میں روح ڈالو تو روح کون ڈال سکتا ہے؟ فرمایا اَشَدُّ النَّاس عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ لوگوں میں سب سے زیادہ سزا قیامت والے دن تصویریں بنانے والوں کو ہوگی۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ چاہے تصویر کوئی ہاتھ سے بنائے یا کیمرے سے یا اور کسی طریقے سے سب برابر ہے اور ایک ہی حکم میں ہے لیکن چونکہ ظالم قانون ہے اور ہم مجبور ہیں جیسے نوٹ ہیں ان پر بابا جناح بیٹھا ہوا ہے۔اب کیا کریں پھینک تو سکتے نہیں اور نماز بھی پڑھنی ہے۔اگر تصویر سامنے ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر پوشیدہ ہو تو آتے ہیں ان کی ڈیوٹی ہے۔

بہر حال انھوں نے مجسموں کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ لوگ جب ختم ہو گئے اور نئی پود آئی تو ان کو ابلیس لعین نے یہ سبق دیا کہ تمہارے بڑے تو ان کی عبادت کرتے تھے تو انھوں نے ان کی عبادت شروع کر دی اور اس طرح شرک کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ پانچ بزرگ تھے ایک ادریس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور چار ان کے بیٹے اور آج بھی بعض علاقوں میں پنج پیر مشہور ہیں ان پانچ پیروں کی عبادت ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ شروع کی قَالَ یٰقَوْمِ فرمایا اے میری قوم لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ نہیں ہے مجھ میں گمراہی وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغام وَ اَنْصَحُ لَکُمْ اور تم کو نصیحت کرتا ہوں، تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں جو تم نہیں جانتے۔ حلال حرام، جائز ناجائز کے احکام و مسائل میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ رب تعالیٰ نے مجھے اسی لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے یہ کرنا ہے اور وہ نہیں کرنا اور عذاب کا ذکر نوح علیہ السلام پہلے کر چکے تھے اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بیشک میں خوف کھاتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا کہ میں تمہیں رب تعالیٰ کا پیغام پہنچارہا ہوں اور تم نہیں مان رہے۔ مجھے علم ہے کہ نافرمانی کے بعد عذاب ضرور آئے گا اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا ہے اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ ایک مرد پر تم میں سے، اس پر تم تعجب کرتے ہو لِیُنْذِرَکُمْ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے وَلِتَتَّقُوْا اور تاکہ تم بچ جاؤ شرک سے، نافرمانی سے وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب یہ کہا تو بارھویں پارے میں آتا ہے کہ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا مَانَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم تمہیں اپنے جیسا انسان خیال کرتے ہیں۔ بشر ہو کر آپ نبی کیسے بن گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پہلی مشرک قوم تھی جنہوں نے کہا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کھائے بھی پیئے بھی اور نبی بھی ہو۔ نبی کی بشریت کا انکار اس وقت سے چلا آرہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر بشر ہی ہوتا ہے اور اس بات کی قرآن

میں تصریح ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے۔ اسی طرح پندرھویں پارے میں مشرکوں کے مطالبات کا ذکر ہے کہ انھوں نے یہ مطالبات کئے کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دے یا تیرے لئے ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اس کے درمیان میں نہریں چلتی ہوں یا ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے یا اللہ تعالیٰ فرشتے ہمارے سامنے لائے یا تمہارے لئے سونے کا گھر ہو وغیرہ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّيْ میرا رب پاک ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا میں نہیں ہوں مگر بشر رسول اور تم نے جو مطالبات کئے ہیں یہ تو خدائی کام ہیں۔ تو مشرک قوموں نے ہر دور میں نبی کی بشریت کا انکار کیا ہے۔ فرمایا تم اس پر تعجب نہ کرو کہ ایک مرد پر رب تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا ان لوگوں نے ان کو فَاَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے بچالیا اس کو وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ اور ان کو جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ ان کی تعداد پوری سو بھی نہیں تھی۔ حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دن رات ایک کر کے تبلیغ کی اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا نوح ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح سمجھاتا رہا۔ مکان کی چھت پر چڑھ کر اور گھروں میں جا کر بھی سمجھایا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی الٰہ اس کے سوا۔ لیکن انھوں نے نہیں مانا وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور ہم نے غرق کر دیا ان لوگوں کو جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ غرق ہونے والوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بھی نافرمان ہونے

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہ بچ سکا اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ بے شک وہ اندھی قوم تھی۔ظاہری آنکھیں تو تھیں مگر دل کے اندھے تھے اور دل کا اندھا ہونا بہت برا ہے اس کے بعد رب تعالیٰ نے دوسری قوم بھیجی اس کا ذکر ہے۔فرمایا وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا اور قومِ عاد کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی ہود کو۔یہ احقاف کے علاقے میں رہتے تھے اور احقاف کا علاقہ بحرین، عمان، حضرموت اور مغربی یمن کے درمیان کا علاقہ ہے۔آج کل اس کا نام نجران ہے۔اس علاقے میں حضرت ہودؑ تشریف لائے۔عاد قوم بڑے بڑے قد قامت اور ڈول ڈیل اور صحت مند قوم تھی قَالَ فرمایا ہودؑ نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سجدے کے لائق نہیں ہے، نذر و نیاز کے قابل کوئی نہیں ہے۔اس کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں ہے، فریاد رس، دستگیر نہیں ہے۔اس کے سوا سکھ پہنچانے والا کوئی نہیں ہے۔اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں کفر سے بچتے نہیں قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا اس جماعت نے جس نے کفر کیا اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاهَةٍ بیشک ہم تجھے دیکھتے ہیں حماقت میں۔کہ سارے لوگ ایک طرف ہیں اور تو ایک طرف ہے۔ان کو جھوٹا کہیں یا تمہیں جھوٹا کہیں ظاہر بات ہے کہ ساری دنیا تو بے وقوف نہیں ہو سکتی لھذا تم اکیلے ہی بے قوف ہو۔جس وقت برائی بڑھ جائے اور عام ہو جائے تو اس وقت یہی کچھ ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کو بے وقوف اور گمراہ کہا جاتا ہے۔یہی حال ہے ہمارے زمانے کا کہ اکثریت بے دین ہو گئی ہے اور غیروں سے کوئی گلہ نہیں ہے گلہ ان سے ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں کہ وہ دین

کے خلاف، قرآن وسنت کے خلاف بکواس کرتے ہیں بڑا افسوس ہے۔ اور انھوں نے پیغمبر کو یہ بھی کہا وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ اور بے شک ہم خیال کرتے ہیں تیرے بارے میں کہ تو جھوٹوں میں سے ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ کس طرح پیغمبر کے منہ پر کہتے تھے اور وہ برداشت کرتے تھے پیغمبروں کے بڑے حوصلے تھے۔ آج کسی کو بے وقوف کہہ کر دیکھو یا تم نہیں یا وہ نہیں اگرچہ واقعۃً وہ جھوٹا ہی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے تھے سَاحِرٌ یہ جادوگر ہے کَذَّابٌ بڑا جھوٹا ہے۔ نوح علیہ السلام کے منہ پر کہا گیا مجنوں، پاگل ہے۔ کَذَّابٌ اَشِرٌ بڑا جھوٹا ہے بڑا اشرارتی ہے۔ قَالَ حضرت ہودؑ نے کہا یٰقَوْمِ اے میری قوم۔ انداز دیکھو کہ قوم جھوٹا اور بیوقوف کہتی ہے اور پیغمبر کہتا ہے "اے میری قوم" اس سے زیادہ نرمی اور کیا ہوگی؟ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ میرے اندر بے وقوفی نہیں ہے وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔ اس کے احکام تمہارے تک پہنچاتا اور سمجھاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں مجھے بیوقوف کہنا غلط ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ○ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○

لفظی ترجمہ :

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغامات وَاَنَا

لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ اور میں تمہارے لئے نصیحت کرنے والا امین ہوں

اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ اس بات پر کہ آئی ہے

تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ ایک مرد

پر تم میں سے لِیُنْذِرَکُمْ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے وَاذْکُرُوْآ اور یاد کرو اِذْجَعَلَکُمْ

خُلَفَآءَ جب تم کو خلیفہ بنایا زمین میں مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم

کے بعد وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ اور زیادہ کیا تم کو پیدائش میں پھیلاؤ کے لحاظ سے

فَاذْکُرُوْآ پس یاد کرو تم اٰلَآءَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم

کامیابی حاصل کرو قَالُوْا انھوں نے کہا اَجِئْتَنَا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس لِنَعْبُدَ

اللّٰہَ وَحْدَہٗ کہ ہم عبادت کریں اکیلے رب کی وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اور

چھوڑیں ان کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا فَاْتِنَا پس لاؤ تم

ہمارے پاس بِمَا تَعِدُنَآ جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو اِنْ کُنْتَ مِنَ

الصّٰدِقِیْنَ اگر تم سچوں میں سے ہو قَالَ کہا ہودؑ نے قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ

رَّبِّکُمْ تحقیق واقع ہو چکا تم پر تمہارے رب کی طرف سے رِجْسٌ وَّغَضَبٌ

عذاب اور غضب اَتُجَادِلُوْنَنِیْ کیا تم جھگڑا کرتے ہو میرے ساتھ فِیْٓ اَسْمَآءٍ

سَمَّیْتُمُوْھَآ کچھ ناموں کے بارے میں جو تم نے رکھے ہیں اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ تم

نے اور تمہارے باپ دادا نے مَّا نَزَّلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اللہ تعالیٰ نے ان

کے بارے میں کوئی سند نازل نہیں کی فَانْتَظِرُوْآ پس تم انتظار کرو اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ

الْمُنْتَظِرِيْنَ بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں فَأَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے ان کو نجات دی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے وَقَطَعْنَا اور کاٹ دی ہم نے دَابِرَ الَّذِيْنَ جڑ ان لوگوں کی كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اور نہیں تھے وہ ایمان لانے والے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد وہی لوگ بچے جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان میں تین حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے اور کچھ دوسرے لوگ تھے کہ جن کی تعداد سو تک نہیں پہنچتی تھی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کتنا زمانہ گذرا کہ ایک قوم پیدا ہوئی جس کا نام عاد تھا یہ احقاف کے علاقے میں آباد تھے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہودؑ کو مبعوث فرمایا۔ حضرت ہودؑ نے ان کو وہی سبق دیا جو حضرت آدمؑ اور حضرت نوح علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغام رِسٰلٰتٌ رِسَالَةٌ کی جمع ہے اور رِسَالَةٌ کا معنیٰ ہے پیغام اور حکم وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور میں تمہارے لئے نصیحت کرنے والا امین ہوں۔ رب تعالیٰ نے جو حکم دیا بِعَيْنِهٖ وہی تم تک پہنچایا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں کی اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا ہے جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اس بات پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ایک مرد پر تم میں سے۔ میں بھی تمہاری قوم کا فرد ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی کیلئے مجھ پر وحی نازل کی ہے تو اس پر کوئی تعجب کرنے کی بات نہیں ہے لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہ اگر تم اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہو گے اور مرنے کے بعد قبر برزخ میں اور پھر آخرت کے عذاب میں وَاذْکُرُوْٓا اور یاد کرو اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ جب تم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا زمین میں مِنْ م بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد۔ تمہارے سے پہلے زمین کے اس خطے میں نوح علیہ السلام کی قومؑ آباد تھی ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت دی وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً اور زیادہ کیا تم کو پیدائش میں پھیلاؤ کے لحاظ سے بَصْطَةً کا ایک معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ ان کے قد بڑے بڑے تھے اور ان کے مکانات بھی بنسبت دوسروں کے اونچے ہوتے تھے اور اتنے طاقت ور تھے کہ ہاتھ سے پتھروں کو توڑ دیتے تھے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ (پ۱۹،شعرآء) اور بَصْطَةً کا یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ تمہاری نسلیں پھیلائیں۔ پہلے تھوڑے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنا پھیلا دیا فَاذْکُرُوْٓا پس یاد کرو تم ۱ٰ لَآءَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ۱ٰ لَآءَ کا مفرد اِلْیٌ، اَلْیٌ، اُلْیٌ آتا ہے معنیٰ ہے نعمت اللہ تعالیٰ کی جسمانی نعمتیں بھی ہیں اور روحانی نعمتیں بھی ہیں، ظاہری نعمتیں بھی ہیں اور باطنی نعمتیں بھی ہیں اور بے شمار ہیں یاد کرنے کا مطلب ہے کہ ان کا شکریہ ادا کرو وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (پ۱۳،ابراہیم) اگر تم شکریہ ادا کرو گے تو تمہیں زیادہ دونگا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیابی حاصل کرو قَالُوْٓا انھوں نے کہا، ہودؑ کی قوم نے اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تاکہ ہم عبادت کریں اکیلے رب کی وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اور چھوڑیں ان کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔

آباؤ اجداد کا دین نہ چھوڑیں گے :

مشرک کیلئے یہی سب سے مشکل ہے کہ باپ دادا کا دین چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کھرے لوگ تھے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ہم باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ مشرک اللہ تعالیٰ کی بھی عبادت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی بھی عبادت کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے وجود کے منکر نہیں تھے بلکہ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو عام کلمہ پڑھنے والوں کی نسبت سے سکہ بند مشرک خدا کا زیادہ عقیدت مند ہوتا ہے۔ آٹھویں پارے میں ہے کہ مشرکوں کے کھیت جب تیار ہو جاتے تو دسویں ڈھیری اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرتے تھے اور گیارویں ڈھیری شرکاء کیلئے۔ یعنی خدا کا حصہ پہلے نکالتے ہیں اور دوسرے معبودوں کا بعد میں۔ اسی طرح جانوروں میں دسواں جانور اللہ تعالیٰ کیلئے اور گیارواں اوروں کیلئے پھر اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہے کہ اگر رب تعالیٰ کی ڈھیری میں سے کچھ دانے شرکاء کے ڈھیری کے ساتھ مل جاتے تو علیحدہ نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور اگر شرکاء کے ڈھیری کے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں شامل ہو جاتے تو فوراً الگ کر لیتے تھے کہ یہ کمزور اور ضرورت مند ہیں ان کے حصے میں کمی نہ ہو۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کے کتنے عقیدت مند تھے۔ مشرک نبیوں، ولیوں کی عبادت اس لئے کرتے تھے کہ ہماری ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بلند ذات ہے جسطرح مکان کی چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں جا سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ تک ان سیڑھیوں کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ ملک کے بادشاہ کو ملنے کیلئے ممبر وغیرہ کی سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے، وزیر اعظم تک پہنچنے کیلئے کمشنر ڈی، سی کی ضرورت پڑتی ہے براہ راست وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بلند ہے هٰـــؤُلَاءِ

شُفَعَاءُ نَاعِنْدَاللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں ہم ان کی کوئی مستقل عبادت تونہیں کرتے مَانَعْبُدُھُمْ اِلَّالِیُقَرِّبُنَا عِنْدَاللّٰہِ زُلْفٰی ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں دیکھو اللہ تعالیٰ کیساتھ کتنی عقیدت ہے اور اس کی بلندی اور بڑائی کے کتنے قائل ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب چودھویں پارے میں دیا فرمایافَلَا تَضْرِبُوْالِلّٰہِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(النحل) اللہ تعالیٰ کے بارے میں مثالیں نہ بیان کرو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشرک کو کتنی عقیدت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور ہم بہت پست ہیں بغیر واسطوں کے وہاں تک ہماری پہنچ نہیں ہے اور ان دونوں کی۔کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور مخلوق واقعی پست ہے لیکن درمیان میں جو واسطوں والا عقیدہ نکالا ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی ممکن نہیں ہے یہ غلط ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں انسان کے تو یہاں تم سیڑھیاں کہاں لگاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے جو سفارشیوں کا عقیدہ ہے اس سے کفر کی بنیاد پڑتی ہے کہ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سفارشی ہیں تو اس کو اس کیلئے چند صفات ماننی پڑیں گیں کہ وہ عالم الغیب ہیں کہ میری تکلیف کو جانتے ہیں، وہ حاضر ناظر ہیں۔مخلوق کیلئے یہ عقیدے ہی کفر کے ستون ہیں اور تمام فقہاء کرامؒ نے لکھا ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یَکْفُرُ جس آدمی کا یہ عقیدہ ہو کہ بزرگوں کی روحیں ہمارے پاس حاضر اور ہمارے حالات کو جانتی ہیں وہ پکا کافر ہے۔تو ظاہراً مشرک کی رب تعالیٰ

کے ساتھ بڑی عقیدت ہوتی ہے لیکن درمیان میں جو واسطہ ڈھونڈھتے ہیں اس سے شرک پیدا ہوتا ہے۔اور مشرک رب تعالیٰ کی عبادت کا منکر نہیں ہوتا البتہ اس کو اکیلے رب کی عبادت گوارہ نہیں ہے یہی کچھ انھوں نے کہا، کیا تو آیا ہمارے پاس کہ ہم اکیلے رب کی عبادت کریں اور چھوڑ دیں ان کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے بس یہ ہمیں گوارہ نہیں ہے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ پس لاؤ تم ہمارے پاس جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو، دھمکیاں دیتے ہو اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر تم سچوں میں سے ہو قَالَ ہودؑ نے کہا قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ تحقیق واقع ہو چکا ہے تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب ۔ابھی آیا نہیں لیکن اتنا یقینی ہے کہ گویا واقع ہو چکا ہے اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ کیا تم جھگڑا کرتے ہو میرے ساتھ کچھ ناموں کے بارے میں سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ جو تم نے رکھے ہیں اور تمہارے باپ دادا نے مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند نازل نہیں کی۔

بزرگوں کے بارے میں مشرکوں کے غلط نظریات :

مشرکوں نے مختلف بزرگوں کے نام رکھے ہوئے تھے کہ فلاں بارش برسانے والا ہے اور فلاں اولاد دینے والا ہے، فلاں شادیاں کراتا ہے، فلاں کوڑھ کو ٹھیک کرتا ہے، فلاں بیماریاں دور کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کرتا ان کے پاس جاؤ وہ تمہارے کام کرا دیں گے یہ ان کا شرک تھا۔یقین جانو آج کلمہ پڑھنے والوں کی اکثریت بھی یہی کچھ کر رہی ہے۔یہ قبروں پر جانے والے الا ماشاء اللہ یہ قبروں والے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے اور انھوں نے دین کا بڑا کام کیا ہے سارے ہندوستان میں اسلام ان

بزرگوں کی برکت سے پھیلا ہے۔ یہاں اسلام بادشاہوں کی وجہ سے نہیں آیا ان بزرگوں کی وجہ سے آیا ہے۔ ان کی بڑی خدمات ہیں خواجہ معین الدین چشتی ؒ کے ذریعے نوے ہزار ہندو مسلمان ہوئے علی ہجویری ؒ جن کو لوگ داتا گنج بخش کہتے ہیں ان کے ہاتھ چالیس ہزار ہندو مسلمان ہوئے آج ہمارے ہاتھ پر تو کوئی مسلمان صحیح مسلمان بننے کیلئے تیار نہیں چاہے جتنا مغز کھپاتے رہو۔ علی ہجویری ؒ کی کتاب ہے ''کشف المحجوب'' اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اس میں انھوں نے شرک کی تردید فرمائی ہے اور ان کی دوسری کتاب ہے ''کشف الاسرار'' اس میں وہ لکھتے ہیں اے علی! خلقت تجھے گنج بخش کہتی ہے حالانکہ تیرے پاس ایک دانہ تک نہیں ہے تو اس بات پر فخر نہ کر کیونکہ یہ غرور ہے گنج بخش اور رنج بخش صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو بے مثل ہے اور جس کی مانند کوئی دوسرا نہیں (ص:۱۴) اور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے شرک کی بڑی تردید فرمائی ہے۔ ''فتوح الغیب'' میں لکھتے ہیں ہم مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہئے یہ اعتقاد رکھ کر اللہ تعالیٰ کے تمام افعال اچھے اور حکمت اور مصلحت سے معمور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کو بندوں سے ہمیشہ مخفی رکھا ہے بندہ کیلئے لازم ہے کہ وہ تسلیم و رضا اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مصالح و حکم سے اتفاق کرے اور وہ اپنی گفتار یا حرکات یا سکنات میں اللہ تعالیٰ کے خلاف شکوہ شکایت سے باز رہے ان تمام باتوں کی سند آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث ہے جو ابن عباس سے مروی ہے۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہداشت کر اللہ تعالیٰ تیری اور تیرے حقوق کی نگہداشت کرے گا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناضر جان اور پھر تو

اسے اپنے سامنے معبود پائے گا جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے کر اور جب مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی قسمت میں جو کچھ لکھا ہے وہ ازل سے مقدر ہو چکا ہے اور اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہر شخص کو جو فائدہ پہنچنا ہے وہ پہنچ کر رہے گا اور جو نقصان پہنچنا ہے وہ پہنچ کر رہے گا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ پس ہر مومن کو چاہئے کہ اپنے قلب اور دماغ کیلئے رہنما بنائے اور نفس کے وساوس سے چھٹکارا پائے۔ تو یہ سارے بزرگ موحد تھے نیک تھے بعد والوں نے اپنی طرف سے خرافات گھڑ کے ان کے ذمے لگا دی ہیں کہ فلاں یہ کر سکتا ہے اور فلاں کو یہ اختیار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ناموں پر کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور تمہاری بدبختی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور تمہاری طرف سے شرک سے باز آجانے کی اب کوئی امید باقی نہیں رہی لھذا فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ پس تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ جب قوم سرکشی سے باز نہ آئی تو پھر ان کیلئے فیصلے کا وقت آن پہنچا۔ خدا تعالیٰ نے اس قوم پر تین سال تک قحط مسلط کر دیا جب یہ قوم عاد سخت قحط میں مبتلا ہو گئی تو ایک وفد دعا کیلئے مکہ مکرمہ بھیجا اور خود بتوں سے مانگنے لگے کہ قحط دور کر دو۔ بہر حال ادھر قوم نے دعا کی ادھر وفد نے بارش کیلئے دعا کی تو بادل کا ایک ٹکڑا ان کی طرف متوجہ ہوا۔ انھوں نے خوشی کے مارے بھنگڑا ڈالا کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔ اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ اس بادل کے ٹکڑے سے بھی آواز آئی خُذْ رَمَادًا رِمْدَادًا لَا تُبْقِی مِنَ الْاَحَدِ مِنْ عَادٍ یہ سیاہی مائل جلا ہوا بادل لے لو یہ قوم عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا انھوں نے کانوں سے یہ آواز سنی مگر نہیں مانے۔

اس میں رب تعالیٰ نے بڑی تیز ہوا چلائی۔ ہوا نے ان کی پانچ پانچ، چھ چھ من کی لاشوں کو میل میل، دو دو میل دور پھینک دیا ایسے لگتے تھے جیسے درختوں کے تنے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَنْجَیْنٰهُ پس ہم نے ہودؑ کو نجات دی وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور کاٹ دی ہم نے جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، نشانیوں کو، حکموں کو۔ اس طرح جڑ کاٹی کہ ان مجرموں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔ بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں، بیمار، تندرست سب کے سب اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیئے وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ اور نہیں تھے وہ ایمان لانے والے۔ لھذا ان سب کافروں، مشرکوں کو ہلاک کر دیا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓ
ءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ
مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
كٰفِرُوْنَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ
ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اور قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا قَالَ انہوں نے کہا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ تحقیق آ چکی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے لَکُمْ اٰیَةً تمہارے لئے نشانی فَذَرُوْهَا پس چھوڑ دو اس کو تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وہ کھائے اللہ کی زمین میں وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور نہ اس کو ہاتھ لگاؤ برائی سے فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس پکڑے گا تم کو دردناک عذاب وَاذْکُرُوْٓا اور یاد کرو تم اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ جب اللہ تعالیٰ نے بنایا تم کو خلیفے مِنْ بَعْدِ عَادٍ قومِ عاد کے بعد وَّبَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا بناتے ہو تم اس کی نرم جگہوں سے قُصُوْرًا محلات وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا اور تراشتے ہو پہاڑوں میں گھروں کو فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ اور نہ پھرو زمین میں مُفْسِدِیْنَ فساد کرتے ہوئے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا کہا جماعت نے جنہوں نے تکبر کیا مِنْ قَوْمِهٖ اس کی

قوم میں سے لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ جو ان میں سے ایمان لائے تھے اَتَعْلَمُوْنَ کیا تم جانتے ہو اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کہ بے شک صالحؑ بھیجے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ بے شک ہم اس چیز پر جس کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں ایمان لانے والے ہیں قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا کہا ان لوگوں نے جو متکبر تھے اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم اس چیز کا جس پر تم ایمان لائے ہو انکار کرنے والے ہیں فَعَقَرُوا النَّاقَةَ پس انھوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اور نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اے صالحؑ لے آ تو ہم پر وہ چیز جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اگر ہیں آپ رسولوں میں سے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ پس وہ پھرے ان سے وَقَالَ یٰقَوْمِ اور کہا اے میری قوم لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ تحقیق میں نے پہنچا دیا تم تک اپنے رب کا پیغام وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور تم کو نصیحت کر چکا وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ اور لیکن تم پسند نہیں کرتے خیر خواہوں کو۔

قومِ صالح علیہ السلام کا ذکر :

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو سمجھانے کیلئے قرآن کریم میں مختلف قسم کے لوگوں کے واقعات بیان فرمائے ہیں نیکوں کے بھی اور بُروں کے بھی۔ اس سے پہلے دو قوموں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ایک نوح علیہ السلام کی قوم کا جو سیلاب میں تباہ ہوئی دوسری ہودؑ کی قوم جن پر تند و تیز ہوا کا عذاب آیا اور اب تیسرے نمبر پر حضرت صالحؑ کی قوم کا ذکر ہے جو حجر کے علاقہ میں آباد تھے اور حجر کا علاقہ تبوک اور خیبر کے درمیان سعودیہ میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ بھائی اس لئے فرمایا کیونکہ وہ ان کی برادری میں سے تھے قَالَ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا۔ رب تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی مالک نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی صحت دینے والا نہیں، کوئی اولاد دینے والا نہیں، کوئی غنی کرنے والا نہیں، کوئی دکھ دینے والا نہیں، کوئی کاشفِ ضر نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی فریاد رس نہیں، کوئی مُقنّن نہیں، یہ تمام صفات رب تعالیٰ کی ہیں۔ تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ قوم اکٹھی ہو کر حضرت صالحؑ کے پاس آئی۔ کہنے لگے کہ ہم تیری بات مان لیں گے اگر آپ ہمارا مطالبہ پورا کر دیں اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہم جس چٹان پر ہاتھ رکھیں وہ پھٹ جائے اور اس میں سے اونٹنی نکلے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ بچہ بھی ساتھ ہو۔

معجزہ اور کرامت کی حقیقت :

مسئلہ یہ ہے کہ معجزے رب تعالیٰ کے اختیار میں ہوتے ہیں پیغمبر کو اختیار نہیں ہوتا۔ سورۃ العنکبوت میں ہے اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ پختہ بات ہے وہ معجزے تو سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے ہاتھ پر ظاہر فرماتے ہیں اسی طرح کرامت بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتی ہے ولی کو اس پر اختیار نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ پر ظاہر فرماتے ہیں ان کی بزرگی ظاہر کرنے کیلئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا واقعہ :

حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ یہ کام تو رب تعالیٰ کا ہے لیکن اگر رب تعالیٰ میری تصدیق کیلئے ایسا کر دے کہ جس چٹان پر تم ہاتھ رکھو اس سے اونٹنی نکل آئے تو پھر مان جاؤ گے کہنے لگے کیوں نہیں مانیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے خود وقت مقرر کیا اور حجر شہر میں اس کا ڈھنڈورا پیٹا گیا اور مذاق کے انداز میں کہتے تھے کہ آؤ بھائی آج چٹان سے اونٹنی نکلے گی خوب منادی کرائی گئی مرد عورتیں بچے بھنگڑے ڈالتے ہوئے تمسخر اڑاتے ہوئے اکٹھے ہوئے قریب ہی پہاڑ تھا اس کی چٹان پر انھوں نے ہاتھ رکھا کہ اس چٹان سے اونٹنی نکل آئے تو ہم مان لیں گے، قادر مطلق نے ان کے سامنے متعین کردہ چٹان کو کھولا اور سچ مچ اس سے اونٹنی نکل آئی سب نے آنکھوں سے دیکھی مگر ایمان کوئی نہ لایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق آچکی تمہارے پاس واضح نشانی تمہارے رب کی طرف سے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ جو تم نے خود مانگی ہے رب تعالیٰ نے تمہارے سامنے ظاہر فرمادی ہے فَذَرُوْهَا پس چھوڑ دو اس کو چھیڑنا نہ تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وہ کھائے اللہ کی زمین میں وَلَا

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور نہ اس کو ہاتھ لگاؤ برائی سے۔ برے ارادے سے مارنے کیلئے اس کو ہاتھ نہ لگاؤ ویسے تبرک سمجھ کر ہاتھ لگا سکتے ہو اور اس سے مٹی وغیرہ جھاڑ سکتے ہو۔ اس مقام پر ایک چشمہ تھا جس سے انسان اور جانور بھی پانی پیتے تھے سورہ شعراء میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باری مقرر کردی۔ فرمایا لَهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین دن تمہاری باری ہے۔ ایک دن اونٹنی چشمے سے پانی پئے گی تمہارا کوئی جانور اس دن نہیں آئے گا اور ایک دن تمہارے جانور پئیں گے اس دن اونٹنی نہیں آئے گی یہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے امتحان اور آزمائش تھی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بڑی اوباش قسم کی عورت تھی جس کا نام عنیزہ بنت غنم تھا اور اس کی نوعمر لڑکیاں تھیں اور اس کے پاس جانور بہت زیادہ تھے۔ گائیں، بکریاں، بھڑیں، اونٹ کنویں پر پانی پلاتے ہوئے اس کو بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی کیونکہ ایک دن تو اونٹنی کی باری ہوتی اور دوسرے دن تمام لوگوں اور ان کے جانوروں کی باری ہوتی تھی۔ حجر شہر میں نو غنڈے تھے جن کا ذکر سورۃ نمل میں آتا ہے وَمَا كَانَ تِسْعَةُ رَهْطٍ اور تھے شہر میں نو شخص يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ جو فساد کرتے تھے زمین میں وَلَا يُصْلِحُوْنَ اور نہیں اصلاح کرتے تھے۔ اس عورت نے ان بدمعاشوں سے رابطہ کیا اور ان سے کہا کہ میرے جانور پانی پینے کیلئے جاتے ہیں ایک دن پانی پیتے ہیں اور بعض جانوروں کی باری بھی نہیں آتی اور یہ ساری پریشانی صالحؑ کی اونٹنی کی وجہ سے ہے۔ اگر تم اس اونٹنی کا خاتمہ کرو تو تم میری جس لڑکی کی طرف اشارہ کرو گے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کردوں گی غنڈوں کو اور کیا چاہئے۔ ان کے سرغنہ قدار نے کہا کہ صرف اونٹی کو الگ کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا پہلے ہم صالح (علیہ

السلام) کو بمع اہل وعیال کے ختم کرتے ہیں پھر اونٹنی کی خبر لیں گے قَالُوْا کہا انھوں نے تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ قسم کھاؤ اللہ کے نام کی لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ کہ ہم رات کے وقت صالحؑ اور ان کے گھر والوں کو حملہ کر کے ہلاک کر دیں گے ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ پھر ہم کہیں گے ان کے دعویدار سے مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ کہ ہم نہیں حاضر ہوئے ان کے اہل کے ہلاک ہونے کے وقت وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور ہم سچے ہیں ۔ بیشک ہم غنڈے ہیں مگر ایسی حرکت نہیں کر سکتے کہ نبی کو قتل کریں لیکن بعد میں ان کا پروگرام بدل گیا کہ نہیں پہلے اونٹنی کا کام تمام کرو۔ سورۃ ہود میں ہے فَعَقَرُوْهَا پس انھوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے ۔ اس وقت اونٹنی کی ایک عجیب قسم کی آواز تھی جب حضرت صالحؑ نے وہ آواز سنی تو سمجھ گئے کہ ظالموں نے اونٹنی پر ظلم کیا ہے اور اب ان کی تباہی آئے گی ۔ حضرت صالحؑ نے آکر اونٹنی کو دیکھا کہ اس نے چہرہ آسمان کی طرف کیا ہوا ہے تو فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن تک ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا ۔ اب رب تعالیٰ نے تمھیں تین دن کی مہلت دی ہے توبہ کر لو کلمہ پڑھ لو ورنہ کل تمہاری شکلیں پیلی ہونگی پرسوں تمہارے چہرے سرخ ہوجائیں گے اس سے اگلے دن تمہارے چہرے سیاہ ہوجائیں گے علامتیں بھی ساری بتلا دیں ۔ اسی طرح سارا مرحلہ گزرا مگر وہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوئے ۔ اللہ کرے کسی میں ضد اور ہٹ دھرمی نہ آئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پس پکڑے گا تم کو دردناک عذاب میں ۔

قومِ عاد کا خلیفہ :

اے میری قوم وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ جب اللہ

تعالیٰ نے بنایا تم کو خلیفے عاد قوم کے بعد۔ پہلے وہ قوم یہاں آباد تھی پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو یہاں بسایا ان کا حشر سن لو کہیں تمہارا حشر وہ نہ ہو وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ اور ٹھکانا دیا تمہیں زمین میں۔ سارا علاقہ تمہارے قبضہ میں ہے تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا بناتے ہو تم اس کی نرم جگہوں سے محلات وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا اور تراشتے ہو پہاڑوں میں گھروں کو۔ سُهُوْل سَهْلٌ کی جمع ہے۔ تم ہموار میدانی زمین میں محل بناتے ہو۔ اور قصور قصر کی جمع ہے بمعنیٰ محل۔ بڑی بڑی چٹانوں کو تراشتے اور کہتے یہ باورچی خانہ ہے، یہ مہمان خانہ ہے، یہ ناچنے کا مکان ہے اور یہ رہائشی مکان ہیں۔ ساری زندگی ایسے ہی گزار دی ہتھوڑے اور دیگر آلات لیکر لگے رہتے تھے۔ دوسرے مقام پر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اس پر تنقید کی کہ رب تعالیٰ نے جو تمہیں قیمتی وقت دیا ہے اس کو بیکار کاموں میں ضائع نہ کرو۔ ایک ایک چٹان بنانے میں تمہارے سو سو سال لگ جاتے ہیں یہ قیمتی وقت کسی اور طرف لگاؤ اپنی بود و باش کیلئے مکان بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر سارے چھوٹے بڑے ہتھوڑے اور دیگر آلات لے کر اسی میں زندگیاں کھپاؤ یہ صحیح نہیں ہے فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ رب تعالیٰ کی تعلیم کے مقابلے میں کفر و شرک فساد ہے۔ لوگ صرف ڈنڈا چلانے کو فساد سمجھتے ہیں فساد صرف چوری ڈکیتی کا نام نہیں ہے۔ دور کوع پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ بلند آواز سے دعا اور ذکر کرنا بھی فساد ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسروں کو اذیت پہنچتی ہے۔ کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی تلاوت کر رہا ہے، کوئی اپنا ورد، وظیفہ کر رہا ہے کوئی مسافر تھکا ہوا ہے، آرام کر رہا ہے اور تم

بلند آواز سے دعا اور ذکر کر کے اپنے دل کا شوق پورا کرتے ہو اور ان سب کو اذیت پہنچاتے ہو۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَالَ الْمَلَاُ کہا اس جماعت نے الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا جنہوں نے تکبر کیا مِنْ قَوْمِہٖ اس کی قوم میں سے لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ جو ان میں سے ایمان لائے تھے۔ مضبوط متکبر کافروں نے کہا ان ایمان والوں سے جو مالی اور عددی لحاظ سے کمزور تھے اَتَعْلَمُوْنَ کیا تم جانتے ہو اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ کہ بے شک صالحؑ بھیجے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ بے شک ہم اس چیز پر جس کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں ایمان لانے والے ہیں۔ اب آگے ان کافروں کا جواب ہے قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا کہا ان لوگوں نے جو متکبر تھے اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ بے شک ہم اس چیز کا جس پر تم ایمان لائے ہو انکار کرنے والے ہیں۔ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں اب اس ضد کا کیا علاج ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی اور ضد سے بچائے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ پس انھوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ اور نافرمانی کی اپنے رب کی اپنے رب کے حکم سے وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اے صالحؑ لے آؤ ہم پر وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اگر ہیں آپ رسولوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے۔ یہاں رجفۃ کا لفظ ہے اور سورۃ حجر میں صَیْحَۃٌ کا لفظ ہے چیخ، آواز۔ حضرت جبرائیلؑ نے ایک ڈراونی آواز نکالی اس سے

زلزلہ پیدا ہوا اور مجرم جہاں جہاں تھے ان کے دل پھٹ گئے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے۔ جیسے ہم لوگ التحیات میں دوزانوں ہو کر بیٹھتے ہیں یہ بڑی عاجزی کی حالت ہے۔ سارے دوزانو ہو کر توبہ توبہ کرنے لگے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا وہیں گر گئے عذاب ظاہر ہونے کے بعد کوئی قوم نہیں بچی سوا حضرت یونسؑ کے فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ پس وہ پھرے ان سے (حضرت صالحؑ) وَقَالَ اور انھوں نے کہا یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ اے میری قوم تحقیق میں نے پہنچادیا تم تک اپنے رب کا پیغام وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور تم کو نصیحت کر چکا وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ اور لیکن تم پسند نہیں کرتے خیر خواہوں کو۔ یہ حضرت صالحؑ نے ان کو خطاب کیا ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد۔

مردوں کا سننا :

اس سے یہ مسئلہ سمجھ آرہا ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اگر نہیں سنتے تو ان کو خطاب کرنے کا کیا فائدہ؟ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے وہ کہتے ہیں کہ حضرت صالحؑ کا ان کو سنانا مقصود نہیں تھا بلکہ حیرت کا اظہار تھا لیکن اس مسئلے میں تفصیل ہے کہ مردے زندوں کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں سنتے؟ ایک خاص مسئلہ یعنی خواص کے متعلق ہے اور ایک عام مسئلہ ہے یعنی عوام کے متعلق۔ خاص انبیاءؑ کے متعلق ہے کہ وہ سنتے ہیں اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کی قبور کے پاس کوئی آواز دے، درود شریف پڑھے تو وہ سنتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاوی رشیدیہ میں لکھتے ہیں اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ امداد الفتاوی

میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلے پر امت کا اتفاق ہے کہ پیغمبر کی قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام پڑھو تو وہ سنتے ہیں۔ اس مسئلے پر ۱۳۶۷ء میں بعض لوگوں نے اختلاف پیدا کیا ہے اور دوسرا مسئلہ تمام مردوں کے سننے کا ہے۔ یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے لیکر آج تک اختلافی چلا آرہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سمع کا انکار فرماتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ مردے نہیں سنتے اور ابن کثیر، فتح الباری وغیرہ تفسیر کی کتابوں میں ہے خَالَفَھَا الْجُمھُورُ جمہور صحابہ کرامؓ ان کے مخالف تھے وہ فرماتے تھے کہ سنتے ہیں اور قبرستان جانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب تم قبرستان جاؤ تو کہو اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ یَا دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ نَسْئَلُ لِلّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ جمہور یعنی ۹۰ فیصد مسلمان حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، مُقلِّد اور غیر مُقلِّد اس کے قائل ہیں کہ مردے سنتے ہیں اور دس فیصد ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

وَلُوْطًا اور یاد کرو لوطؑ کا قصہ اِذْ قَالَ جس وقت کہا انھوں نے لِقَوْمِہٖ اپنی قوم کو اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے حیائی مَاسَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ جو نہیں کیا تم سے پہلے کسی نے جہان والوں میں سے اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ بیشک تم دوڑتے ہو مردوں پر شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ شہوت رانی کرتے ہوئے عورتوں کو چھوڑ کر بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم لوگ حد سے نکلنے والے ہو وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اور نہیں تھا ان کی قوم کا جواب اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا مگر یہ کہ کہا انھوں نے اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ نکال دو ان کو اپنی بستی سے اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ بیشک یہ لوگ ہیں جو پاک بنتے ہیں فَاَنْجَيْنٰهُ

وَاَھْلَہٗ پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے گھر والوں کو اِلَّا امْرَاَتَہٗ مگر اس کی بیوی کو کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ تھی وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا اور ہم نے برسائی ان پر ایک خاص قسم کی بارش فَانْظُرْ پس دیکھ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

قومِ لوط کا ذکر :

حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے حقیقی بھتیجے تھے یہ عراق کے دارالخلافہ میں رہتے تھے اس وقت اس جگہ کا نام کُوثٰی بروزن طُوبٰی تھا آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام بابل ہے اب یہ چھوٹا سا قصبہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد آزر بھی یہیں رہتے تھے۔ آزر حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام ہی ہے اور لوگوں نے ویسے ہی تاویلیں کی ہیں اور تاویلیں کس کس جگہ کریں گے قرآن میں حدیث میں آزر کے ایک بیٹے تو حضرت ابراہیمؑ تھے اور دوسرے بیٹے کا نام حاران تھا ''ح'' حلوے والی۔ لوطؑ حاران کے بیٹے تھے۔ اس علاقے میں صرف یہ تین بزرگ شخصیات حق کو قبول کرنے والی تھیں حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت سارہؓ، اہلیہ محترمہ حضرت ابراہیم۔ حضرت ابراہیمؑ نے نبوت ملنے کے بعد تقریباً اسّی سال قوم میں گزارے اور بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ تم عراق سے شام کی طرف ہجرت کر جاؤ اور حکم ہوا کہ دمشق میں لوگوں کو تبلیغ کرو۔ راستے میں کسی جگہ پر حضرت لوطؑ کو نبوت عطا ہوئی اور حکم ہوا کہ تم سدوم شہر میں جاؤ اور ان لوگوں کو تبلیغ کرو۔ سدوم بڑا شہر تھا یہ دس میل میں پھیلا ہوا تھا۔ آج کل اس کی جگہ بحرِ میت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلُوْطًا اور یاد کرو لوطؑ کا قصہ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ جس

وقت کہا انھوں نے اپنی قوم کو۔ وہ قوم جس کی طرف ان کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ جن کا مرکزی شہر سدوم تھا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے حیائی مَاسَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت لے گیا اس بے حیائی میں مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ کوئی ایک آدمی جہان والوں میں سے۔ تم سے پہلے یہ بے حیائی کسی نے نہیں کی۔ وہ بے حیائی کیا تھی؟ فرمایا اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً بیشک تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کرتے ہوئے اپنی شہوت مردوں پر پوری کرتے ہو مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ عورتوں کو چھوڑ کر۔ اللہ تعالیٰ نے مرد بھی پیدا فرمائے اور عورتیں بھی اور نسل انسانی کو باقی رکھنے کیلئے نکاح کا حکم فرمایا کہ جائز طریقے سے تم اپنی خواہش کو پورا کرو۔ لیکن وہ قوم اس سے ہٹ کر ہم جنس پرستی میں مبتلا ہوگئی تھی تو حضرت لوطؑ نے ان کو سمجھایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ حدیث پاک میں آتا ہے اُقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ جو مرد آپس میں بے حیائی کریں دونوں کو قتل کر دو۔ اور حال یہ ہے کہ یورپ کے بعض ممالک میں یہ قانون پاس ہو چکا ہے کہ مرد مرد سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور بعض علاقوں والے اس قانون کے پاس کرانے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان بے حیا قوموں میں انسانیت ختم ہوگئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حرج کیا ہے۔ فرمایا بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم لوگ ہو حد سے نکلنے والے۔ تم خدا کے حکم کو چھوڑ کر آگے نکل گئے ہو وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ نہیں تھا ان کی قوم کا جواب اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا مگر یہ کہ کہا انھوں نے اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ نکال دو ان کو اپنی بستی سے۔ اس کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ مجرموں کو نکالنا چاہئے یا نیکوں کو؟ مگر جب مجرم زیادہ ہو جائیں تو پھر نیکوں پر سختیاں ہو جاتی ہیں۔ کیوں نکالو؟ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ یہ لوگ ہیں جو پاک

بنتے ہیں۔ان کا انداز گفتگو دیکھو کہ یہ پاک بنتے پھرتے ہیں۔ بھائی یہ پاک بنتے نہیں پھرتے بلکہ حقیقتہً وہ پاک ہیں فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے گھر والوں کو اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر اس کی بیوی کو نجات نہیں ملی۔حضرت لوطؑ بیوی پیچھے سے تو لائے نہیں تھے ان ہی لوگوں میں شادی ہوئی مگر وہ اسلام نہیں لائی۔اس وقت مسلمان کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا بلکہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے سولہ سال بعد تک کافروں کے ساتھ نکاح جائز رہا ہے۔آنحضرت ﷺ کی تین بیٹیاں پہلے کافروں کے نکاح میں تھیں۔حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولھب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت زینبؓ ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں ایک عورت تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی وجہ سے اس کی کنیت اُمّ بکر پڑی اور حضرت صدیق اکبر ابوبکر کہلائے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بڑی کوشش کی مگر وہ مسلمان نہیں ہوئی، کہتی تھی رب مجھے اسلام سے بچائے۔جب دوسرے پارے کی یہ آیات نازل ہوئیں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ ایمان لائیں وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ اور البتہ مومن لونڈی بہتر ہے مشرک عورت سے وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ چاہے وہ تم کو کتنی اچھی معلوم ہو وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور نہ نکاح کرو مسلمان عورتوں کا مشرکوں کے ساتھ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اور البتہ مومن غلام بہتر ہے مشرک سے وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ چاہے وہ تم کو اچھا معلوم ہو۔اس آیت کریمہ کے بعد مشرکوں سے نکاح منسوخ ہو گیا۔یاد رکھنا رشتہ کرتے وقت سب سے پہلے عقیدہ دیکھو۔بچہ بچی مشرک

کافر تو نہیں تا کہ اولاد کا ایمان خراب نہ ہو لیکن اب حالت یہ ہے کہ ہم لوگ شکل دیکھتے ہیں، کوٹھیاں کاریں دیکھتے ہیں، مال دیکھتے ہیں، دنیاوی تعلیم دیکھتے ہیں عقیدے کی طرف نگاہ کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ آخرت کی فکر کرو دنیا تو گزر ہی جائے گی۔ حضرت ابوالدرداءؓ مشہور صحابی ہیں ان کی لڑکی جوان ہوگئی رشتہ داروں نے رشتہ تلاش کیا اور کہا کہ حضرت آپ لڑکی فلاں جگہ دے دیں۔ فرمایا میں لڑکی وہاں نہیں دونگا رشتہ داروں نے کہا حضرت کیوں نہیں وجہ کیا ہے، کیا لڑکے کی شکل اچھی نہیں، بیکار ہے؟ فرمایا نہیں شکل بھی اچھی ہے اور عقل بھی پڑھا لکھا دین دار پرہیزگار ہے اور سارا گھرانہ دینداروں کا ہے مگر ان کے گھر میں لونڈیاں کام کرتی ہیں میری بیٹی کو ساس کی خدمت کا موقع نہیں میسر ہوگا جس سے اس کی آخرت ماری جائے گی۔ اس لئے میں بیٹی وہاں دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ آخرت کا کتنا فکر ہے آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو رشتہ کرتے وقت کہتے ہیں ہماری لڑکی روٹی نہیں پکائے گی، کپڑے نہیں دھوئے گی، جھاڑو نہیں پھیرے گی اس کو ٹرے میں تیار روٹی ملنی چاہئے۔ یادرکھنا اور عورتیں اس مسئلہ کو اچھی طرح یادرکھیں یہ جو گھر کے کام ہیں مثلاً بچوں کو نہلانا، تیار کرنا، کپڑے دھونا، روٹی پکانا اور کھلانا، جھاڑو پھیرنا ان کا ثواب نفلی نماز روزہ سے زیادہ ہے۔ تو فرمایا کہ ان کی بیوی کو نجات نہ ملی کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ تھی وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے کہ حضرت لوطؑ کو حکم تھا کہ آپ جلدی سے یہاں سے چلیں جائیں کہ آپ کے چلے جانے کے بعد ہم نے اس علاقے کو الٹا دینا ہے۔ وہ تشریف لے گئے اور یہ پیچھے مُعَذَّبِیْن میں رہ گئی۔ اس قوم پر چار قسم کے عذاب آئے۔

پہلا عذاب: فَطَمَسْنَا اَعْیُنَهُمْ (سورۃ القمر) ہم نے ان کی آنکھیں مٹادیں آنکھوں کی

بینائی ختم کردی۔دوسرا عذاب :وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَطَرًا (سورۃالنمل) ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی۔تیسرا عذاب :سورۃ نحل میں صَیۡحَةٌ کے لفظ آتے ہیں ڈراونی آواز۔چوتھا عذاب :فَجَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا (سورۃ ھود) پس ہم نے بستی کو الٹ کر نیچے اوپر کردیا۔اس مقام پر دس میل کا بحیرہ مردار ہے وہاں پر کسی قسم کی مچھلی یا دریائی جانوروں کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔حالانکہ چھوٹے چھوٹے تلابوں میں بھی کیڑے اور مچھلیاں ہو جاتی ہیں مگر ان پر ایسا عذاب آیا کہ آج تک وہاں ایک مچھلی بھی پیدا نہیں ہوئی۔فرمایا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّطَرًا اور ہم نے ان پر برسائی ایک خاص قسم کی بارش فَانۡظُرۡ اے مخاطب دیکھ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔اللہ تعالیٰ جرم سے بچائے اور گناہ سے بھی بچائے اور محفوظ رکھے۔آمین

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ
مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط قَدْ جَآءَ تْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ
وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ ھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی
الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ج وَاذْکُرُوْٓا اِذْ
کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ ص وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ
الْمُفْسِدِیْنَ ○ وَاِنْ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ
اُرْسِلْتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ
بَیْنَنَا ج وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ○

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور مدین قوم کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو قَالَ فرمایا انھوں نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ تحقیق آچکی تمہارے پاس واضح دلیل مِّنْ

رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ پس پورا ماپ اور تول کردو وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ اور نہ کم کرو لوگوں سے ان کی چیزیں وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ اور نہ فساد کرو زمین میں بَعْدَ اِصْلَاحِهَا زمین کی اصلاح کے بعد ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ چیزیں تمہارے لئے بہتر ہیں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن وَلَا تَقْعُدُوْا اور نہ بیٹھو بِكُلِّ صِرَاطٍ کسی بھی راستے پر تُوْعِدُوْنَ ڈراتے ہو تم لوگوں کو وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے راستے سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ اس کو جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہو اس راستے میں کجی وَاذْكُرُوْٓا اور یاد کرو تم اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا جس وقت تم تھوڑے تھے فَكَثَّرَكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کردیا وَانْظُرُوْا اور دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ کیسا انجام تھا فساد مچانے والوں کا وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ جو ایمان لایا اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا فَاصْبِرُوْا پس تم صبر کرو حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ بَيْنَنَا ہمارے درمیان وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قومِ شعیب کا تذکرہ :

مدین حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کا نام ہے۔ حضرت کے دو بیٹے تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر

تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ ۔ان کے علاوہ تین بیٹے اور تھے جن کا ذکر توراۃ اور تاریخ کی کتابوں میں ہے حضرت مدین، حضرت مدائن اور حضرت قیدار رحمھم اللہ تعالیٰ ۔تو مدین حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا ہے ۔آگے ان کی نسل چلی انھوں نے ایک شہر آباد کیا جس کا نام مدین رکھا۔ بہت سارے شہروں کے نام قوموں کے نام پر ہیں سننے میں آیا ہے کہ گکھڑ بھی ایک قوم تھی جن کے نام پر گکھڑ شہر آباد ہے ۔اس علاقے کی مدین بڑی مرکزی جگہ تھی اس کے حدود اربعہ یعنی چاروں طرف بڑے بڑے جنگلات تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اَصْحَابُ الْاَیْکَۃِ بھی کہا ہے جنگل والے۔ اور مدین اس وقت بین الاقوامی منڈی تھی دور دراز سے تاجر آتے چیزیں بیچتے اور خریدتے تھے بڑا بارونق اور آباد شہر تھا اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور مدین قوم کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت شعیبؑ اپنے دور میں بڑے فصیح اللسان تھے بات بڑی صاف اور بڑے اچھے طریقے سے سمجھاتے تھے خطیب الانبیاء ان کا لقب ہے۔ نماز بڑے آرام اور آہستہ آہستہ پڑھتے تھے سورہ ہود میں آئے گا کافروں نے طعنہ دیا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآءُ نَا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں ان چیزوں کو جن کی پوجا کرتے تھے ہمارے باپ دادا یعنی یہ جو تو نماز پڑھتا ہے یہ تجھے حکم دیتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ حضرت شعیبؑ کی نماز کا تمسخر اڑاتے تھے حضرت شعیبؑ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیاں عطا فرمائی تھیں بیٹیاں ہی بکریاں چراتی تھیں ان کا دودھ کچھ پی لیتے اور کچھ

بیچ کر گھر کا نظام چلاتے۔قَالَ فرمایا حضرت شعیبؑ نے یٰقَوْمِ اصل میں یٰقَوْمِیْ تھا "یٰ" متکلم کی تخفیفاً حذف کردی گئی ہے۔اے میری قوم! اُعْبُدُوا اللّٰہَ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا۔دنیا میں جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں ان کا پہلا سبق ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مسجود نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی فریاد رس نہیں، کوئی دستگیر نہیں، کوئی مُقنّن نہیں، کوئی حاکم نہیں اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔تمام پیغمبروں نے پہلا سبق یہی دیا سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم وحی کرتے تھے اس کی طرف کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں پس میری ہی عبادت کرو۔حضرت شعیبؑ نے بھی وہی سبق دیا فرمایا قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ تحقیق آچکی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔بَیِّنَۃٌ کا معنٰی تو معجزہ ہے اکثر پیغمبروں کے معجزات قرآن پاک میں مذکور ہیں لیکن شعیبؑ کا کوئی معجزہ صراحت کے ساتھ قرآن پاک میں مذکور نہیں ہے۔ میں نے بے شمار تفسیریں دیکھیں اور تلاش کرتا رہا کہ کوئی معجزہ مل جائے بَیِّنَۃٌ کا معنٰی تو معجزہ ہے مگر اس کی تفصیل کیا ہے کہ وہ معجزہ کیا تھا معلوم نہیں البتہ ایک بزرگ نے کتاب لکھی ہے "بَدَائِعُ الظُّھُوْرِ فِیْ وَقَائِعُ الدُّھُوْر" اس میں انھوں نے حضرت شعیبؑ کا ایک معجزہ بیان کیا ہے کہ قوم نے شعیبؑ سے کہا کہ آپ ہمارے الٰہوں، بتوں اور اصنام کی تردید کرتے رہتے ہو اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر

ہیں تو ان کو بلوائیں ہمارے بت بول کر کہیں کہ واقعی شعیبؑ کا سبق اور تعلیم صحیح ہے تو ہم مان لیں گے۔ان کا خیال تھا کہ ان پتھروں کی مورتیوں نے کیا بولنا ہے حضرت شعیبؑ نے دوسرے پیغمبروں کی طرح پہلا جواب تو یہ دیا کہ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَاللّٰہِ معجزے، خرق عادت چیزیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ تمہارے منہ سے نکلا ہوا مطالبہ پورا کر دے تو مان لو گے کہنے لگے ضرور مانیں گے۔ بدائع الظہور میں ہے کہ انھوں نے بت بڑے بنائے اور سنوارے ہوئے تھے اور ان پر پردے لٹکائے اور خوشبوئیں لگائیں ہوئی تھیں ۔لوگ ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے اکٹھے ہوئے کہ آج ہمارے بتوں نے بولنا ہے اور شعیبؑ کی تصدیق کرنی ہے مخلوق ساری اکٹھی تھی میلے کا سماں تھا حضرت شعیبؑ جب قریب پہنچے تو بتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس سبق کے متعلق جو میں ان لوگوں کو دیتا ہوں کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ۔اللہ تعالیٰ نے ان بتوں کو گویائی کی طاقت عطا فرمائی سب لوگوں نے سنا کہ بتوں نے بلند آواز سے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وَاَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّنَا اور آپ ہمارے رب کے رسول ہیں ۔اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس چیز کو چاہے بلوا سکتا ہے۔ مسلم شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت بھی اس پتھر کو جانتا ہوں مکہ مکرمہ میں کہ میں جب اس کے پاس سے گزرتا تھا تو وہ مجھے سلام کرتا تھا۔ایک موقع پر آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ سے دور چلے گئے آپؐ کے ساتھ حضرت انسؓ تھے ایک آدمی ہل چلاتا تھا تھک گیا فارغ ہو کر واپس آنے لگا تو چھلانگ لگا کر بیل پر سوار ہو گیا بیل اکڑ

گیا کہنے لگا لَمْ نُخْلَقْ هٰذا اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلزِّرَاعَةِ ہم سواری کیلئے نہیں پیدا کیے گئے میں تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کیا گیا ہوں نیچے اترو ہمارے ذریعے کھیتی باڑی کرو۔لوگوں نے سنا کہنے لگے سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمَتْ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے بیل بولتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی ایمان ہے ابوبکر کا بھی ایمان ہے عمر کا بھی ایمان ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ رب تعالیٰ جس چیز کو چاہے بلوا سکتا ہے۔وَمَا هُمَا ثَمَّهْ یہ دونوں بزرگ اس وقت ساتھ نہیں تھے گویا ان پر آپ کو اتنا اعتماد تھا کہ آپ نے ان کی وکالت فرمائی۔آگے چلے تو ایک موٹا تازہ بھیڑیا آیا اس نے ریوڑ سے ایک بکری اٹھالی۔ریوڑ کا مالک بھی بڑا بہادر تھا پیچھے سے دوڑا پتھر وغیرہ مارے اور بھیڑے سے بکری چھڑالی وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر کہنے لگا کہ آج تو تُو نے میرے پاس سے بکری چھڑالی ہے کل جب میری بادشاہی ہوگی تو کون چھڑائے گا لوگوں نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے بلوائے میرا بھی ایمان ہے ابوبکر کا بھی ایمان ہے عمر کا بھی ایمان ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔یہ ہمارے ہاتھ پاؤں آج تو نہیں بولتے مگر قرآن پاک میں آتا ہے قیامت والے دن یہ بولیں گے چنانچہ سورۃ یٰسین میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ اور کلام کریں گے ہمارے سامنے ان کے ہاتھ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ جو کچھ وہ کماتے تھے اور چوبیسواں پارہ سورۃ حٰم سجدہ میں آتا ہے حَتّٰى اِذَا مَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ وہ جب اس کے قریب پہنچیں گے شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ تو گواہی دیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں وَجُلُوْدُهُمْ اور ان کی کھالیں بِمَا كَانُوْا

یَعۡلَمُوۡن اس چیز کی جو کچھ وہ کرتے تھے وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں سے لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَيۡنَا کہ تم کیوں گواہی دیتے ہو ہمارے خلاف قَالُوۡٓا وہ کہیں گے اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ شَىۡءٍ ہم کو بلوایا ہے اس اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔ ہم تو بے اختیار ہیں بلوانے والے نے بلوایا ہے۔ تو بات ہو رہی تھی کہ ان کے بتوں نے کہا کہ حضرت شعیبؑ سچ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر ضدی لوگ یہ سن کر بھی ایمان نہ لائے مدین چونکہ اس علاقے کا بڑا شہر تھا اور اس علاقے کی بڑی منڈی تھی تو یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، ڈنڈی مارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ پس پورا ماپ اور تول کردو وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ اور نہ کم کرو لوگوں سے ان کی چیزیں۔ اگر کسی دوکاندار نے کہا کہ ایک کلو چیز ایک روپے کی دونگا عند اللہ اس شخص کا ایک کلو بن گیا اب اگر اس میں کمی کرے گا تو اس کا حق مارے گا اور اللہ تعالیٰ کا حق بھی توڑنے والا ہوگا۔ اسی طرح جس جنس اور رنگ اور کوالٹی کا وعدہ کیا ہے اگر اس میں کمی بیشی کرے گا تو دھوکا ہوگا اور قیامت والے دن اس کا جواب دہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا اور نہ فساد کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ کم تولنا بھی فساد ہے، شرک کرنا بھی فساد ہے، قبروں کو پوجنا بھی فساد ہے۔ فساد نہ مچاؤ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ یہ چیزیں تمہارے حق میں بہتر ہیں اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ اگر ہو تم ایمان والے۔ اور ان لوگوں نے ایجنٹ رکھے ہوتے تھے ڈاکو جو دور دراز جنگلوں میں چھپے ہوتے تھے قافلے والوں سے قیمتی چیز لوٹ لیتے تھے اور شہر میں بھی ایجنٹ

ہوتے تھے جو دیکھتے کہ سونا کس نے خرید ا ہے، ریشمی کپڑے کس نے خریدے ہیں، قیمتی سامان کس نے خریدا ہے۔ یہ ان کو آگاہ کرتے اور وہ ان کو لوٹ لیتے تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ اور نہ بیٹھو کسی بھی راستے پر ڈراتے ہوئے لوگوں کو۔ اور ڈاکوؤں میں ایسے بھی تھے جو لوٹتے بھی تھے اور اپنے مذھب کی تبلیغ بھی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم جب شہر میں جاؤ گے تو وہاں ایک باباجی ہیں ان کا یہ حُلیہ ہے اُن کے قریب نہ جانا ان کی بات نہیں سننی تو وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں دوطرفہ لٹیرے تھے مال بھی لوٹتے تھے اور ایمان بھی۔ فرمایا وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے راستے سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ ان کو جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہو اس راستے میں کجی۔ کجی کہتے ہیں کہ نام تو اسلام کا لے اور کرے اپنی مرضی جسطرح ہمارے حکمرانوں نے اسلام کو ٹیڑھا کردیا ہے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا اور یاد کرو تم جس وقت تم تھوڑے تھے فَكَثَّرَكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کردیا وَانْظُرُوْا اور دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ کیسا انجام تھا فساد مچانے والوں کا۔

سابقہ اقوام کا انجام :

تمہارے سے پہلے جو فسادی لوگ تھے ان کا کیا انجام ہوا لوطؑ کی قوم کا کیا حشر ہوا، صالحؑ کی قوم کا کیا حشر ہوا، عاد قوم کا کیا حشر ہوا، نوحؑ کی قوم کا کیا حشر ہوا یہ سب تمہارے سامنے ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ ان لوگوں پر رب تعالیٰ کا عذاب آیا تھا کہ کسی کو رب تعالیٰ نے سیلاب میں تباہ کیا، کسی پر تند ہوا چلائی، کسی پر پتھر برسائے، کسی کو

کسی شکل میں اور کسی کو کسی شکل میں تباہ کیا وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ جو ایمان لایا اس چیز کے ساتھ جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ یہ تھوڑے سے لوگ تھے جو حضرت شعیبؑ پر ایمان لائے تھے جن کے متعلق کافر کہتے تھے لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ شعیب اگر تیرے ساتھ یہ چند ساتھی نہ ہوں جن کی ہم تھوڑی سی شرم کرتے ہیں تو ہم تجھے پتھروں سے مار مار کر ختم کر دیں حضرت شعیبؑ نے اس کے جواب میں فرمایا یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (ھود، پ ۱۲) اے میری قوم میرا خاندان زیادہ عزیز ہے تم پر اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ ظالمو! میری برادری کا خیال کرتے ہو اور اس رب کا خیال نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں رزق دیا ہے، صحت دی ہے، مال دیا ہے، اولاد دی ہے وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا فَاصْبِرُوْا پس تم صبر کرو حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے ہمارے درمیان وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے اس کا جو فیصلہ ہوگا وہ حق ہوگا اور دنیا کے جج غلط فہمی کا شکار ہو کر غلط فیصلے بھی کر جاتے ہیں اور بسا اوقات ڈنڈی بھی مار جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ ڈنڈی مارتا ہے اور نہ غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے۔ اس قوم کے ساتھ کیا ہوا؟ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ
یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ
مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِهِیْنَ ۝ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اِنْ
عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ
نَّعُوْدَ فِیْهَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ
عِلْمًا ؕ عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ
قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ
جٰثِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛ اَلَّذِیْنَ
کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ
یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ ۚ فَکَیْفَ
اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ۝

وَقَالَ الْمَلَأُ کہا جماعت نے الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا وہ جنھوں نے تکبر کیا
مِنْ قَوْمِہٖ ان کی قوم میں سے لَنُخْرِجَنَّکَ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تم کو
یٰشُعَیْبُ اے شعیب وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ
ایمان لائے ہیں مِنْ قَرْیَتِنَآ اپنی بستی سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ یا تم پلٹ آؤ فِیْ
مِلَّتِنَا ہماری ملت میں قَالَ کہا شعیبؑ نے اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ کیا اگرچہ ہم اس کو
ناپسند کرنے والے ہوں قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا تحقیق ہم نے افترا
باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ اگر ہم لوٹیں تمہاری ملت میں
بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دی وَمَا
یَکُوْنُ لَنَآ اور نہیں ہے ہمارے لئے حق اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ کہ ہم لوٹیں اس ملت میں
اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ رَبُّنَا ہمارا رب وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ
شَیْءٍ عِلْمًا وسیع ہے ہمارا پروردگار ہر چیز پر علم کے اعتبار سے عَلَی اللّٰہِ
تَوَکَّلْنَا اللہ تعالیٰ پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا اے ہمارے
پروردگار حقیقت کھول دے ہمارے درمیان وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اور ہماری قوم
کے درمیان حق کے ساتھ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ اور تو سب سے بہتر ہے
حقیقت کھولنے والوں میں سے وَقَالَ الْمَلَأُ اور کہا جماعت نے الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے لَئِنِ
اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اگر تم نے پیروی کی شعیبؑ کی اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ تو بے شک تم

اس وقت نقصان اٹھانے والے ہوگے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس ہوگئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا گویا وہ ان گھروں میں بسنے والے ہی نہیں تھے اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ وہی تھے نقصان اٹھانے والے فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پس پھرے ان لوگوں سے وَقَالَ اور کہا يٰقَوْمِ اے میری قوم لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ البتہ تحقیق میں پہنچا چکا ہوں تم کو رِسٰلٰتِ رَبِّيْ اپنے رب کے پیغام وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور میں تمہیں نصیحت کر چکا ہوں فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ پس کیسے افسوس کروں اس قوم پر جو کافر ہے۔

قومِ شعیب کا ناپ تول میں بددیانتی کرنا :

پہلے سے حضرت شعیبؑ کا ذکر چلا آرہا ہے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم شرک کے ساتھ ساتھ ناپ تول کی کمی کی بیماری میں بھی مبتلا تھی مدین چونکہ بین الاقوامی منڈی تھی اور وہاں دور دراز سے تاجر آتے تھے اور مدین قوم میں بھی بڑے بڑے تاجر تھے اور انھوں نے مختلف قسم کے پیمانے رکھے ہوئے تھے خریدنے والا پیمانہ اور تھا اور بیچنے والا اور تھا مثلاً خریدتے وقت چھ کلو کا پیمانہ استعمال کرتے اور بیچتے وقت پانچ کلو کا۔ حضرت شعیبؑ نے فرمایا اس طرح نہ کرو جس پیمانے سے خریدو اسی سے بیچو اور تولتے وقت ڈنڈی نہ مارو اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرو اور وہ قوم ڈاکو بھی تھی اس سے بھی منع فرمایا کہ ڈاکے نہ مارو تو

قوم نے کیا جواب دیا؟ ارشاد ربانی ہے وَقَالَ الْمَلَأُ کہا جماعت نے الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ وہ جنھوں نے تکبر کیا ان کی قوم میں سے حق کو ٹھکرانے والے اور نہ ماننے والے۔ انھوں نے حضرت شعیبؑ اور ان کے ساتھیوں کو دھمکی دی لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تم کو اے شعیب وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں مِنْ قَرْيَتِنَآ اپنی بستی سے۔ جب غنڈوں، بدمعاشوں اور بدکرداروں کے ہاتھ میں اقتدار ہو تو نیکوں کے ساتھ پھر یہی سلوک ہوتا ہے اصولی طور پر تو غنڈوں بدمعاشوں کو، مجرموں کو شہر سے نکالنا چاہیے لیکن یہاں مجرم اکٹھے ہو کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں نکالیں گے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا یا تم پلٹ آؤ ہماری ملت میں ہماری طرح کافر مشرک بن جاؤ پھر چھوڑیں گے۔ عود کا ایک معنٰی ہے کہ میں جس جگہ تھا لوٹ کر واپس وہاں آ جاؤں اگر یہ معنٰی کریں تو پھر تغلیباً ہوگا کیونکہ حضرت شعیبؑ کے ساتھی تو پہلے مشرک تھے ان کیلئے عود کے لفظ کا استعمال اس معنٰی میں صحیح ہے حضرت شعیبؑ تو اللہ تعالٰی کے پیغمبر ہیں اور......

عصمتِ انبیاء کرام :

پیغمبر پیدائشی طور پر موحد ہوتا ہے اس سے نہ نبوت سے پہلے شرک سرزد ہوتا ہے اور نہ بعد میں ایک لمحہ کیلئے بھی۔ تو یہ لفظ استعمال کیا تو حضرت شعیبؑ کیلئے یہ لفظ تغلیباً استعمال کیا اور عود کا معنٰی آ جانے کا بھی ہوتا ہے تو معنٰی ہوگا تم ہماری ملت میں آ جاؤ تو پھر یہاں رہ سکتے ہو ورنہ ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے قَالَ حضرت شعیبؑ نے فرمایا اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ کیا اگرچہ ہم اس کو ناپسند کرنے والے ہوں کہ تمہاری ملت میں

آجائیں ہم شرک کو پسند نہیں کرتے قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا تحقیق ہم نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ اگر ہم لوٹیں تمہاری ملت میں۔ دنیا میں مشرک سے بڑا مفتری کوئی نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر شرک کا افترا باندھتا ہے اگر ہم تمہاری ملت میں آجائیں تو تمہاری طرح مفتری ہوگئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر افترا باندھنے والوں میں سے ہوگئے بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہم قطعاً تمہاری ملت میں نہیں آئیں گے وَمَا یَکُوْنُ لَنَا اور نہیں ہے ہمارے لئے حق اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ کہ ہم لوٹیں اس ملت میں اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار۔ معاذ اللہ تعالیٰ رب تعالیٰ اگر ہمیں مشرک بنادے تو ہم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے رب، رب ہے۔ باقی ہم اپنی مرضی سے تمہاری ملت قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا وسیع ہے ہمارا پروردگار ہر چیز پر علم کے اعتبار سے عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا اللہ تعالیٰ پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ تم نے جو دھمکیاں دینی ہیں دیتے رہو اور جو کرنا ہے کرو حضرت شعیبؑ نے جب قوم کا فیصلہ سنا اور اپنا بھی سنا دیا تو فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اے ہمارے پروردگار حقیقت کھول دے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب یہ ہمیں ہمارے گھروں میں بھی نہیں رہنے دیتے لھذا فیصلہ فرمادے۔

ظالم کا انجام:

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُمْلِیَ الظَّالِمَ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب پکڑتا ہے یکدم پکڑتا ہے پھر ڈھیل نہیں دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ ظالم کو اپنی

مرضی سے ڈھیل دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گیا ہوں یہ اس کا وہم ہوتا ہے جتنے لوگ ظلم کرر ہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں ذلیل کرے گا اور آخرت میں بھی۔ فرمایا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ اور تو سب سے بہتر حقیقت کھولنے والوں میں سے ہے۔ تیرے سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ صحیح فیصلہ وہ کرے گا جو حقیقت سے واقف ہوگا اور رب تعالیٰ سے زیادہ حقیقت کو جاننے والا کون ہے؟ اور صحیح فیصلے کیلئے یہ بھی ہے کہ کسی کا ڈر خوف نہ ہو کہ کسی کے دباؤ میں نہ آئے اللہ تعالیٰ کو کس کا ڈر ہے؟ اور صحیح فیصلے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ لالچ نہ ہو یہ دنیا میں جتنے غلط فیصلے ہوتے ہیں ان کی یہی وجوہات ہیں تو اللہ تعالیٰ کو کوئی لالچ نہیں ہے۔

قوم کا شعیبؑ کو دھمکی دینا :

ایک طرف تو قوم نے حضرت شعیبؑ کو دھمکی دی کہ ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بستی سے نکال دیں گے اور شعیبؑ کا جواب بھی سن لیا پھر وہ لوگ ان کی قوم کے پاس گئے وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور کہا جماعت نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا مِنْ قَوْمِهٖ ان کی قوم میں سے۔ اور کہا جماعت نے جنہوں نے کفر کیا شعیبؑ کی قوم میں سے لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اگر تم نے پیروی کی شعیبؑ کی اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ تو بے شک تم اس وقت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔ اس دھمکی کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو ہم تمہاری مرمت کریں گے ہم تمہارے ساتھ نمٹیں گے اور خسارے کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ تم نے اپنی ملت کفر شرک والی چھوڑی تو مذہبی طور پر خسارے میں رہو گے اور سیاسی طور پر بھی خسارے میں رہو گے کیونکہ کافر مشرک اپنے آپ کو سچا

سمجھتے تھے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کی تباہی :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے۔اور سورۃ حجر میں صَیْحَۃٌ کے لفظ آئے ہیں آواز چیخ حضرت جبرائیلؑ نے ایک آواز نکالی اس کی وجہ سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوگئی مدین کے رہنے والے جتنے مجرم تھے ان میں سے ایک بھی نہ بچا اور وہاں رہنے والے جو مومن موحد تھے ان میں سے کسی ایک کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچا جو مومنوں کو بستی سے نکالنا چاہتے تھے ان پر خدائی لعنت پڑی اور وہ دنیا سے چلے گئے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس ہوگئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے۔جسطرح ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں یہ بڑی عاجزی کی علامت ہے اس وقت کہنے لگے اِنَّا اِذًا لَّظٰلِمِیْنَ بے شک ہم ظالم ہیں اب تو وقت ختم ہوگیا اب اقرار کا کیا فائدہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا گویا وہ لوگ ان گھروں میں بسنے والے ہی نہیں تھے۔وہ گھر جہاں ہر وقت رونقیں تھیں چہل پہل تھی جہاں ہر قسم کی بدمعاشی ہوتی تھی اب وہ گھر ایسے اجڑے جیسے یہاں کبھی کوئی رہا ہی نہیں یہ خسارہ تو دنیا میں ہوا سب کچھ ہوگیا اور عذاب میں مبتلا ہوئے اور مرنے کے بعد کی سزا علیحدہ ہے اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیبؑ کو وہی تھے نقصان اٹھانے والے۔اب معلوم ہوا نا کہ متبعین پیغمبر نقصان اٹھانے والے ہیں یا پیغمبر کو جھٹلانے والے خسارے میں پڑے فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ پس پھرے شعیبؑ ان لوگوں سے جب وہ تباہ ہوگئے وَقَالَ اور فرمایا یٰقَوْمِ اے

میری قوم لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ البتہ تحقیق میں پہنچا چکا ہوں تم کو اپنے رب کے پیغام وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور تمکو نصیحت بھی کر چکا ہوں فَكَيْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ پس کیسے افسوس کروں اس قوم پر جو کافر ہے۔

سماعِ انبیاء میں کوئی اختلاف نہیں :

میں پہلے بھی اس مسئلے کے متعلق عرض کر چکا ہوں کہ پیغمبر اور ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ قبروں میں آرام کر رہے ہیں ان کی قبروں کے قریب کوئی بات کرے تو وہ سنتے ہیں یا نہیں؟ یعنی سماع موتی ہے یا نہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع کے متعلق ساری امت کا اتفاق ہے کہ وہ سنتے ہیں اور امت میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں اس پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔ اس مسئلے میں سب سے پہلے اختلاف پیدا کرنے والا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی ہے ہم نے اٹھارہ سال اکٹھے کام کیا ہے جس وقت اس نے یہ مسئلہ نکالا تو ہم نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی باقی رہا عام مُردوں کے سننے اور نہ سننے کا مسئلہ تو اس کے متعلق صحابہ کرامؓ سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے سنتے ہیں اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہیں سنتے ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہیں وَخَالَفَهُمُ الْجُمْهُوْرُ باقی تقریباً سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے مخالف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس اگر کوئی سلام کلام کرے تو مردے سنتے ہیں اور جمہور یعنی پچانوے فیصد امت مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی اسی کے قائل ہیں پہلے غیر مقلدین حضرات کا بھی یہی فتویٰ تھا اب ان میں سے کچھ تھوڑے

سے بگڑ گئے ہیں شاہ صاحب کے مرید بن گئے ہیں جو حضرات سماع موتی کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت شعیبؑ نے مُردوں کو سنایا اور فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا چکا ہوں پس کیسے افسوس کروں کافر قوم پر۔ اور جو کہتے ہیں کہ نہیں سنتے ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ افسوس کا اظہار ہے کہ مجھے اس قوم پر افسوس ہے میں ان کو سناتا رہا اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتا رہا لیکن انہوں نے میری بات نہیں سنی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَۃً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآىٕمُوْنَ ۝ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا مگر یہ کہ پکڑا ہم نے وہاں کے باشندوں کو بِالْبَاْسَآءِ مالی پریشانی میں وَالضَّرَّآءِ اور بدنی پریشانی میں لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ تاکہ وہ عاجزی اورزاری کریں ثُمَّ بَدَّلْنَا پھرہم نے بدل دیا مَكَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ تکلیف

کی جگہ راحت کو حَتّٰی عَفَوْا یہانتک کہ وہ لوگ بڑھ گئے وَّ قَالُوْا اور کہا انھوں نے قَدْ مَسَّ اٰبَآءَ نَا تحقیق پہنچی ہمارے باپ دادا کو بھی الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ بدنی تکلیف اور راحت فَاَخَذْ نٰھُمْ بَغْتَةً پس پکڑا ہم نے ان کو اچانک وَّھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے وَلَوْاَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اور اگر بستیوں کے باشندے اٰمَنُوْا ایمان لائیں وَاتَّقَوْا اور گناہ سے بچتے رہیں لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ البتہ ہم کھول دیں ان پر بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کی برکتیں وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا اور لیکن انھوں نے تکذیب کی فَاَخَذْنٰھُمْ پس ہم نے پکڑا ان کو بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ بسبب اس کمائی کے جو وہ کرتے تھے اَفَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی کیا پس امن میں ہیں بستیوں والے اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا اس چیز سے کہ آئے ان پر ہمارا عذاب بَیَاتًا رات کے وقت وَّھُمْ نَآئِمُوْنَ اور وہ سوئے ہوئے ہوں اَوَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی اور کیا امن میں ہیں بستیوں والے اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا کہ ان پر ہماری گرفت آئے ضُحًی چاشت کے وقت وَّ ھُمْ یَلْعَبُوْنَ اور وہ کھیل رہے ہوں اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے امن میں ہیں فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ پس نہیں بے فکر ہوتی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ مگر وہ قوم جو خسارہ اٹھانے والی ہو۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ کے واقعات قدرے تفصیل سے بیان فرمائے اب آگے

اجمالی طور پر ارشاد ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں مِنْ نَّبِیٍّ کوئی نبی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا مگر پکڑا ہم نے وہاں کے رہنے والوں کو بِالْبَاْسَآءِ مالی پریشانی میں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے جس وقت حق کی بات لوگوں کو سنائی ہدایت اور گمراہی سے آگاہ کیا اور اتمام حجت ہو چکا اور لوگوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو مالی پریشانی میں مبتلا کیا گیا کبھی قحط ان پر مسلط کیا گیا، کبھی سیلاب آیا، کبھی چیزیں مہنگی ہو گئیں وغیرہ وغیرہ وَالضَّرَّآءِ اور بدنی تکلیف میں مبتلا کیا گیا۔ مختلف قسم کی بیماریاں ان پر مسلط کی گئیں لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں رب کی طرف رجوع کریں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ جب بھی کسی کو تکلیف پہنچے تو وہ فوری طور پر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تکلیف چاہے مالی ہو یا بدنی ہو۔ اور جو غافل ہوتے ہیں ان کو قطعاً کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی وہ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں بہادر شاہ ظفر دہلی کا آخری بادشاہ تھا اور شاعر بھی جس کے بیٹوں کے سر کاٹ کر انگریزوں نے اس کے سامنے رکھے تھے ظفر مرحوم کہتے ہیں......

ظفر اس کو آدمی نہ جانیے گا گو ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

انسانیت کا معیار :

مرحوم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تم نے انسان کی انسانیت دیکھنی ہیں تو یہ ہے کہ عیش میں ہو تو رب تعالیٰ کو نہ بھولے اور تکلیف میں ہو تو رب تعالیٰ کو نہ بھولے۔ تکلیفیں رب تعالیٰ کی طرف سے اس لئے آتی ہیں کہ انسان کو تنبیہ ہو لھذا جب بھی کوئی تکلیف آئے تو

رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔

پریشانی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا :

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے گھر چراغ نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ نماز تہجد اندھیرے ہی میں پڑھتے تھے اور کوئی بھی نماز ہو اندھیرے میں بھی ہو جاتی ہے۔ روشنی ہو تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ایک دو مواقع پر صحابہ کرامؓ نے مٹی کا چراغ مہیا کیا تھا اس میں تیل تھا، میں لوگوں کے گھروں میں دیکھتی کہ چراغ جلتے ہیں مجھے بھی شوق ہوا تو میں نے ایک چراغ مہیا کیا چراغ باہر جل رہا تھا تیز ہوا سے چراغ بجھ گیا آنحضرتؐ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تو میں پریشان ہوگئی کیونکہ میں یہ لفظ کسی کے مرنے پر یا بڑی مصیبت پر سنتی تھی میں نے کہا حضرت خیر ہے آپ نے یہ پڑھا ہے فرمایا چراغ کے بجھنے پر کہنے لگیں یہ کونسی بڑی مصیبت ہے میں انشاء اللہ دوبارہ جلا دونگی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر وہ چیز جو مسلمان کی پریشانی کا ذریعہ ہو وہاں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ چراغ کے بجھنے سے ہمیں تکلیف ہوئی ہے اس لئے میں نے پڑھا اور یہاں حال یہ ہے کہ لوگوں پر پریشانیوں کے طوفان گزر جاتے ہیں مگر رب تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے ان کو حوادثات زمانہ پر محمول کرتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے حق کی تعلیم پیش کی اور قوم نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مالی اور بدنی پریشانیوں میں مبتلا کیا تاکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی طرف زاری اور عاجزی کریں رجوع کریں مگر وہ لوگ اتنے سنگدل تھے کہ ان پر کوئی اثر نہ ہوا لہذا جب ان کو عبرت حاصل نہ ہوئی تو فرمایا ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ پھر ہم نے بدل دیا تکلیف کی جگہ راحت کو۔ تکلیفیں اٹھالیں

مال زیادہ کردیا زمین کی پیداوار میں اضافہ کردیا، درختوں پر پھل کثرت سے لگائے، اولاد کثرت سے دی تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کریں لیکن انھوں نے رب تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کی اللہ تعالیٰ دل کی سختی سے اپنی پناہ میں رکھے۔حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اَبْعَدَ الْقُلُوْبِ مِنَ اللّٰهِ اَلْقَلْبُ الْقَاسِیُ '' اللہ تعالیٰ سے وہ لوگ زیادہ دور ہوتے ہیں جن کے دل سخت ہوتے ہیں'' ان کو رحمت سے بہت دوری ہوتی ہے۔

جب مال دولت اولاد کی کثرت ہوئی حَتّٰی عَفَوْا یہانتک کہ وہ لوگ بڑھ گئے۔ ہر لحاظ سے ان کو ترقی اور عروج مل گیا وَّقَالُوْا اور کہا انھوں نے قَدْ مَسَّ اٰبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ تحقیق پہنچی ہمارے باپ دادا کو بھی بدنی تکلیف اور راحت۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے دنیا کے دور اسطرح چلتے رہتے ہیں کبھی تکلیف اور کبھی راحت، کبھی بیماری کبھی صحت۔تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں طرح آزمایا تکلیف دے کر بھی اور راحت دے کر بھی اور وہ آزمائش میں پورے نہ اترے فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً پس پکڑا ہم نے ان کو اچانک وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔عذاب کی آمد کا ان کو علم ہی نہیں تھا غفلت کی حالت میں ہی اپنے انجام کو پہنچ گئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اور اگر بستیوں کے باشندے اٰمَنُوْا ایمان لائیں وَاتَّقَوْا اور گناہ سے بچتے رہیں۔ کفر شرک سے بچ جائیں گناہوں سے بچ جائیں لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ البتہ ہم کھول دیں ان پر آسمان وَالْاَرْضِ اور زمین کی برکتیں۔آسمان سے برکتیں برسائیں اس طرح کہ بارشیں ہوں دیکھو دو مہینے ہوگئے ہیں بارشیں نہیں ہوئیں لوگ کتنے پریشان ہیں اور بارانی علاقے کے لوگ روتے پھر رہے ہیں مگر رب تعالیٰ کی طرف رجوع

نہیں کرتے بہت کم علاقوں میں نماز استسقاء پڑھی گئی ہے کہ لوگوں نے توبہ استغفار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تو قیامت تک رہیں گے لیکن اکثریت باغی لوگوں کی ہے۔ اور زمین کی برکتیں یہ ہیں کہ پیداوار زیادہ ہوگی وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا اور لیکن انھوں نے تکذیب کی بجائے ایمان لانے اور کفروشرک سے بچنے کے گناہوں سے بچنے کے فَاَخَذْنٰھُمْ پس ہم نے پکڑا ان کو بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ بسبب اس کمائی کے جو وہ کرتے تھے۔ کفر، شرک، بدی اور گناہوں میں آلودہ تھے اس وجہ سے ہم نے ان کو تباہ کر دیا جن کے کچھ واقعات تفصیلاً اور اجمالاً تم سن چکے ہو۔ کیا یہ لوگ اَفَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰی کیا پس امن میں ہیں بستیوں والے اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا اس چیز سے کہ آئے ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت وَّھُمْ نَآئِمُوْنَ اور وہ سوئے ہوئے ہوں۔ کیا بستیوں میں رہنے والے اس سے بے خبر ہیں کیا انھوں نے گذشتہ قوموں سے عبرت حاصل نہیں کی ان کے حالات ان کے سامنے نہیں ہیں؟ کہ رات کے وقت عذاب آئے اور یہ تباہ ہو جائیں۔ ۱۹۳۷ء مئی میں کوئٹہ میں جب زلزلے کی شکل میں رب کی طرف سے عذاب آیا تو لوگ اس وقت سوئے ہوئے تھے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ مر گئے اَوَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰی اور کیا امن میں ہیں بستیوں والے اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا ضُحًی کہ ان پر ہماری گرفت آئے چاشت کے وقت وَّھُمْ یَلْعَبُوْنَ اور وہ کھیل رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری گرفت رات کو بھی آسکتی ہے اور دن کو بھی آدمی کو ہر وقت رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور دنیا میں کوئی بھی آفت آئے تو یہی سمجھے کہ یہ میری وجہ سے ہے میرے گناہوں کی شامت ہے۔ لیکن حال یہ ہے کہ ہم لوگ تو اپنے آپ کو معصوم

سمجھتے ہیں اور ہمیں ذاتی طور پر کوئی پریشانی یا تکلیف ہو تو کہتے ہیں کہ خدا جانے کیا گناہ کر بیٹھا ہوں کہ مجھے یہ تکلیف آئی ہے۔ او معصوم بننے والے تو تو سر سے لیکر پاؤں تک گناہوں سے گھرا ہوا ہے اور تجھے معلوم نہیں ہے کہ تو کونسے گناہوں میں پکڑا گیا ہے کتنا بھلا بنتا ہے۔ ہر آدمی اپنی کمزوریوں اور گناہوں اور اپنے عیبوں کو بخوبی جانتا ہے ویسے بھولا بن جائے تو الگ بات ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی چھوٹے گناہ میں پکڑ لے اس لئے گناہ کو گناہ سمجھو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں ''تم بعض چیزوں کو چھوٹے چھوٹے گناہ سمجھتے ہو ہم آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ان کو ''موبقات'' یعنی ایسے گناہ سمجھتے تھے جو ہلاکت کا ذریعہ ہیں'' اِیَّاکُمْ وَمُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ حدیث پاک میں آتا ہے ''جو گناہ تمہیں چھوٹے نظر آتے ہیں ان کو چھوٹا نہ سمجھو بڑا گناہ سمجھو۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ مکر کے معنی حیلہ اور خفیہ تدبیر کے ہیں کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے امن میں ہیں۔ غافل ہیں اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مدبر ہے وہ ایسی تدبیر کرتا ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ فرمایا فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ پس نہیں بے فکر ہوتی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ مگر وہ قوم جو خسارہ اٹھانے والی ہو۔ دوسرے تو رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، معافی مانگتے ہیں، نیکیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ج وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۞ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ج وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ج فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ط كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۞ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ج وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۞ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ج فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ حَقِيْقٌ عَلٰى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۞ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ

ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَنَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَاھِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ۝

اَوَلَمْ یَھْدِ اور کیا ہدایت نہیں ہوئی لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کو یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ جو وارث ہوئے ہیں زمین کے مِنْ بَعْدِ اَھْلِھَآ اس کے اہل کے ہلاک ہونے کے بعد اَنْ لَّوْ نَشَآءُ کہ اگر ہم چاہیں اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ ان کو بھی مصیبت میں مبتلا کردیں ان کے گناہوں کی وجہ سے وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور ہم مہر لگا دیں ان کے دلوں پر فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ پس وہ لوگ نہیں سنتے تِلْکَ الْقُرٰی یہ بستیاں ہیں نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِھَا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر ان کے کچھ حالات وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آچکے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لیکر فَمَا کَانُوْا پس نہیں تھے وہ لوگ لِیُؤْمِنُوْا کہ ایمان لاتے بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ اس چیز پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ اسی طرح ہم مہر لگاتے ہیں کافروں کے دلوں پر وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ اور نہیں پایا ہم نے ان میں اکثروں کیلئے کوئی عہد وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ اور بے شک پایا ہم نے ان میں سے اکثروں کو البتہ نافرمان ثُمَّ بَعَثْنَا پھر بھیجا ہم نے مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بِاٰیٰتِنَآ اپنی نشانیوں کے ساتھ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف فَظَلَمُوْا بِھَا پس انہوں نے زیادتی کی ان نشانیوں

کے ساتھ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پس دیکھ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے يٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اے فرعون میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے حَقِيْقٌ حق دار ہوں عَلٰٓى اَنْ اس بات کا لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ کہ میں نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر اِلَّا الْحَقَّ مگر حق قَدْ جِئْتُكُمْ تحقیق میں لا چکا تمہارے پاس بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ پس بھیج دے تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو قَالَ کہا فرعون نے اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ اگر تو لایا ہے کوئی نشانی فَاْتِ بِهَآ تو لا اس کو اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہے تو سچ کہنے والوں میں فَاَلْقٰى عَصَاهُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ پس اچانک وہ اژدھا بن گیا کھلے طور پر وَنَزَعَ يَدَهٗ اور نکالا انھوں نے اپنا ہاتھ فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ پس اچانک وہ سفید تھا دیکھنے والوں کیلئے۔

آٹھویں پارے کے آخر میں اور نویں پارے کی ابتداء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ قوموں کے واقعات تفصیلاً اور کچھ کے اجمالاً بیان فرمائے کہ ان لوگوں کے پاس پیغمبر آئے مگر جب انھوں نے نافرمانی کی تو ان سب پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا یہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ اور کیا ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کو يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ جو وارث ہوئے زمین کے مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اس کے اہل کے ہلاک ہونے کے

بعد۔ وارث بننے والوں سے پہلے جو زمین میں رہتے تھے ان کے ہلاک ہونے کے بعد اس وقت جو وارث ہیں ان کو ہدایت نہیں ہوئی؟ کس بات کی؟ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ اس بات کی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی مصیبت میں مبتلا کر دیں ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ پہلے لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئے اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ان لوگوں کو جو اس وقت زمین پر برسر اقتدار ہیں رہتے سہتے ہیں کہ ان پر بھی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آسکتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ لِغَيْرِهٖ'' نیک بخت اور سعادت مند وہ شخص ہے جو دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے'' کہ جس طرح ان پر عذاب آیا ہے مجھ پر نہ آجائے اور اگر رب تعالیٰ نے کسی کو نعمت سے نوازا ہے تو رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے تاکہ یہ بھی نعمتوں سے نوازا جائے اور بد بخت ہے وہ انسان کہ طوفان اوپر سے گزر جائیں تو ٹس سے مس نہ ہو، نہ اچھی باتوں سے عبرت حاصل کرے اور نہ بری باتوں سے عبرت حاصل کرے وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ہم مہر لگا دیں ان کے دلوں پر فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ لوگ نہیں سنتے۔ دیکھنا بہت سارے لوگ جو لفظی ترجمہ پڑھتے ہیں ان کے سامنے جب اس طرح کی آیات آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے ہدایت کا راستہ بند کر دیا تو پھر اس میں بندے کا کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر مجبور ہوا اور اسی طرح متعدد مقامات پر یہ بھی آتا ہے يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

ایک بڑا اعتراض اور اس کا جواب :

سطحی قسم کے لوگ کہتے ہیں رب تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے اور رب تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے تو پھر اس میں بندے کا کیا دخل ہے لھذا یہ دونوں باتیں غور سے سننے اور سمجھنے کے لائق ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر لگا دیتا ہے اور دوسری یہ کہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ مہر لگانے کا مسئلہ اللہ تعالیٰ نے چوبیسویں پارہ سورہ حم میں سمجھایا کہ ہم مہر کب لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حٰمٓ. تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ قرآن اتارہ ہوا ہے رحمان اور رحیم کی طرف سے كِتٰبٌ ایک کتاب ہے فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ جس کی آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا یہ قرآن عربی زبان میں ہے لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اس قوم کیلئے جو علم رکھتی ہے بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا خوشخبری دینے والا ہے اور ڈرسنانے والا ہے فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے ایسا سننا کہ جس سے اس کو قبول کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ ہمارے دل پردوں میں ہیں ہم نے دلوں کو پردوں میں چھپا کر رکھا ہوا ہے مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ اس چیز سے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں ایمان کی طرف، دین کی طرف، کلمے کی طرف وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہیں تمہاری کوئی بات ہم نہیں سنتے وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور ہمارے درمیان اور آپ کے درمیان پردہ ہے انکار کا دشمنی کا عداوت کا فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ پس آپ اپنا کام کرتے جائیں بے شک ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔ اب بات سمجھیں کہ جب ان لوگوں نے اپنی مرضی اور اختیار سے اس چیز کو پسند کیا کہ اپنے

لئے ہدایت کے سارے راستے بند کئے دلوں پر پردے، کانوں میں ڈاٹیں، آنکھوں پر پردے ڈال لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا اگر تم اس بات پر راضی ہو تو خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (بقرۃ) مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے کہ تم جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتے ہو ہم اسی طرح کر دیتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مرحلے میں جبراً ان کیلئے ہدایت کے راستے بند کر دیئے ہوں بلکہ انھوں نے اپنی مرضی سے یہ چیزیں قبول کیں اور کہتے فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ پس آپ اپنا کام کرتے جائیں ہم اپنا کام کر رہے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے۔ باقی رہا دوسرا مسئلہ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (پ ۱۴، سورۃ النحل) گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جبراً نہ تو کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے چنانچہ سورۃ الرعد میں ارشاد ربانی ہے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اتاری جاتی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے قُلْ آپ فرما دیں اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔ وہ رجوع کیسے کرے گا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اور مطمئن ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔ تو رب

تعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور گمراہ کس کو کرتا ہے؟ اس کے متعلق بھی سمجھ لیں سورۃ مومن میں ہے ثُمَّ قِیْلَ لَھُمْ پھر کہا جائے گا ان سے اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک بناتے تھے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے سوا قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وہ کہیں گے گم گئے ہم سے بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا بلکہ ہم نہیں تھے بلاتے اس سے پہلے کسی چیز کو کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الْکٰفِرِیْنَ اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کو یعنی جو خود کفر کرتے ہیں ان کو گمراہ کرتا ہے۔ کفران کا اپنا فعل ہے فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ (سورہ صف: پ ۲۸) پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ فرمایا نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی (النساء: ۱۱۵) ہم پھیر دیتے ہیں جس طرف کوئی جانا چاہتا ہے یہ میں نے تمہیں حوالے اس لئے بتلا دیئے ہیں کہ اگر تمہیں کسی سے گفتگو کرنی پڑے تو آسانی ہو اور اس کو سمجھا سکو۔ تو فرمایا وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور ہم مہر لگا دیتے ہیں ان کے دلوں پر فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ پس وہ لوگ نہیں سنتے۔ ایسا سننا کہ جس سے وہ فائدہ حاصل کریں کیونکہ کافر بہرے تو نہیں ہوتے کہ وہ سرے سے سنتے ہی نہیں ہیں انہی کافروں کے متعلق فرمایا صُمٌّ بہرے ہیں بُکْمٌ گونگے ہیں عُمْیٌ اندھے ہیں حالانکہ وہ سنتے بھی ہیں اور کئی کئی گھنٹے بولتے بھی ہیں دنیا کو دیکھتے بھی ہیں مطلب یہ ہے کہ حق سننے سے بہرے ہیں حق بولنے سے گونگے ہیں حق کی چیزیں دیکھنے سے اندھے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت آتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گونگے، بہرے، اندھے تمہارے بادشاہ بن جائیں گے" آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کی بات

ہے جب ہم نے یہ حدیث استاذ محترم حضرت مولانا عبد القدیر صاحبؒ سے پڑھی جو یہاں بھی کئی دفعہ تشریف لائے ہیں پوچھا حضرت لوگ گونگوں ، بہروں ، اور اندھوں کو بادشاہ بنائیں گے تو وہاں آنکھوں والے ، بولنے والے ، سننے والے نہیں ہونگے ؟ حضرت نے فرمایا! میاں آنکھیں ہوں گی ، کان بھی ہوں گے ، زبان بھی ہوگی مگر حق کی نشانیوں کو دیکھیں گے نہیں ، حق کی بات سنیں گے نہیں ، حق کی بات زبان سے نہیں نکالیں گے۔ آج وہ اندھے ، بہرے ، گونگے بادشاہ نظر آرہے ہیں حق کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حق کی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اگر کبھی بھول کر حق کی بات زبان سے نکل جاتی ہے تو اس پر پسپائی اختیار کرتے ہیں اور اس کی تاویل کرتے ہیں کہ ہمارا مطلب یہ نہیں تھا ، یہ تھا فرمایا تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر ان کے کچھ حالات جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آچکے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لیکر فَمَا کَانُوْا پس نہیں تھے وہ لوگ لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ کہ ایمان لاتے اس چیز پر جس کو وہ جھٹلا چکے تھے پہلے۔ پہلے قدم پر جس چیز کو جھٹلایا تھا آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہے اور تسلیم نہیں کیا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ اسی طرح ہم مہر لگاتے ہیں کافروں کے دلوں پر وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ اور نہیں پایا ہم نے ان میں سے اکثروں کیلئے کوئی عہد وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ اور بے شک پایا ہم نے ان میں سے اکثر کو البتہ نافرمان۔ دنیا میں اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے۔ فرمانبردار بہت تھوڑے رہے ہیں پیغمبروں کے اجمالاً ذکر کے بعد فرمایا ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی پھر بھیجا ہم

نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بِاٰیٰتِنَآ اپنی نشانیاں دیکر۔

پانچ فرقوں کا ذکر:

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آتا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ سرزمین عرب پر مشرکین کے بعد مردم شماری کے اعتبار سے یہودیوں کا نمبر تھا مدینہ طیبہ اور اس کے آس پاس علاقوں پر بھی ان کا کنٹرول تھا اور خیبر سارا ان کا تھا آبادی کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر عیسائی تھے نجران وغیرہ کے علاقے میں عیسائی آباد تھے اور دوسرے علاقوں میں بھی تھوڑے تھوڑے آباد تھے چوتھے نمبر پر صابی فرقہ تھا اور پانچویں نمبر پر مجوسی تھے آنحضرت ﷺ جب مبعوث ہوئے تو اس وقت یہ پانچ فرقے تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اور یہ عرب لوگ یہودیوں کے جلسوں اور محفلوں میں شریک ہوتے تھے وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے تھے اور یہ سنتے تھے۔اس لئے یہ قصہ اپنی حقیقت کے ساتھ بار بار بیان ہوا ہے تاکہ وہ اس سے سبق حاصل کریں اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف نشانیاں دیکر موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔نشانیوں کی تفصیل آگے آرہی ہے فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسے روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہوتا تھا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام تھا ولید بن مصعب بن دیان بڑا خبیث اور شیطان آدمی تھا بڑا چالاک ہوشیار حق تلفی کرنے والا ظلم اور گھپلے مارنے والا اس وقت جو بڑے لیڈر ہیں ان کا بھائی تھا یہ سب بدمعاش ہیں فَظَلَمُوْا بِهَا پس انھوں نے زیادتی کی نشانیوں کے ساتھ۔انکار کر گئے اور کسی کو تسلیم نہ کیا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پس دیکھ کیسا انجام ہوا فساد

کرنے والوں کا۔فرعون کی لاش اس وقت بھی مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے لوگ جا کر تماشا دیکھتے ہیں اور بھی کئی فرعون وہاں پڑے ہیں وَقَالَ مُوسٰی اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے یٰفِرْعَوْنُ اے فرعون اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے حَقِیْقٌ حق دار ہوں عَلٰٓی اَنْ اس بات کا لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ کہ میں نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر مگر حق یعنی میں جو بات کہتا ہوں وہ رب تعالیٰ نے فرمائی ہے اس میں غلط بیانی نہیں ہے قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق میں لا چکا تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ پس بھیج دے تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو مطالبات کیے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں رسالت کا مسئلہ آ گیا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ میں توحید کا مسئلہ آ گیا اور دوسرے مقام پر قیامت کا ذکر بھی ہے اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ اور سورۃ طٰہٰ میں نماز کا ذکر بھی ہے اور بھی کچھ نیکیاں ہیں۔ان بنیادی مسائل کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ان کی آزادی بھی میرا مقصد ہے۔صدیوں سے تم ان سے بیگار لے رہے ہو ان کو آزاد کر کے میرے ساتھ بھیج میں ان کو ارضِ مقدس لے جانا چاہتا ہوں جو ہمارا آبائی علاقہ ہے۔تاکہ یہ کھل کر رب تعالیٰ کی عبادت کریں معلوم ہوا کہ اگر قوم غلام ہو تو اس کو آزاد کرنا بھی پیغمبروں کے سبق میں شامل تھا قَالَ فرعون نے کہا اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ اگر تو لایا ہے کوئی نشانی فَاْتِ بِهَآ تو لے آ اس کو اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہے تو سچ کہنے والوں میں سے۔

حضرت موسیٰ دربارِ فرعون میں :

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو دعوت دینے کیلئے تشریف لے گئے ہیں اس وقت ان کے ساتھ صرف ان کے بھائی حضرت ہارونؑ تھے۔فرعون کا بہت بڑا تخت تھا اس پر کرسی تھی سر پر تاج رکھ کر اس پر بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں طرف اس کا وزیر اعظم ہامان بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف وزیر دفاع بیٹھا ہوا تھا اور ان کے علاوہ باقی وزراء اور مشیر حضرات بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑا شاہی حلقہ تھا موسیٰ علیہ السلام نے اُون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے پہلے تو انھوں نے دیکھ کر مذاق اڑایا کہ ملنگ کہاں سے آ گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب توحید و رسالت ،قیامت کا مسئلہ بیان کرنے کے بعد جب بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا تو فرعون نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ......

معجزاتِ موسیٰ علیہ السلام :

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا فَاَلْقٰی عَصَاہُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ پس اچانک وہ اژدھا بن گیا کھلے طور پر۔ جب لاٹھی اژدھا بن گیا تو اژدھا نے فرعون کی طرف رخ کیا فرعون بدحواس ہو کر نیچے گرا اوپر اس کے کرسی باقی سارے سہم گئے لیکن وہاں سے کوئی بھاگا نہیں کیونکہ فرعون بڑا سخت گیر تھا سب پر خوف تھا کہ یہ نہ کہے کہ تم دوڑے کیوں تھے ایسے موقع پر ہر ایک کو جان کی فکر ہوتی ہے۔ایک معجزہ تو یہ دکھایا اور دوسرا وَنَزَعَ یَدَہٗ اور نکالا انھوں نے اپنا ہاتھ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ پس اچانک وہ سفید تھا دیکھنے والوں کیلئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ ایسا منور تھا کہ اس کے سامنے سورج کی روشنی بھی مات تھی۔

باقی واقعہ آگے آئے گا۔ انشاءاللہ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○ يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ○ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ○ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ○

قَالَ الْمَلَاُ کہا جماعت نے مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ فرعون کی قوم سے اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ بیشک یہ موسیٰ علیہ السلام بڑا ماہر جادوگر ہے يُرِيْدُ وہ ارادہ کرتا ہے اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ اس بات کا کہ تمہیں نکال دے تمہاری زمین

سے فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم کرتے ہو قَالُوْا انھوں نے کہا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ مہلت دے اس کو اور اسکے بھائی کو وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے یَاْتُوْکَ لائیں گے تیرے پاس بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ہر ایسے جادوگر کو جو علم والا ہو گا وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ اور آئے جادوگر فرعون کے پاس قَالُوْآ کہنے لگے اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا بیشک ہمارے لئے کچھ اجر ہوگا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ اگر ہم غالب ہو گئے قَالَ نَعَمْ فرعون نے کہا ہاں وَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ اور البتہ تم مقربین میں سے ہو جاؤ گے قَالُوْا یٰمُوْسٰی کہا جادوگروں نے اے موسیٰ علیہ السلام اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ یا تو آپ ڈال دیں وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ یا ہم ہوں ڈالنے والے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اَلْقُوْا تم ڈالو فَلَمَّآ اَلْقَوْا پس جس وقت انھوں نے ڈالا سَحَرُوْآ اَعْیُنَ النَّاسِ انھوں نے جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں میں وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ اور خوفزدہ کر دیا ان کو وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ اور لائے وہ بہت بڑا جادو وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ کہ ڈال دو تم اپنی لاٹھی کو فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ پس اچانک وہ نگل گئی مَا یَاْفِکُوْنَ اس چیز کو جو وہ بناتے تھے فَوَقَعَ الْحَقُّ پس ثابت ہو گیا حق وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور باطل ہو گئی وہ کاروائی جو وہ کرتے تھے فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ پس وہ یہاں مغلوب ہو گئے وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ اور لوٹے وہ ذلیل ہو کر۔

موسیٰ علیہ السلام، فرعون اوران کی قوم کا ذکر پیچھے سے چلا آرہاہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ورسالت عطا فرمائی اور ان کے بھائی ہارونؑ کو بھی جو موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں تین سال بڑے تھے اور درجے اور رتبے کے لحاظ سے موسیٰ علیہ السلام بڑے تھے حضرت ہارونؑ ان کے وزیر، معاون اور امدادی تھے دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچے فرعون تخت پر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تاج شاہی پہن کر۔ اس کے وزیر، مشیر اور فوجی افسران بھی موجود تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رب تعالیٰ کا رسول ہوں توحید ورسالت کا مسئلہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ قیامت کا عقیدہ یقینی ہے اور بنی اسرائیل کو آزاد کر کے میرے ساتھ بھیج دو فرعون نے کہا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو کوئی نشانی دکھاؤ موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا فرعون پیچھے گر گیا اور باقی تمام گھبرا گئے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج سے زیادہ روشن تھا یہ نشانیاں جب دیکھیں تو قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ کہا جماعت نے فرعون کی قوم سے جو اس کی کابینہ کے افراد وزیر، مشیر اور بڑے بڑے فوجی افسر تھے اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ بیشک یہ موسیٰ علیہ السلام بڑا ماہر جادوگر ہے۔ فن کو جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام کے دونوں معجزوں عصا اور ید بیضا کو جادو کے ساتھ تعبیر کیا (معاذ اللہ تعالیٰ)۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو علیم فن کو جاننے والا ماہر کہا يُرِيْدُ وہ ارادہ کرتا ہے چاہتا ہے اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ کہ تمہیں نکال دے تمہاری زمین سے تمہیں مرعوب کر کے سرزمین مصر سے نکال دے اور گیارہویں پارے میں آتا ہے تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ (سورۃ یونس) اور ہو جائے بڑائی تم دونوں بھائیوں کی زمین میں۔ یعنی ہمیں نکال کر تم بڑا بننا

چاہتے ہو فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم کرتے ہو اور مشورہ دیتے ہو اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اہم باتوں میں لوگ مشورہ کرتے ہیں۔

مشورہ کن امور میں کرنا چاہئے :

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (پ،۲۵) اور ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا وَشَاوِرْھُمْ فِیْ الْاَمْرِ (پ،۴) اور اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کرلیا کریں لیکن مشورہ ان چیزوں میں ہوگا جو منصوص نہیں ہیں یعنی جن کے متعلق شریعت میں واضح احکام نہیں ہیں اور جن کاموں کے متعلق شریعت میں واضح احکام موجود ہیں ان کے متعلق مشورے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مثلاً شراب حرام ہے اس کے متعلق کوئی مشورہ کرے کہ اس کو جاری رہنا چاہئے یا بند کردینا چاہئے تو یہ کوئی مشورہ نہیں ہے۔ زنا حرام ہے اس کیلئے چکلوں کی اجازت دینی چاہئے یا نہیں تو اس کے متعلق مشورے کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ منصوص ہے اور وہ مسائل جو غیر منصوص ہیں شریعت میں ان کے متعلق واضح احکام موجود نہیں ہیں دنیا میں اس طرح کے بے شمار مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کے متعلق شریعت نے مشورے کی اجازت دی ہے۔ تو کہا مشورہ دو ہمیں کیا کرنا چاہئے قَالُوْا ان لوگوں نے کہا اَرْجِہْ اس کو مہلت دے وَاَخَاہُ مہلت اور اسکے بھائی کو بھی اور دونوں کو تاریخ دے دو وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے۔ وہ سب جادوگروں کو اکھٹا کر کے لائیں یہاں پر اجمال ہے اور سورہ طٰہٰ میں تفصیل ہے فَلَنَاْتِیَنَّکَ بِسِحْرٍ مِّثْلِہٖ پس ہم

لائیں گے تیرے مقابلے اس جیسا جادو فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَکَانًا سُوًی پھر مقرر کر ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ نہ ہم اس کی خلاف ورزی کریں نہ تم ایک کھلے میدان میں۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں کے ذہن میں یہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں حکومت کے ساتھ ٹکر نہیں لینا چاہتا حکومت جانے اور اس کا کام میں نے رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور بات واضح طور پر سمجھا دی ہے اور اقتدار ہمارے پاس ہے۔ ہم خوب پروپیگنڈہ کریں گے کہ موسیٰ علیہ السلام رہ گیا ہے، ہار گیا ہے، مقابلے میں نہیں آیا۔ مگر قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی تمہارا وعدہ زینت کا دن ہے اور یہ کہ اکھٹے ہو جائیں لوگ دن چڑھتے وقت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عید کا دن مقرر فرمایا جو ان کے دین کے مطابق عید تھی اور چاشت کا وقت مقرر فرمایا کہ لوگ چاشت کے وقت عید مناتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کا جواب سن کر فرعون گھبرا گیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ ہتھیار ڈال دے گا فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ کَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی (پ،۱۶) پس اکھٹا کیا اس نے اپنی تدبیر کو پھر آیا۔ اس زمانے میں جادوگری بڑا اونچا فن سمجھا جاتا تھا اور مصر کا علاقہ بڑا زرخیز تھا کھیت، باغات، نہریں، دریا نیل کی وجہ سے بڑی رونق تھی چپے چپے پر شہر آباد تھے حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جادوگر آئے کوئی سو میل کی مسافت سے کوئی پچاس اور کوئی دو سو میل کی مسافت سے کوئی ہزار اور کوئی دو ہزار میل کی مسافت سے۔ کسی کے ساتھ ایک خادم اور کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ تین اور کسی کے ساتھ دس اور کسی کے ساتھ بیس خادم تھے کوئی گھوڑے پر سوار اور کوئی خچر پر کوئی اونٹ پر اور کوئی گدھے پر۔ عملہ خاصہ پھیلا ہوا تھا ان کی

تعداد ستر ہزار بھی لکھی ہے۔اسی اور بیاسی ہزار بھی لکھی ہے یَاْتُوْکَ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ لائیں گے تیرے پاس ہر ایسے جادوگر کو جو علم والا ہوگا ماہر وَجَآءَ السَّحَرَۃُ فِرْعَوْنَ اور آئے جادوگر اوران کو مقابلے کی اجازت ملی۔جادوگروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ فرعون بڑا ظالم اور جابر آدمی ہے۔ہم آتو گئے ہیں مگر پہلے اس سے طے کرلو کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کچھ اجرت بھی ملے گی کیونکہ ہم خرچ کر کے آئے ہیں سواریاں ہیں خادم ہیں کسی کی اپنی سواری ہے کوئی کرائے پر لے کر آیا ہے اور کھانے پینے کا بھی خرچہ ہے لھذا ہمیں کوئی خرچہ ملے گا یا ہم سے ویسے ہی بیگار لی جارہی ہے جادوگر فرعون کے پاس گئے

فرعون کا جادوگروں کو لالچ دینا :

قَالُوْٓا کہنے لگے اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ بیشک ہمارے لئے کچھ اجر ہوگا اگر ہم غالب ہو گئے۔کچھ خرچہ معاوضہ ہمیں ملے گا یا نہیں قَالَ نَعَمْ فرعون نے کہا ہاں باقاعدہ خرچہ ملے گا صرف خرچہ ہی نہیں وَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ اور البتہ تم مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔تمہیں تمغے ملیں گے جس طرح حکومتیں تمغے دیتی ہیں۔انگریز کے زمانے میں کسی کو خان بہادر کا کسی کو سر کا کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ تمغہ ملتا تھا سٹیج لگا ہوا ہے فرعون کرسی پر اور ہامان اس کے ساتھ بیٹھا ہے ارکین سلطنت بھی موجود ہیں۔ستر ہزار تو جادوگر تھے پبلک کتنی ہوگی اس کا خود اندازہ لگالو دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہیں مخالفوں کو اپنی کثرت پر گھمنڈ تھا جادوگروں کا وفد موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا قَالُوْا کہنے لگے......

جادوگروں کا میدان میں رسیاں پھینکنا :

یٰمُوْسٰی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ اے موسیٰ علیہ السلام یا تو آپ ڈال دیں وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ یعنی پہل آپ نے کرنی ہے یا ہم نے کرنی ہے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَلْقُوْا تم ڈالو جو کچھ تم نے ڈالنا ہے فَلَمَّآ اَلْقَوْا پس جب ڈالا انھوں نے۔ کیا ڈالا؟ اس چیز کا اس مقام پر ذکر نہیں ہے سورۃ طٰہٰ (۱۶، پ) میں ہے فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں اس طرح دکھائی دیتی تھیں ان کے سحر کی وجہ سے کہ وہ دوڑ رہی ہیں انھوں نے رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسیوں اور لاٹھیوں میں پارہ ڈالا ہوا تھا اور پارا گرمی میں نقل و حرکت کرتا ہے پارہ انھوں نے کافی مقدار میں ڈالا ہوا تھا وہ پارے کے زور سے دوڑ رہی ہیں مگر دوسرے مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ ان کے جادو کے زور سے رسیاں اور لاٹھیاں سانپ بن گئے اور خود امام رازیؒ نے بھی پہلے پارے میں ہاروت اور ماروت کے واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ......

جادو کا اثر :

جادو میں اتنا اثر ہے کہ آدمی کو گدھا اور گدھے کو آدمی بنا دے اور کہتے ہیں کہ یہ اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے۔ تو امام رازی جب خود مانتے ہیں کہ جادو میں اتنا اثر ہے تو کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں حقیقۃً سانپ بن گئے ہوں بہتر ہزار جادوگر ہیں ہر جادوگر نے دو سانپ نکالے ایک رسی اور ایک لاٹھی تو ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ میدان میں آگئے کیسا سماں ہوگا آج ایک چھوٹا سا سانپ نکل آئے تو لوگوں کے ہوش و

ہو اس خطا ہو جاتے ہیں جان بچانے کیلئے دوڑ لگا دیتے ہیں اور سورۃ نمل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ کَاَنَّھَا جَانٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ پس جب دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پشت پھیری موسیٰ علیہ السلام نے۔ سورۃ طہٰ میں ہے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُذْھَا وَلَا تَخَفْ اس کو پکڑ واور ڈرومت سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی ہم اس کو پہلی حالت پر پلٹ دیں گے لاٹھی بنا دیں گے اس سے اندازہ لگاؤ کہ جب ایک لاکھ چوالیس ہزار کے قریب سانپ میدان میں ہوں گے کیا عالم ہوگا فرعون زندہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں سورہ طہٰ میں ہے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی پس محسوس کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جی میں ڈر۔

حضرت موسیٰ کے گھبرانے کی حقیقت :

موسیٰ علیہ السلام کچھ گھبرائے اور گھبرائے اس بات سے نہیں کہ معاذ اللہ آج یہ غالب آجائیں گے اور میں مغلوب ہو جاؤں گا حاشا وکلا ایسی کوئی بات نہیں تھی گھبرائے اس بات سے کہ ان لوگوں نے سانپ دیکھ کر دوڑنا شروع کر دیا ہے جب میری باری آئی اور انھوں نے اچھی طرح نہ دیکھا تو پھر کیا ہوگا؟ یہ خوف تھا اور دوسری وجہ مفسرین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے یہ لکھی ہے کہ اس بات کا خوف تھا کہ انھوں نے رسیاں اور لاٹھیاں ڈالی ہیں سانپ بن گئے ہیں میں ڈالوں گا اژدھا بن جائے گا لوگ فرق کس طرح کریں گے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ پس جس وقت انھوں نے ڈالا انھوں نے جادو کردیا لوگوں کی آنکھوں میں وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ اور خوفزدہ کردیا ان کو وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ اور لائے وہ بہت بڑا جادو وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ کہ ڈال دو تم بھی اپنی لاٹھی کو فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَایَاْفِکُوْنَ پس اچانک وہ نگل گئی اس چیز کو جو وہ بناتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا سانپ اژدھا بن کر ایک لاکھ چوبیس ہزار سانپوں کو نگل گیا جادوگر چونکہ اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے یہ جادو نہیں ہے کیونکہ جادو میں اتنا ہی زور ہے کہ لاٹھی اور رسی سانپ نظر آئے اس میں حقیقت نہیں بدلتی یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسروں کو کھا جائے کہ اژدھا ہمارے سانپوں کو ایک ایک کر کے نگل جائے جیسے مرغی دانے چگتی ہے لھذا یہ جادو نہیں ہے فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ پس ثابت ہوگیا حق اور باطل ہوگئی وہ کاروائی جو وہ کرتے تھے فَغُلِبُوْا ھُنَالِکَ پس وہ یہاں مغلوب ہوگئے وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ اور لوٹے وہ ذلیل ہوکر۔ آگے بات آئے گی کہ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ فرعون بھی مان لیتا اور اس کی کابینہ کے افراد مشیر وزیر بھی سر تسلیم خم کرتے لیکن کسی نے نہ مانا البتہ جادوگروں نے مان لیا اور فرعون ان کے پیچھے پڑ گیا وہ انشاء اللہ آئندہ آئے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ○ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِہٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ ج اِنَّ ھٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْہُ فِی الْمَدِیْنَۃِ لِتُخْرِجُوْا مِنْھَآ اَھْلَھَا ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ○ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ط رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ○ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَکَ وَاٰلِھَتَکَ ط قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَھُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ ج وَاِنَّا فَوْقَھُمْ قٰھِرُوْنَ ○

وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ اور ڈال دیئے گئے جادوگر سجدے میں قَالُوْٓا اٰمَنَّا کہا انھوں نے ہم ایمان لائے بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین پر رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ جو کہ رب ہے موسیٰ علیہ السلام کا اور ہارون علیہ السلام کا قَالَ

فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ تم ایمان لائے ہو اس پر اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دیتا اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ بیشک یہ ایک داؤ ہے مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ جو تم نے شہر میں مکر کیا ہے لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا تا کہ نکالو تم اس کے ذریعے اس کے رہنے والوں کو فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ اور تمہارے پاؤں الٹے ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ پھر میں تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اور تو نہیں انتقام لیتا ہم سے اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا مگر اس لئے کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیات پر جب وہ ہمارے پاس آچکیں رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا اے ہمارے رب! ڈال ہم پر صبر وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ اور وفات دے ہم کو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ کہا جماعت نے فرعون کی قوم سے اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ تو چھوڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی قوم کو لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ تا کہ وہ فساد مچائیں زمین میں وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ اور وہ چھوڑ دیں تجھے اور تیرے معبودوں کو قَالَ کہا فرعون نے سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ہم ضرور قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔

گذشتہ درس میں یہ بیان ہوا تھا کہ مصر شہر میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے جادوگروں کا مقابلہ ہوا تھا بہت بڑا وسیع میدان تھا عید کا دن تھا چاشت کا وقت تھا فرعون، اس کی کابینہ، فوج اور پبلک اکٹھی تھی بہتر ہزار جادوگروں نے ایک ایک رسی اور ایک ایک لاٹھی میدان میں ڈالی ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ میدان میں نکل آئے نعرے پر نعرے لگنے شروع ہو گئے لوگوں نے اِدھر اُدھر دوڑنا شروع کر دیا عجیب قسم کا منظر تھا موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا عصا مبارک میدان میں ڈالا تو وہ اژدھا بن کر سب کو نگل گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ لاٹھی بن گئی یہ کاروائی دیکھ کر وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ اور ڈال دیئے گئے جادوگر سجدے میں۔ انھوں نے یقین کر لیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جو کچھ ظاہر ہوا ہے جادو نہیں ہے معجزہ ہے قَالُوْٓا کہا انھوں نے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ کون رب العالمین؟ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ جو رب ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا۔ یہ وضاحت اس لئے فرمائی کہ فرعون خبیث بھی دعویٰ کرتا تھا رب ہونے کا اور کہتا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی اسلئے انھوں نے وضاحت فرمادی کہ رب سے مراد یہ بناوٹی رب نہیں ہے بلکہ کائنات کے رب پر ایمان لائے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب فرعون کے وکیلوں نے تسلیم کر لیا تو فرعون کو بھی تسلیم کر لینا چاہئے تھا کیونکہ وکیل کی ہار جیت مؤکل کی ہار جیت ہوتی ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وکیل ہار گیا اور مؤکل جیت گیا یہ جادوگر فرعون کے وکیل تھے انھوں نے ہار مان لی اور سب نے مان لی کیونکہ کسی کا استثناء نہیں ہے کہ کچھ نے مانا اور کچھ نے نہ مانا بلکہ سب کے سب مومن ہو گئے اور اپنی

شکست تسلیم کرلی ،سجدے میں گر گئے ۔لیکن قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ تم ایمان لائے ہو اس پر پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دیتا۔

فرعونیت فرعون :

فرعون اب غنڈہ گردی پر اتر آیا کیونکہ جس کے پاس اقتدار ہو تو وہ ایسا ہی کرتا ہے اقتدار کا نشہ بہت بری چیز ہے ۔حق و باطل کو نہیں سمجھنے دیتا کہنے لگا تمہیں بلایا میں نے تھا خرچہ تم پر میں نے کیا تھا اور میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لے آئے ہو اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ بے شک یہ ایک داؤ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے۔ یہاں اجمال ہے سورۃ طٰہٰ میں ہے اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے ۔یہ تمہارا استاد ہے تم اس کے شاگرد ہو اندر سے تم آپس میں ملے ہوئے ہو حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہو لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا تاکہ نکالو تم اس کے ذریعے اس کے رہنے والوں کو اور تمہارا اقتدار قائم ہو جائے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں الٹے ۔ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ کاٹوں گا بایاں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور دائیں پاؤں کو کاٹوں گا ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ پھر میں تم سب کو سولی پر لٹکا دونگا۔اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دونگا کیونکہ تم نے میری مخالفت کی ہے اس کی میں تمہیں سزا دونگا۔

ایمان والوں کا جواب :

فرعون کی اس دھمکی سے وہ جادوگر جو ابھی ابھی مومن ہوئے ہیں مرعوب نہیں

ہوئے قَالُوٓا کہا انھوں نے اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ انھوں نے کہا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ پس کرلے تو جو بھی فیصلہ کرنے والا ہے اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا سوائے اس کے نہیں کہ تو صرف اس دنیا کی زندگی کو ہی ختم کر سکتا ہے اگر اس سے ہماری آخرت بن جائے تو سودا مہنگا نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل نہیں ہے کہ فرعون نے اپنی دھمکی پر عمل کیا یا نہیں کیا۔ البتہ مختلف تفسیروں میں آتا ہے کسی میں اجمالاً اور کسی میں تفصیلاً کہ اس نے دھمکی پر عمل کیا۔

فرعون نے ستر کے ہاتھ پاؤں کاٹے :

تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ فرعون نے ستّر جادوگر جو سب جادوگروں سے بڑے تھے اور اب مسلمان ہو چکے تھے ان کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹے اور ان کو سولی پر بھی لٹکایا۔ عجیب منظر تھا ہاتھ اور پاؤں کاٹے جا رہے تھے اور ہر ایک ہاتھ پاؤں کٹوانے کیلئے آگے بڑھ رہا تھا حالانکہ نہ ان کو ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں اور نہ پولیس کا پہرہ تھا اور ہر ایک کہتا تھا کہ میرا نمبر ہے پہلے میرے ہاتھ پاؤں کاٹو ایمانی قوت بہت بڑی چیز ہے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوۃ چلی تو جنرل اعظم ظالم نے تقریباً دس ہزار نوجوان شہید کیا ہمارے سامنے کی بات ہے نوجوان گریبان کھول کر آگے بڑھتے تھے کہ ہمیں گولی مارو دوڑا کوئی نہیں۔

حضرت خباب بن ارت کی استقامت :

حضرت خباب بن ارت آنحضرت ﷺ کے پاس آئے آنحضرت ﷺ کعبۃ اللہ

کے سائے میں چادر کا تکیہ سر مبارک کے نیچے رکھے لیٹے ہوئے تھے حضرت خبابؓ نے اپنی کمر سے کرتا اٹھا کر دیکھا یا کمر میں جلنے کی وجہ سے گڑھے بنے ہوئے تھے جسطرح ہمارے یہاں کیکر کے درخت کے کوئلے دیر سے بجھتے ہیں اس طرح عرب میں ایک درخت ہے اس کو غضا کہتے ہیں اس کا کوئلہ بھی دیر تک جلتا رہتا ہے۔ اس کے کوئلے کو خوب جلا کر حضرت خبابؓ کو پشت کے بل لٹا کر چھاتی پر پاؤں رکھ کر کہتے کہ بتا کلمہ چھوڑتا ہے کہ نہیں وہ فرماتے کہ کلمہ چھوڑنے والی چیز تو نہیں ہے وہ تو پکڑنے اور قابو کرنے والی چیز ہے۔ بدن سے رطوبت نکلتی خون نکلتا جس سے وہ کوئلے ٹھنڈے ہوتے تو حضرت خبابؓ نے آنحضرتؐ کو وہ گڑھے دکھائے اور عرض کیا حضرت ان کے لئے بددعا کریں اللہ تعالیٰ ان کا بیڑا غرق کرے۔

ایمان والوں کی استقامت :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے خباب! دین کے سلسلے میں بڑی تکلیفیں آتی ہیں تم سے پہلے ایسے لوگ بھی گذرے ہیں کہ ظالموں نے ان کو زمین میں ناف تک گاڑ کر آری کے ساتھ چیر کر دو ٹکڑے کر دیا مگر انھوں نے ایمان نہیں چھوڑا لوہے کی کنگھیوں سے ان کے بدن سے جلد اور گوشت نوچ دیا گیا مگر انھوں نے کلمہ نہیں چھوڑا ایمان کی قوۃ بڑی قوت ہوتی ہے ہم ایمانی لحاظ سے کمزور لوگ ہیں اور بہت ہی کمزور ہیں وہ تکلیفیں جوان حضرات پر آئی ہیں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور ہم چونکہ کمزور لوگ ہیں اس لئے ہم پر اس طرح کے امتحان بھی نہیں آتے اللہ تعالیٰ ہمیں امتحانوں سے محفوظ رکھے خدانخواستہ ہم پر اگر ایسی سختی آ گئی تو ہم برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں وہ لوگ دین میں مضبوط تھے

آخرت کی زندگی کے مقابلے میں اس زندگی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت عبید بن عدی کا عشق رسول اور شہادت :

حضرت عبید ابن عدیؓ تو جوان صحابی تھے مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں لڑتے ہوئے گرفتار ہو گئے مسیلمہ کذاب ہر ایک کا بیان سنتا تھا کہ تو کون ہے کیوں آیا ہے کیوں لڑتا ہے؟ یہ بڑے خوبصورت اور فصیح اللسان تھے بڑی سلجھی ہوئی بات کرتے تھے مسیلمہ کذاب ان کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا کہنے لگا میرے خلاف کیوں لڑنے آئے ہو انھوں نے کہا اس لئے کہ تو نے نبوۃ کا دعوٰی کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعوٰی کرنے والا کافر ہے اور اس کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔ اس نے کہا تم آنحضرت ﷺ کو نبی مانتے ہو فرمایا ہاں میرا تو ایمان ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور خاتم النبین ہیں مسیلمہ کذاب نے کہا کہ میں بھی نبی ہوں حضرت عبیدؓ نے کہا کہ لَا اَسْمَعُ میں یہ لفظ سننے کیلئے تیار نہیں ہوں مسیلمہ نے کہا اَتَسْمَعُ ذَاکَ وَلَا تَسْمَعُ هٰذَا تو نے پہلی بات سن لی ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ بات تو سننے کیلئے تیار نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ میرا ایمان ہے اس لئے میں نے سنی ہے اور یہ میرے ایمان سے خارج ہے اس لئے نہیں سنتا۔ مسیلمہ نے کہا لَاُقَطِّعُکَ اربًا اربًا میں تیرا ایک ایک جوڑ کاٹ کر جدا کر دونگا حضرت عبید نے کہا اَنْتَ وَذَاکَ جو تیرے دل میں آئے کر مسیلمہ کذاب نے ان کے بازو ایک ایک جوڑ سے کاٹے پھر اسی طرح پاؤں ایک ایک جوڑ سے کاٹے اور آخر میں سینے میں نیزہ مار کر شہید کر دیا مگر وہ ایمان سے نہیں پھرے تو ایمان بڑی طاقت ور چیز ہے اور اس کیلئے استقامت بھی

مگر ہم بڑے ضعیف اور کمزور ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکالیف اور امتحانوں سے بچایا ہے۔ اور آئندہ بھی محفوظ رکھے کیونکہ امتحان امتحان ہی ہوتا ہے اس میں قسمت والے کامیاب ہوتے ہیں۔

حلوا خوروں کا عشقِ رسول :

تحریک ختم نبوت میں، میں سنٹرل جیل ملتان میں تھا کیونکہ وہ کئی ضلعوں کی جیل تھی میرے ساتھ میرے استاد مولانا عبدالقدیر صاحب بھی تھے جیل میں تقریباً دو ہزار اخلاقی قیدی تھے اور دو سو سے زائد ہم تحریکی قیدی تھے جن میں علماء، طلباء، وکلاء، تاجر اور عوام تھے جیل کا سپریڈنٹ اسلم خان چھچھ کے علاقے کا رہنے والا اور ہمارے استاد مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کے دیہات کا قریبی تھا ایک دوسرے کو جانتے تھے سیٹی بجی دروازے بند ہو گئے سپاہیوں نے کہا کہ دورہ ہے اس لئے دروازے بند ہو گئے ہیں سپرنٹنڈنٹ آرہا ہے وہ قیدیوں سے حالات پوچھے گا کہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ چنانچہ اسلم خان نے آکر سلام کیا اور پوچھا کہ مولانا کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ مولانا نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہم آرام میں ہیں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ تمہارے ساتھیوں کی طرف سے میرے پاس ایک درخواست آئی ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھیں گے لیکن درس، جمعہ اور تقریر میں بیان نہیں کریں گے لھذا ہمیں جیل سے نکال دو یہ بات کر کے اسلم خان مسکرایا اور کہنے لگا مولانا یہ لوگ کتنے سادہ ہیں ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ مرکزی حکومت کے قیدی ہیں میں کون ہوتا ہوں ان کو نکالنے والا ان کو تو گورنر بھی نہیں نکال سکتا میں تو قیدیوں کا چوکیدار ہوں کہ کتنے قیدی میرے پاس ہیں اور ا

ن کا حال کیا ہے پھر کہنے لگا مولانا میرے پاس دو ہزار سے زیادہ اخلاقی قیدی ہیں کسی نے اتنی کمزوری نہیں دکھائی جتنی تمہارے مولویوں نے دکھائی ہے ہم نے مولانا عبد القدیر صاحبؒ سے کہا کہ حضرت آپ اس سے ان مولویوں کے نام مہیا کریں تاکہ پتا چلے کہ کون کون سے مولوی صاحبان ہیں دو چار دن کے بعد مولانا سپریڈنٹ سے ملے اور کہا کہ وہ جو میرے دوست مولوی حضرات ہیں جنہوں نے درخواست دی ہے ان کے نام مطلوب ہیں وہ کہنے لگا کہ میں امین ہوں بتلا نہیں سکتا مولانا نے فرمایا کہ میں نے ضرور لینے ہیں کیونکہ اس سے سابقہ تعارف تھا اس نے نام بتلا دیئے مولانا نام نوٹ کر کے لائے یقین جانیں سارے حلوہ خور ہی تھے اہل حق میں سے ایک بھی نہیں تھا حالانکہ ہم B- کلاس میں تھے کوئی مشقت نہیں تھی دوسروں کی نسبت کھانا بھی اچھا ملتا تھا اور وہاں ہم پڑھتے پڑھاتے بھی تھے چار سبق میں پڑھاتا تھا ترجمہ موطا امام مالک، حجۃ اللہ البالغہ، نخبۃ الفکر ،ھدایہ وغیرہ کتابوں کے اسباق ہوتے تھے صرف یہ کہ ہم گھر کے افراد سے جدا تھے اور کوئی تکلیف نہیں تھی مگر پھر بھی حلوا خوروں کا یہ حال تھا کہ درخواست لکھ ڈالی۔ چونکہ میں بڑے مجرموں میں سے تھا اس لئے دس ماہ بعد رہا ہوا باقی ساتھی کوئی پانچ ماہ بعد، کوئی چھ ماہ بعد اور کوئی سات ماہ کے بعد رہا ہو گئے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بھائی ہم تو معمولی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے قربانیاں تو ان لوگوں کی ہیں جنہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں ہیں بہر حال ستّر آدمیوں کے انھوں نے ہاتھ کاٹ ڈالے اور سولی پر لٹکایا لیکن کوئی بھی ایمان سے نہ پھرا بلکہ آگے آگے بڑھتے تھے فرعون کا وزیر اعظم گھبرا گیا کہ ان پر تو کوئی اثر نہیں ہے اور اس سے بڑی بدنامی ہوگی اور بہت خوار ہوں گے یہ کہہ

کر باقیوں کو بھیج دیا کہ آج وقت ختم ہو گیا ہے باقیوں کو کل سولی پر لٹکائیں گے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وہ صحابی تھے جو پہلے پہر جادو گر اور پچھلے پہر صحابی ہوئے اتنے امتحان میں بھی ایمان سے نہیں پھرے اس سے آنحضرت ﷺ کے صحابیوں کے ایمان کی مضبوطی کا اندازہ لگاؤ کیونکہ جتنا پیغمبر بلند ہوتا ہے اس کا صحابی بھی اتنا ہی بلند ہوتا ہے۔

رافضیوں کا عقیدہ :

مگر رافضی کیا کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ''ہمہ مرتد گشتند اِلَّا سہ کس یا چہار کس'' کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد ہو گئے سوائے تین یا چار آدمیوں کے سلمان فارسیؓ، حذیفہؓ، عمارؓ وغیرہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ نقل کفر کفر نا باشد) نامکمل تھی استاد کامل ہو تو شاگرد بھی کامل ہوتا ہے اور اگر استاد ناقص ہو تو شاگرد بھی ناقص ہوتا ہے۔ لھذا یاد رکھنا یہ چیز تصور سے بھی باہر ہے جو کچھ رافضیوں نے کہا ہے۔ ہمارا ایمان ہے صحابہ سب کے سب مومن تھے اور مومن ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مہاجرین اور انصار کے متعلق فرمایا ہے اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (پ۱۰) پکی بات ہے کہ وہ سارے مومن ہیں۔ جادوگر جو ایک منٹ کے مومن تھے انھوں نے ایمان نہیں چھوڑا اور یہ ۲۳ سال کے مومن اور شاگرد ہیں آخری پیغمبر ﷺ کے۔ یہ مرتد ہو گئے؟ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم. لھذا نوجوان اس بات کو بھول نہ جائیں۔ آج بہت سے باطل فرقے برساتی مینڈکوں کی طرح پھرتے ہیں اور اتنی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں کہ تم اتنی نہیں کر سکتے لھذا کسی باطل کے پھندے میں نہ آنا۔ تو فرعون لعین نے کہا میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں

گا سولی پر لٹکاؤں گا انھوں نے کہا بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں وَمَاتَنۡقِمُ مِنَّا اور تو نہیں انتقام لیتا ہم سے اِلَّآ اَنۡ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا مگر اس لئے کہ ہم ایمان لائے ہیں اپنے رب کی آیات پر لَمَّا جَآءَتۡنَا جب وہ ہمارے پاس آچکیں رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا اے ہمارے رب! ڈال ہم پر صبر وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ اور وفات دے ہم کو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں جانیں دیں ایمان نہ چھوڑیں وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ کہا جماعت نے فرعون کی قوم سے اَتَذَرُ مُوۡسٰى وَقَوۡمَهٗ تو چھوڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو یعنی بنی اسرائیل کو لِيُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ تاکہ وہ زمین میں فساد مچائیں۔ان جادوگروں کو تو نے قتل کیا ہے موسیٰ اور اس کی قوم کو قتل کروا۔ دل سے فرعون اور ہامان سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں۔ چنانچہ انیسویں پارے میں آتا ہے وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَتۡهَآ اَنۡفُسُهُمۡ (سورۃ النمل) اور انکار کیا انھوں نے اس کا حالانکہ یقین کیا اس کے بارے میں ان کی جانوں نے ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا مگر انکار کیا ظلم اور تکبر کی بنا پر۔ لھذا موسیٰ علیہ السلام پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں تھا وہ سمجھتا تھا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام پر ہاتھ ڈالا تو براہ راست اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاؤں گا اس کی قوم نے یہ مشورہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو قتل کیوں نہیں کرتا وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ اور وہ چھوڑ دیں تجھے اور تیرے معبودوں کو۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ فرعون نے کچھ تصویریں بنا کر لوگوں کو دی ہوئیں تھیں کہ جب میں سامنے ہوں تو مجھے الٰہ سمجھو اور اگر میں سامنے نہ ہوں تو پھر یہ تمہارے الٰہ ہیں قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ کہا فرعون نے ہم ضرور قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑیں گے ان کی عورتوں کو۔

فرعون نے حکومت بچانے کیلئے بچے قتل کروائے :

ایک تو اس وقت قتل کئے تھے جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور نوّے ہزار حمل دیدہ دانستہ گرائے گئے کہ ہوسکتا ہے کہ لڑکا ہو اور ہمارے سامنے قتل کیا جائے اور ہماری ماما اس کو گوارہ نہ کرسکے اکبر الہ آبادی مرحوم ہائی کورٹ کے جج تھے بڑے مُتشَرِّع آدمی تھے انھوں نے طنزیہ انداز میں بہت کچھ کہا ہے اس موقع پر انھوں نے کہا کہ

ع یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ایسے ہی قتل کرکے بدنام ہوا کالج کھول کے بچوں کے ذہن بگاڑ دیتا۔ کالجوں میں عموماً بے دینی ہوتی ہے الا ماشاء اللہ جن کے ماں باپ دیندار ہوں وہ کالجوں میں بھی ٹھیک رہتے ہیں اور جو خالی الذہن ہوتے ہیں وہ بچے کالجوں سے بے دین ہو کر نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔ تو یہ دوبارہ قتل کی وہی سزا تجویز کی کہ ان کے بچوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔ یہ ہمارے مقابلے میں کیا کرسکتے ہیں مزید بحث آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۗ قَالَ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ مدد طلب کرو اللہ تعالیٰ سے وَاصْبِرُوْا اور صبر کرو اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وارث بناتا ہے زمین کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام ہے پرہیز

گاروں کیلئے قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا کہاانھوں نے ہمیں اذیت دی گئی مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا پہلے اس سے کہ آپ ہمارے پاس آئے وَمِنْ بَعْدِمَا جِئْتَنَا اور اس کے بعد کہ تم ہمارے پاس آچکے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے عَسٰی رَبُّکُمْ قریب ہے کہ تمہارا رب اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ ہلاک کردے تمہارے دشمن کو وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ اور تمہیں خلیفہ بنائے زمین میں فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ پھر وہ دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے پکڑا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ آل فرعون کو قحطوں کیساتھ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور پھلوں کی کمی کے ساتھ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں فَاِذَا جَآءَتْھُمُ الْحَسَنَۃُ پس جب آتی ان کے پاس کوئی راحت قَالُوْا لَنَا ھٰذِہٖ کہتے یہ ہمارے لائق ہے وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَیِّئَۃٌ اور اگر پہنچتی کوئی تکلیف یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ تو شگون لیتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ سن لو ان کا شگون اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے جانتے نہیں ہیں وَقَالُوْا مَھْمَا تَاْتِنَا بِہٖ مِنْ اٰیَۃٍ اور کہنے لگے جب بھی تم لاؤ گے ہمارے پاس کوئی نشانی لِّتَسْحَرَنَا بِھَا تاکہ تم ہم پر جادو کرو اس کے ساتھ فَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ پس ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

کل کے سبق میں تم نے سنا کہ فرعون نے ستر جادوگر جو نئے نئے مومن تھے ان

کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکایا کہ تم میری اجازت کے بغیر کیوں ایمان لائے ہو اس پر فرعون کی کابینہ نے کہا کہ تو نے ان کو تو سزا دی ہے اور موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو چھوڑ دیا ہے جبکہ اصل علت تو وہ ہیں اصل سزا کے لائق تو وہ ہیں تو فرعون نے کہا کہ میں ان کو بھی سزا دونگا ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑیں گے ہم ان پر غالب ہیں موسیٰ علیہ السلام کے خاندان نے جب یہ دھمکی سنی تو پریشان ہو گئے کیونکہ وہ ایک دفعہ پہلے یہ سزا بھگت چکے تھے تو ان مظلوموں نے کہا کہ ہمیں پہلے بھی تکلیف دی گئی اور اب آپ کے آنے کے بعد پھر ہمیں تکلیف دی جائے گی۔

صبر کی اہمیت :

قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا مدد حاصل کرو اللہ تعالیٰ سے اور صبر کرو تکالیف پر۔ ایمان بڑی قیمتی شے ہے اور جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کی اتنی ہی قیمت چکانا پڑتی ہے۔ لھذا صبر کرو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وارث بناتا ہے زمین کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ یہ فرعون کا اقتدار عارضی ہے۔ کب تک زندہ رہے گا؟ قَالُوْٓا کہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا ہمیں اذیت دی گئی پہلے اس سے کہ آپ ہمارے پاس آئے۔ حضرت آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں یہ اذیت دی گئی کہ لڑکوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں کو زندہ چھوڑا گیا۔

فرعون کے نجومیوں کی پیشگوئیاں :

جس وقت نجومیوں نے یہ خبر دی تھی کہ تین سالوں کے اندر بنی اسرائیل کے خاندان میں بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب بنے گا فرعون نجومیوں کی بات سن کر بڑا گھبرایا کیونکہ ان کی پیشگوئیاں اکثر سچی ثابت ہوتی تھیں اس نے بنی اسرائیلیوں کے گھروں پر پہرے لگا دیئے عورتیں مقرر کیں، مرد مقرر کیے کہ جہاں کوئی لڑکا پیدا ہو فوراً اطلاع دو چنانچہ جہاں لڑکا پیدا ہوتا فوراً قتل کر دیا جاتا لڑکی پیدا ہوتی چھوڑ دی جاتی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ ظالم نے بارہ ہزار بچے قتل کیے اور علامہ بونیؒ بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں وہ اپنی کتاب شمس المعارف میں لکھتے ہیں کہ ستر ہزار بچے قتل ہوئے بارہ ہزار بھی کوئی کم نہیں ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری نے اس کا حوالہ دیا کہ یہ سزا ہمیں آپ کے آنے سے پہلے بھی دی گئی ہے وَمِنْ بَعْدِمَا جِئْتَنَا اور آپ کے ہمارے پاس آجانے کے بعد بھی یہ سزا ہو تو ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ پہلے بھی ہمارے بچے ہوتے رہے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ نے بچانا تھا بچا لیا اور اس واقعہ کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ فرعون نے اس کیلئے مردوں کے علاوہ عورتوں کی مستقل پولیس بنائی عورتیں آکر گھروں میں عورتوں کی تحقیق کرتی تھیں کہ کون حاملہ ہے اور کون غیر حاملہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السالم کی والدہ ماجدہ کا نام یُوخَابَذُ آتا ہے رحمہا اللہ تعالیٰ اردو والے یو کابد لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ یہ جب امید سے ہوئیں تو دیکھنے والی عورتوں کو شبہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ ان کے پیٹ میں کوئی شے ہے ان کا مکان دریائے نیل کے کنارے تھا موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو بڑی پریشان ہوئیں کہ ابھی کارندے آئیں گے اور اسے ہمارے سامنے قتل کر دیں گے اللہ تعالیٰ کے فرشتے جبرائیلؑ

نے آکر کہا کہ اس بچے کو ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دو اور پرواہ نہ کرنا وَلَاتَخَافِیْ وَلَاتَحْزَنِیْ اور نہ خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو اِنَّارَآدُّوْهُ اِلَیْکِ (قصص) بیشک ہم اس کولوٹا دیں گے تیری طرف وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بنانے والے ہیں اسکو رسولوں میں سے۔ چنانچہ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریا کی لہروں کے سپرد کر دیا یہ صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل کے سامنے پہنچا فرعون کی بیوی کی نگاہ صندوق پر پڑی اس نے نکلوایا وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ اور فرعون کی بیوی پکار اٹھی قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَکَ اے فرعون! یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ فرعون نے کہا یہ بچہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا میری آنکھوں کی نہیں فرعون کے دل میں یہی بات آئی کہ کسی اسرائیلی نے اس بچے کو قتل سے بچانے کیلئے دریا میں بہا دیا ہے لھذا اسے قتل کر دینا چاہئے مگر بیوی نے سفارش کی لَاتَقْتُلُوْهُ اسے قتل نہ کرو یہ تو بڑا پیارا بچہ ہے۔ اب بچے کی رضاعت دودھ پلانے کا مسئلہ درپیش آیا کہ اس کو دودھ کون پلائے شاہی حکم پر بہت سی دودھ پلانے والی عورتوں کو آزمایا گیا مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (قصص) ہم نے اس سے پہلے ہی بچے پر دودھ پلانے والیوں کو ممنوع قرار دے دیا تھا شہر میں مشہور ہوگیا کہ فرعون ایک بچے کی پرورش کرنا چاہتا ہے مگر وہ بچہ کسی عورت کا دودھ پینے کیلئے تیار نہیں ہے تو موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو وہاں پہنچی ہوئی تھی هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَهْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَهٗ لَکُمْ کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسے گھر کے متعلق نہ بتاؤں جو اس بچے کی تمہارے لئے کفالت کریں وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ اور وہ لوگ اس کیلئے خیر خواہ بھی ہونگے۔ فرعون نے اس لڑکی کی بات کو تسلیم کر

لیا اور حکم دیا کہ جس عورت کا پتہ دیتی ہو اس کو حاضر کرو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فوراً بلایا گیا جس وقت والدہ نے اپنی چھاتی کے ساتھ لگایا موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پی لیا تو وہ خوش ہو گئے کہ بچے نے دودھ پی لیا ہے۔ فرعون نے کہا بی بی ہم تجھے تنخواہ بھی دیں گے، خوراک بھی دیں گے، کمرہ بھی دیں گے اور ہر قسم کی سہولت میسر ہوگی تو یہاں رہ اور بچے کو دودھ پلا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ میرا گھر ہے، خاوند ہے، بچے ہیں میں یہاں نہیں رہ سکتی تم نے جو کچھ دینا ہے مجھے دے دو میں اسے اپنے ساتھ گھر لے جاؤں گی۔ بڑے اصرار کے بعد فرعون مان گیا وظیفہ بھی مقرر ہوا اور سہولتیں بھی دی گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ لے کر گھر گئیں سورہ قصص میں ہے فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ پس ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی والدہ کے پاس تاکہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غمگین نہ ہو اور تاکہ وہ جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے۔ اور فرعون نے یہ بھی کہا کہ ہفتہ دس دن کے بعد بچے کو لاکر دکھا جایا کرو تاکہ ہم دیکھیں کہ تو نے بچے کی پرورش صحیح کی ہے بچے کی صحت ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں کافی زمانہ گزر گیا اور کسی کو وہم بھی نہ ہوا کہ بچہ جس بی بی کے گھر ہے اسی کا ہے۔

مثنوی شریف میں ایک اہم واقعہ :

مولانا رومؒ بڑے بلند مرتبے کے بزرگ ہوئے ہیں انھوں نے مثنوی شریف میں کہانی کی شکل میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بڑا مالدار آدمی تھا مکان اس کا بڑا بلند قلعہ کی شکل میں تھا سونا چاندی موتی جواہرات اور قیمتی سامان اس کے گھر میں تھا ڈاکوؤں نے اس کو لوٹنے کا منصوبہ بنایا اور کئی دنوں تک مشورہ کرتے رہے کہ کس طرح

لوٹیں کہ دیواریں بہت بلند ہیں اور دروازے بڑے مضبوط ہیں بالآخر مشورہ یہ طے پایا کہ دن کو جب مکان کے دروازے کھلے ہوتے ہیں ایک آدمی احتیاط سے اندر داخل ہو جائے اور مکان بڑا وسیع ہے کسی کونے میں چھپ کر بیٹھ جائے رات کو جب فلاں ستارہ طلوع ہو تو اندر سے کنٹرول کھول دے ہم باہر سے اندر داخل ہو جائیں گے اور ملکر لوٹ لیں گے چنانچہ مشورے کے مطابق ایک آدمی اندر داخل ہو کر چھپ کر بیٹھ گیا اور مقررہ وقت پر اس نے کنڈی کھول دی آہٹ سے مالک مکان کی آنکھ کھل گئی اس نے فوراً اٹھ کر کنڈی لگا دی اور ڈاکوؤں کا ایجنٹ اندر ہی تھا سحری کے وقت جب وہ گہری نیند سوئے ہوئے تھے اس نے دروازہ کھولا اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں

در بہ بست دزد اندر خانہ بود

حیلہ فرعون زیں افسانہ بود

دروازہ بند کر دیا اور چور گھر کے اندر تھا فرعونؔ کا معاملہ بھی اسی طرح تھا کہ جس سے خطرہ تھا وہ گھر میں پرورش پا رہا ہے، دودھ پلایا جا رہا ہے، والدہ کو تنخواہ دی جا رہی ہے۔ مولانا یہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ہماری توبہ کا بھی یہی حال ہے کہ گناہوں کا چور تو ہمارے سینے میں ہوتا ہے اور زبان سے کہتے ہیں اللہ میری توبہ اللہ میری توبہ بھائی پہلے چور کو تو اندر سے نکالو پھر توبہ کرو تو قوم نے کہا حضرت ہم آپ کے آنے سے پہلے بھی اذیت دیئے گئے اور اب پھر ہمیں وہی اذیت دی جائے گی قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے قریب ہے کہ تمہارا رب اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ اور تمہیں خلیفہ بنائے زمین میں فَیَنْظُرَ کَیْفَ

تَعْمَلُوْنَ پھر وہ دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو۔ضروری نہیں کہ اس کی دھمکی پوری ہوجائے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے ہی ختم کردے سورۃ یونس میں آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون ہامان اور اس کی فوج کو بحر قلزم میں غرق کر دیا اور اس کے یہ سارے ارمان کہ دوبارہ اسرائیلیوں کے بچوں کو ذبح کرے گا اور عورتوں کو زندہ چھوڑے گا دل میں ہی رہ گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نونشانیوں کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ اور البتہ تحقیق پکڑا ہم نے آل فرعون کو قحطوں کیساتھ گناہوں کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قحط سالی میں مبتلا کیا اور عذاب گناہوں کیوجہ سے ہی آتا ہے آج پاکستان اور بھارت میں دھند ہی دھند چھائی ہوئی ہے اور معلوم نہیں کب تک رہتی ہے ہر چیز کا ایک ظاہری سبب ہوتا ہے اور ایک باطنی سبب ہوتا ہے دھند کا ظاہری سبب تو ایٹم بموں کا چلنا ہے کہ بھارت نے بھی تجربہ کیا ہے اور ہم نے بھی تجربہ کیا ہے اور باطنی سبب ہمارے گناہ ہیں مگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کیا وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور پھلوں کی کمی کے ساتھ پکڑا۔ تو پھلوں کا کم ہوجانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے کوئی نہ سمجھے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے اب دیکھو بارشیں نہیں ہورہیں بارانی علاقے کے لوگ روتے ہیں کہ موسم پر بارش ہونی چاہئے تھی نہیں ہورہی اس کا مطلب یہ ہے کہ فصلیں نہیں ہوں گی اور اگر ہوئیں بھی تو کم ہوں گی اس کے باوجود ہمارے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں ہوا لوگ روزے پہلے بھی کھاتے تھے اور اب بھی کھاتے ہیں نمازیں پہلے بھی چھوڑتے تھے اور اب بھی چھوڑتے ہیں برائیاں بھی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ان

کو قحط سالی میں اور پھلوں کی کمی کی سزا اس لئے دی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ تا کہ وہ نصیحت
حاصل کریں فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ پس جب آتی ان کے پاس کوئی راحت، آرام،
بھلائی قَالُوْا کہتے لَنَا هٰذِهٖ یہ ہمارے لائق ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی کوئی
تکلیف يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ تو شگون لیتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں
کے ساتھ۔نحوست اور بد فالی ان پر ڈالتے کوئی راحت پہنچتی تو کہتے ہماری وجہ سے ہے
تکلیف آتی تو کہتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔تَطَيُّرٌ کے لفظی
معنیٰ ہیں پرندہ اُڑانا طیر پرندے کو کہتے ہیں ہزار ہا سال سے یہ غلط نظریہ چلا آرہا ہے کہ
لوگ پرندوں کے ذریعے نیک فالی اور بد فالی لیتے ہیں وہ اس طرح کہ گھروں کے آس
پاس درخت تو ہوتے تھے اور ان پر پرندے بھی ہوتے تھے یہ لوگ جب کوئی کام کرنا
چاہتے تھے تو صبح کو اٹھ کر درخت پر پتھر مارتے اگر پرندہ اڑ کر دائیں طرف جاتا تو کہتے
ہمارا کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف اڑ کر جاتا تو کہتے ہمارا کام نہیں ہوگا سوال یہ ہے
کہ پرندوں کے اڑنے کے ساتھ تمہارے کام کا کیا تعلق ہے؟ وہ پرندہ ہے دائیں طرف
بھی اڑے گا بائیں طرف بھی اڑے گا تو لفظی معنیٰ ہے پرندے کا اُڑانا اور لازمی معنیٰ ہے
نحوست اور بد فالی حاصل کرنا۔فرمایا اَلَآ خبردار اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ ان کا شگون اللہ
تعالیٰ کے پاس ہے۔نحوست اور بد فالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ان کے اعمال کی وجہ
سے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے جانتے نہیں ہیں کہ ہمارا بھی کوئی
قصور ہے وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ اور کہنے لگے جب بھی تم لاؤ گے ہمارے پاس کوئی
نشانی لِّتَسْحَرَنَا بِهَا تا کہ تم ہم پر جادو کرو اس کے ساتھ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ پس

ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔نشانیاں گذر چکی ہیں ایک عصا والی کہ وہ اژدھا بن گیا اور دوسری نشانی یہ کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو سورج کی طرح چمکتا تھا اور تیسری نشانی قحط سالی اور چوتھی نشانی پھلوں کی کمی باقی نشانیوں کا ذکر اسی صفحے کے آخر میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ ۔عموماً وہ لوگ نشانیوں اور معجزات کو جادو کے ساتھ تعبیر کرتے تھے اور اپنی ضد پر اڑے رہے۔اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰۤی اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ○

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ پس بھیجا ہم نے ان پر طوفان وَالْجَرَادَ اور ٹڈی دل وَالْقُمَّلَ اور جوئیں وَالضَّفَادِعَ اور مینڈک وَالدَّمَ اور خون اٰیٰتٍ

مُّفَصَّلٰتٍ یہ کھلے کھلے معجزے تھے فَاسْتَکْبَرُوْا پس انھوں نے تکبر کیا

وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ اور وہ مجرم قوم تھی وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ اور جس

وقت واقع ہوا ان پر عذاب قَالُوْا کہا انھوں نے یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا اے موسیٰ علیہ

السلام دعا کر ہمارے لئے رَبَّکَ اپنے رب سے بِمَا عَهِدَ عِنْدَکَ جو کچھ اس

نے تمہارے ساتھ عہد کر رکھا ہے لَئِنْ کَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ البتہ اگر تو دور کر

دے ہم سے عذاب لَنُؤْمِنَنَّ لَکَ تو ہم ضرور ایمان لائیں گے تجھ پر وَ

لَنُرْسِلَنَّ مَعَکَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی

اسرائیل کو فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ پس جب دور کر دیا ہم نے ان سے

عذاب اِلٰٓی اَجَلٍ ایک مدت تک هُمْ بٰالِغُوْهُ جس کو وہ پہنچنے والے تھے اِذَا هُمْ

یَنْکُثُوْنَ اچانک وہ عہد کو توڑتے تھے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام

لیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ پس ہم نے ان کو غرق کر دیا دریا میں بِاَنَّهُمْ کَذَّبُوْا

بِاٰیٰتِنَا اس وجہ سے کہ انھوں نے جھٹلایا ہماری ایتوں کو وَکَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ اور وہ

ان نشانیوں سے غافل تھے وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ اور ہم نے وارث بنایا اس قوم

کو کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ جو کمزور سمجھے جاتے تھے مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

اس زمین کے مشرق اور مغرب کے اطراف میں الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا جس زمین

میں ہم نے برکتیں ڈالی تھیں وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی اور پوری ہوگئی

تیرے رب کی بات اچھی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل پر بِمَا

صَبَرُوْا اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا وَدَمَّرْنَا اور ہم نے ملیامیٹ کر دیا مَا کَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُہٗ اس چیز کو جو فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی وَمَا کَانُوْا یَعْرِشُوْنَ اور جس کو وہ اوپر چڑھاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا فرمائے تسع ایات کا لفظ سورۃ بنی اسرائیل میں بھی ہے اور سورۃ نمل میں بھی ہے ایک نشانی اور معجزہ عصا کا سانپ بن جانا تھا اور دوسرا معجزہ ہاتھ کا گریبان میں ڈال کر نکالنا اور اس کا سورج کی طرح چمکنا تھا تیسری نشانی فرعونیوں کو قحط سالی میں مبتلا کرنا کہ بارشیں رک گئیں زمین سے فصلیں نہ ہوئیں اور پھلوں کی کمی قاضی بیضاویؒ اور حضرت تھانویؒ کے بیان کے مطابق قحط سالی تیسری نشانی تھی اور پھلوں کی کمی جدا نشانی تھی یعنی چوتھی نشانی تھی جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ قحط سالی اور پھلوں کی کمی دونوں ایک نشانی تھی قحط سالی کی وجہ نے پھل کم پیدا ہوئے۔ تو ان کے بیان کے مطابق تین نشانیاں یہ ہوئیں چوتھی نشانی فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ پس بھیجا ہم نے ان پر طوفان۔ امام بخاریؒ معنی کرتے ہیں اَلْمَوْتُ الْکَثِیْرُ ان پر ایسی بیماری مسلط کی مثلاً طاعون وغیرہ کہ تھوڑے سے وقت میں بے شمار لوگ فوت ہو گئے جبکہ امام رازیؒ طوفان سے سیلاب مراد لیتے ہیں کہ ان پر سیلاب آیا کہ جس سے وہ تباہ و برباد ہوئے جبکہ خازن وغیرہ میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان ہوا کی شکل میں مسلط فرمایا جس طرح قوم عاد پر سخت اور تند ہوا مسلط کی گئی اس میں بے شمار لوگ ختم ہو گئے پانچویں نشانی وَالْجَرَادَ اور ٹڈی دل۔ مکڑی مکڑیوں کے لشکر بھیجے اس نے درختوں، کھیتوں، سبزیوں کو اس طرح کھا کر صاف کیا کہ کوئی درخت تو کیا گھاس بھی نظر نہیں آتا تھا جسطرح

ہم پر دھند کا عذاب مسلط ہے جو ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے بہت کم ہیں لوگ ان چیزوں کو اسباب طبعی پر محمول کرتے ہیں بیشک اسباب طبعی بھی ہوتے ہیں لیکن بڑا سبب بداعمالی ہے۔ چھٹی نشانی وَالْقُمَّلَ قمل کا معنیٰ جوئیں کرتے ہیں جو بدن کو میلا کچیلا رکھنے سے بدن میں پیدا ہوتیں ہیں اور اگر بدن کو صاف ستھرا رکھا جائے اور کپڑوں کو بھی تو پیدا نہیں ہوتیں اللہ تعالیٰ نے بطور سزا کے ان کے بدن میں جوئیں پیدا فرمادیں ایک مارتے چار اور چمٹ جاتیں خارش کرتے رہتے تھے نہ دن کو آرام نہ رات کو بعض حضرات نے قمل کا معنیٰ سُسری کا کیا ہے گندم کو جو گھن لگ جاتا ہے چاولوں میں پڑ جاتی ہے۔ ایسا عذاب مسلط کیا کہ ان کے دانوں اور کپڑوں کو گھن کھا جاتا۔ ساتویں نشانی وَالضَّفَادِعَ اور مینڈک اس کثرت سے تھے کہ جہاں بیٹھتے وہاں مینڈک۔ کھانے میں مینڈک پڑ جاتے منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں چھلانگ لگا کر داخل ہو جاتا اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا اور نشانی وَالدَّمَ اور خون۔ ان کا کھانا اور پانی خون کی شکل اختیار کر جاتا وہ لوگ کھانا بڑا عمدہ پکاتے ہلدی کی جگہ زعفران استعمال کرتے کھانا تیار ہوتا خون بن جاتا صاف ستھرا دودھ لاتے پینے کا ارادہ کرتے خون بن جاتا ہر قسم کا کھانا خون کی شکل اختیار کر جاتا ہم غریب لوگ ہلدی استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں ضرور کوئی نہ کوئی فائدہ رکھا ہے۔ ہلدی میں اللہ تعالیٰ نے پٹھوں کو جوڑنے کا اثر رکھا ہے اور زخموں کو ملانے کا اثر بھی اس میں رکھا ہے۔ پہلے حکیم کثرت سے ہلدی استعمال کراتے تھے تاکہ پھیپھڑوں کے زخم مل جائیں بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ خون میں اتنا جوش پیدا ہو گیا کہ وہ سوبھی نہیں سکتے تھے جس کو آج کل بلڈ پریشر کہتے ہیں اس سے ان کے ہوش

حواس اڑ جاتے تھے یہ آٹھ نشانیاں ہوگئیں اور نویں نشانی کا ذکر سورۃ یونس میں آتا ہے طَمِسْ اَمْوَالُ کہ ان کے سونا، چاندی، ہیرے پتھروں کی شکل میں کردیئے جس سے ان کی کوئی قیمت نہ رہی۔ فرمایا اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ یہ کھلے کھلے معجزے تھے۔ اور معنٰی بھی کرتے ہیں کہ یہ نشانیاں فاصلے فاصلے سے آئیں وقفے وقفے سے ایک نشانی آئی پھر کچھ دنوں کے وقفے کے بعد دوسری آئی پھر کچھ وقفے کے بعد تیسری آئی یعنی دفعۃً اکٹھی نہیں آئیں فَاسْتَكْبَرُوْا پس انھوں نے تکبر کیا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ اور وہ مجرم قوم تھی نہ مانا انھوں نے وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ اور جس وقت واقع ہوا ان پر عذاب قَالُوْا کہا انھوں نے......

قومِ موسیٰ علیہ السلام کا مطالبۂ دعا :

يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ اے موسیٰ علیہ السلام دعا کر اپنے رب سے ہمارے لئے بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ جو کچھ اس نے تمہارے ساتھ عہد کر رکھا ہے۔ اپنے رب کو پکارو وہ ہماری تکلیف دور کردے لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ البتہ اگر تو نے دور کردیا ہم سے عذاب لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ تو ہم ضرور ایمان لائیں گے تجھ پر وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ پہلے بات بیان ہو چکی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی کابینہ کے سامنے توحید، رسالت اور قیامت کے اصولی مسائل بیان کرنے کے بعد بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا کہ ان کو جو تو نے غلام بنا رکھا ہے ان سے بیگار لیتا ہے اور دیتا کچھ نہیں ہے ان کو آزاد کر میں انکو اپنے آبائی علاقہ کنعان، شام، فلسطین لے جانا چاہتا ہوں۔ تو جب رب تعالیٰ کا عذاب

آیا تو انھوں نے کہا کہ تو اپنے رب سے دعا کر یہ عذاب ہم سے ٹل جائے تو تجھ پر ایمان بھی لائیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی آزاد کر کے تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ پس جب دور کر دیا ہم نے ان سے عذاب اِلٰی اَجَلٍ ایک مدت تک هُمْ بَالِغُوْهُ جس کو وہ پہنچنے والے تھے اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ اچانک وہ عہد کو توڑتے تھے۔ جیسے ہمارے لیڈر اور حکمران ووٹوں کے دنوں میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام نافذ کریں گے خلافت راشدہ کا نظام قائم کریں گے وقت گزرنے کے بعد بھول کر بھی نام نہیں لیتے لوگوں کو دھوکہ دے کر برسر اقتدار آجاتے ہیں اور وعدہ کوئی بھی پورا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام لیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ پس ہم نے ان کو بحر شور میں غرق کر دیا۔ یہاں اجمال ہے اور سورۃ طٰہٰ میں اسکی تفصیل ہے۔

حضرت موسیٰ کا اپنی قوم کو نکالنا:

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اور البتہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ کہ رات کے وقت میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ یہ تمہیں آزادی نہیں دیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ یہ خفیہ پروگرام تیار کیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے چل پڑے فرعون کو بھی پتہ چل گیا کہ یہ سارے چلے گئے ہیں پریشانی ہوئی کہ ہم مفت میں کھاتے تھے یہ ہمارے غلام کام کرتے تھے زمینوں کو کاشت وہ کرتے تھے ہمارے جانوروں کو سنبھالتے تھے وغیرہ اب ہم کیا کریں گے یقین جانو اگر مزدور طبقہ نہ ہو تو نہ کوئی کام ہو اور نہ کوئی عمارت بنے

مزدور مجبور ہیں نظام چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ ایک کو پیسے دیئے اور دوسرے کو قوت بدنی دی سب کام چل رہا ہے۔اگر مزدور نہ ہوں تو پیسوں کا کوئی کیا کرے گا تو فرعونی کافی پریشان ہوئے کہ یہ ہماری رعایا ہوکر ہماری اجازت کے بغیر جارہے ہیں ہنگامی طور پر اعلان کر دیا کہ ان کا پیچھا کرو عوام اور فوج کو لے کر پیچھے چل پڑا۔انھوں نے فلسطین جانا تھا راستے میں بحر قلزم تھا مرد بھی تھے عورتیں بھی تھیں بوڑھے اور بچے بھی تھے کشتی کسی کے پاس نہیں تھی مُشْرِقِیْن کا لفظ آتا ہے اشراق کا معنیٰ ہے سورج کا چمکنا جب سورج کے چمکنے کا وقت آیا پیچھے سے فرعون کی فوجیں پہنچ گئیں لوگ گھبرا گئے کہنے لگے اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ہم پکڑے گئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ہرگز نہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرے ساتھ میرا رب ہے وہ میری راہنمائی کرے گا جس وقت بحر قلزم پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا بحر قلزم پر اپنی لاٹھی مارو خشک راستے بن جائیں گے بنی اسرائیل کے بارہ خاندان تھے اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جس کا معنیٰ عبد اللہ ہے ان کے بارہ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی بیٹوں میں ایک حضرت یوسفؑ بھی تھے جو بعد میں نبی بنے تو بارہ بیٹوں کی نسل بارہ خاندان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بارہ راستے بنادیئے ہر خاندان کیلئے الگ الگ راستہ جب یہ لوگ دریا کراس کر کے دوسری جانب جا پہنچے تو فرعون ،ہامان اور ان کی فوج بھی دریا کے کنارے آپہنچی بعض فوجی افسروں نے مشورہ دیا کہ چلو اب یہ نکل گئے ہیں ہمیں ان کا پیچھا نہیں کرنا چاہیئے۔فرعون بڑا جابر، ظالم اور موذی خبیث تھا کہنے لگا نہیں اور اپنے وزیر اعظم ہامان کو کہا تم آگے چلو تمہارے پیچھے فوج اور میں پیچھے ہوں گا تا کہ کوئی پیچھے نہ رہے۔جب وہ سارے ان راستوں پر چڑھ گئے جن

پر بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ تم اپنی روانیوں کیساتھ چل پڑو وہ چل پڑا تو وہ وہاں سے سیدھے جہنم رسید ہوئے غرق ہوتے وقت فرعون نے بڑا واویلا کیا کہنے لگا اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ایمان لایا میں رب العالمین پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا۔ بندے پر جب نزع کی حالت طاری ہو جائے تو پھر ایمان قبول نہیں ہوتا نہ ہی توبہ قبول ہوتی ہے۔ جبرائیلؑ نے گارا اٹھا کر فرعون کے منہ میں ڈالا کہ پروردگار کو کہیں اس پر رحم نہ آجائے اس کا منہ بند ہو گیا اور غرق ہو گیا۔

عبرت کیلئے فرعون کے جسم کا محفوظ ہونا :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ ہو جائے تو پچھلوں کیلئے نشانی۔ عام مفسرین رحمھم اللہ تعالیٰ تو نُنَجِّیْکَ کا معنی نجات کرتے ہیں اور امام بخاریؒ نُلْقِیْکَ عَلٰی نَجْوَةِ الْبَحْرِ کرتے ہیں ہم تجھے دریا کے کنارے ڈالیں گے نَجْوَة کا معنی کنارہ۔ جب اس کو اللہ تعالیٰ نے کنارے پر ڈالا تو مشکیزہ بنا ہوا تھا منہ اور ناک سے پانی بہہ رہا تھا اور نہ جانے کہاں کہاں سے بہہ رہا تھا۔ آج تک فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہے اس کے علاوہ اور فرعونوں کی لاشیں بھی پڑی ہیں۔ خدا کی شان کیا انجام ہوا ایک وہ وقت تھا کہ کہتا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ میں اپنے علاوہ تمہارے لئے کسی کو الٰہ نہیں جانتا۔ آج اس کا عجیب نقشہ بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اس وجہ سے کہ وہ جھٹلاتے تھے ہماری

آیتوں کو وَ کَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ اور وہ ان نشانیوں سے غافل تھے کسی نشانی کی طرف انھوں نے توجہ نہیں کی وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا اور وارث بنایا ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشرق اور مغرب کے اطراف میں الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا جس زمین میں ہم نے برکتیں ڈالی تھیں۔ مشہور تفسیر معالم التنزیل میں علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ وہ مصر کی زمین کے وارث بنے مگر اپنے دور میں، فوراً نہیں، اگرچہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ جس وقت فرعون غرق ہو گیا تو بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ واپس جا کر زمینوں پر قابض ہو گئے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ اپنے دور میں مصر کی زمین کے وارث بنے مشرقی اطراف کے بھی اور مغربی اطراف کے بھی مصر میں ظاہری برکتیں بھی تھیں اور باطنی بھی۔ ظاہری یہ کہ زرخیز علاقہ ہے پیداوار بہت ہوتی ہے اور باطنی اس لئے کہ حضرت یوسفؑ مصر میں آئے، حضرت یعقوبؑ مصر میں آئے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور نیک بندے آئے اور جہاں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کا قدم پڑ جائے وہ جگہ برکت والی ہو جاتی ہے۔ اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ برکت والی زمین سے شام کا علاقہ مراد ہے۔ اس وقت شام کنعان کا علاقہ ایک ہی ہوتا تھا انگریز اور ظالم قوتوں نے اس کو علیحدہ علیحدہ کر دیا کہ یہ اکٹھے نہ ہو سکیں اور اس وقت حالت یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ صلح ہو سکتی ہے مگر اردن، لبنان، فلسطین کی آپس میں صلح نہیں ہو سکتی دشمن نے ان کے اتنے ذہن بگاڑ دیئے ہیں اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کے گھروں میں یہودی اور عیسائی لڑکیاں ہیں یاسر عرفات کے نکاح میں بھی عیسائی عورت ہے۔ ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ قطعاً کسی قسم کی توقع نہیں کی جا سکتی یہ

کافروں کے ایجنٹ ہیں اور شام کے علاقہ میں ظاہری طور پر بھی برکتیں ہیں بڑا زرخیز علاقہ ہے۔پانی صاف ستھرا بڑے پھل وہاں پیدا ہوتے ہیں اور لوگ بڑے خوشحال ہیں اور باطنی لحاظ سے بے شمار پیغمبر وہاں تشریف لائے اور بے شمار پیغمبروں کی قبریں وہاں موجود ہیں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى اور پوری ہوگئی تیرے رب کی بات اچھی جو اس نے اچھا فیصلہ کیا تھا عَلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل پر۔کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ تم اگر ایمان پر قائم رہے تو ہم تمہیں برکت والی زمین کا وارث بنائیں گے بِمَا صَبَرُوْا اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ اور ہم نے ملیامیٹ کر دیا اس چیز کو جو فرعون اور اس کی قوم نے بنائی تھی منصوبے وغیرہ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ اور جس کو وہ اوپر اٹھاتے تھے۔یعنی اپنے منصوبوں کی جو چھت بناتے تھے مکان کی چھت نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے اپنے منصوبوں کی جو عمارتیں کھڑی کی تھیں ہم نے ان کو برباد کر دیا اور مظلوموں کی مدد کی اور ان سے نجات دلائی۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ○

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ اور ہم نے پار کردیا بنی اسرائیل کو دریا سے فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ پس وہ آئے ایک قوم کے پاس یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ جو جھکی ہوئی تھی اپنے بتوں پر قَالُوْا یٰمُوْسَی کہا انھوں اے موسیٰ علیہ السلام اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا آپ بنادیں ہمارے لئے بھی الٰہ کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جیسے ان کیلئے الٰہ ہیں قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ فرمایا بیشک تم جاہل قوم ہو اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ بیشک یہ لوگ ہیں ہلاک ہونے والے مَّا هُمْ فِیْهِ وہ چیز جس میں یہ مبتلا ہیں وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور باطل ہے وہ جو یہ عمل کررہے ہیں قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ

اِلٰهًا فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں تمہارے لئے الٰہ وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ حالانکہ اُس نے تمہیں فضیلت دی ہے تمام جہان والوں پر وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور جس وقت ہم نے نجات دی تم کو فرعونیوں سے يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ چکھاتے تھے تم کو بُرا عذاب يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ اور اس بات میں تمہارے لئے آزمائش تھی مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

پیچھے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر چلا آرہا ہے۔ کل تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یکے بعد دیگرے نو معجزے عطا فرمائے تھے لیکن انھوں نے اس سے کوئی عبرت حاصل نہ کی بلکہ جب بھی کوئی تکلیف آئی تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھاگ کر آتے کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کریں یہ دور ہو جائے تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے مگر جب وہ تکلیف دور ہو جاتی تو اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ اسی وقت عہد شکنی کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کو بحر قلزم میں غرق کر دیا وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ اور ہم نے پار کر دیا بنی اسرائیل کو دریا سے۔ اللہ تعالیٰ نے بحر قلزم کو پھاڑ کر خشک رستے بنا دیئے بنی اسرائیلی نکل گئے فرعون، ہامان اور ان کی فوجیں تعاقب کیلئے پیچھے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ چل پڑ وہ چل پڑا تو یہ سارے غرق ہو گئے فرعون کی لاش کو اللہ تعالیٰ نے کنارے پر ڈال دیا تاکہ آنے والوں کیلئے نشانی رہے۔ بنی اسرائیلی بحر قلزم کو پار کر کے آگے گئے تو وادی تیہ جس کو آج کل جغرافیہ میں وادی سینائی کہتے ہیں جسکی لمبائی

چھتیس، ۳۶ میل اور اور چوڑائی چوبیس ،۲۴ میل ہے اور سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے اس سے پہلے کچھ آبادیاں تھیں تفسیروں میں ایک شہر کا نام قَنِّسرِین آتا ہے یہ شہر وادی تیہ سے کچھ نیچے ہے۔ جب وہاں پہنچے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَّهُمْ پس وہ آئے ایک قوم کے پاس جو جھکی ہوئی تھی اپنے بتوں پر ۔ یہ کنعانی لوگ بت پرست تھے اور یاد رکھنا کہ بت محض پتھر کا نام نہیں ہوتا بہت سارے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں بت دراصل کسی بزرگ شخصیت کا نمونہ ہوتا ہے آپ حضرات میں جو پرانے بزرگ ہیں انھوں نے دیکھا ہوگا کہ ہندو ایک من کی لکڑی اٹھا کر لاتے اس کو تیسے کیساتھ چھیلتے جب وہ پانچ کلو رہ جاتی اور اس پر رام چندر کا یا کرشن جی کا نمونہ بن جاتا تو پھر اس کی وہ پوجا کرتے پتھر اور لکڑی کی اگر پوجا ہوتی تو جب وہ ایک من کی تھی اس وقت اس کو پوجتے۔ تو یاد رکھنا کسی قوم نے محض پتھر یا لکڑی کی پوجا نہیں کی پوجا اس وقت کی جب وہ کسی بزرگ کی شکل پر ڈھل گئی تو اصل پوجا اس بزرگ کی ہوئی جس کی شکل پر اس کو بنایا گیا اسی طرح کسی درخت یا دریا کی پوجا محض درخت یا دریا کی حیثیت سے نہیں کی گئی بلکہ اس درخت کی پوجا کی گئی کہ جس کے سائے میں ان کا کوئی بزرگ بیٹھا یا جس دریا سے کسی بزرگ نے وضو یا غسل کیا تو اس وجہ سے اس درخت اور دریا کو متبرک سمجھ کر پوجا کی گئی۔

صلح حدیبیہ کا مختصر پس منظر :

قرآن پاک سورۃ الفتح میں ایک درخت کا ذکر ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ ۲۶) البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے جبکہ وہ بیعت کر رہے تھے آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔ یہ کیکر کا

درخت تھا حدیبیہ کے مقام پر آج کل اس جگہ کا نام شُمَیْسَۃ ہے مکہ مکرمہ سے چھ میل کے فاصلے پر آج کل حدودِ مکہ مکرمہ میں داخل ہوچکی ہے اس بیعت کا پس منظر یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان ؓ کو اپنا سفیر بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا کہ ان کو بتاؤ کہ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں لڑنے کیلئے نہیں آئے قریش مکہ نے ان کو قید کرلیا اور پھر خبر مشہور ہوگئی کہ ان کو شہید کردیا گیا ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ قید ہوئے تھے شہید نہیں ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان کا انتقام لیں گے اس لئے آپ نے بیعت لی تھی اب وہ درخت درجے والا ہوگیا کہ جس کے نیچے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے افضل ترین شخصیت تشریف فرما ہوئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام امتوں میں سے افضل ترین امت آپ ﷺ کی امت ہے۔جن میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ بھی موجود ہیں تو پندرہ سو صحابہ ؓ بھی وہاں موجود ہیں تو وہ درخت کتنا متبرک ہوگیا لوگ اس درخت کے نیچے اہتمام کے ساتھ آکر بیٹھتے تھے کہ یہاں آنحضرت ﷺ نے بیعت لی تھی جب حضرت عمر ؓ کو علم ہوا تو انھوں نے فوجی بھیج کر اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکوادیا کہ اس زمانے کے لوگ تو سمجھ دار ہیں محض تبرک کیلئے بیٹھتے ہیں اور آئندہ نادان قسم کے لوگ اس کی پوجا شروع کردیں گے اسلئے انھوں نے ایسا کیا۔لھذا یاد رکھنا محض پتھر،درخت کی کبھی پوجا نہیں ہوئی ہاں جب اس کی کسی بزرگ کے ساتھ نسبت ہوگئی تو لوگوں نے اس کی پوجا شروع کردی اور جس لکڑی یا پتھر پر کسی بزرگ شخصیت کی تصویر بنائی جاتی ہے اس کو صنم کہتے ہیں اور صنم کی تعریف کرتے ہیں اَلَّذِیْ یَتَّخِذُ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالنُّحَاسِ وَالْمَدَرِ وَالْخَشَبِ عَلَی الْاِنْسَانِ عربی میں صنم اس چیز کو کہتے

ہیں جو بنایا جائے سونے سے اور چاندی سے یا لوہے سے یا پیتل سے، تانبے سے اور مٹی سے یا لکڑی کا ہو انسان کی شکل پر اور وَثَن بھی اسی کو کہتے ہیں جسطرح آجکل تصویریں ہیں لوگوں نے اپنے دوستوں کی فوٹوز جیب میں رکھی ہوئیں ہیں تو اس کاغذ کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے اصل وہ تصویر ہے جو اس کے اوپر بنی ہوئی ہے۔ تو وہ لوگ ان بتوں کے سامنے جو انھوں نے اپنے پیشواؤں کے نام پر بنائے ہوئے تھے، جھکے ہوئے تھے قَالُوْا يٰمُوْسَى موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں مخلص اور پکے ساتھی بھی اور کچے بھی تھے اور ہر زمانے میں کچے پکے ہوتے ہیں تو جو کچے تھے انھوں نے کہا اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ آپ بنادیں ہمارے لئے بھی الٰہ جیسے ان کیلئے الٰہ ہیں کہ ہمیں ہمارے الٰہ نظر آئیں قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ بیشک تم بڑی جاہل قوم ہو کہ تم ان جاہلوں کیساتھ مشابہت کرتے ہو اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بیشک یہ لوگ ہیں مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ ہلاک ہونے والے وہ چیز جس چیز میں یہ مبتلا ہیں وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور باطل ہے وہ کاروائی جو یہ کررہے ہیں۔ ایسے مشرک دنیا میں بھی خسارے میں اور آخرت میں بھی خسارے میں ہیں تو جو کچے لوگ تھے انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں ایسے خدا بنا دے۔ سارے کچے نہیں تھے، صحیح بھی تھے اور ایسے ہی کچے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (پ ۶، مائدہ) پس جا تو اور تیرا پروردگار دونوں جا کر لڑو بیشک ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں۔ یہ انھوں نے اس وقت کہا تھا جب وادی تیہ میں پہنچنے کے بعد اللہ

تعالیٰ نے ان کو عمالقہ قوم کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تھا، کہ وہ تو بڑی سخت قوم ہے ہم ان کے ساتھ لڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک وہ علاقہ ان پر ممنوع قرار دے دیا ایسی قوم کو تو فوراً سزا ملنی چاہئے تھی مگر اللہ تعالیٰ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن ہے۔ وہ کافروں کو بھی رزق اور اولاد دیتا ہے، مال بھی دیتا ہے، بہت کچھ دیتا ہے ان لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی کہ وادی تیہ میں سایہ کوئی نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے سائے کا انتظام کیا۔ فرمایا وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ اور ہم نے سایہ کیا تم پر بادلوں کا۔ جونہی سورج چڑھتا بادل ان کے سر پر آجاتا رات ہوتی بادل صاف ہوجاتا اور وہاں خوراک کا کوئی انتظام نہیں تھا وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اللہ تعالیٰ نے من اور سلویٰ نازل فرمایا پانی کی دقت تھی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی کو پتھر پر مار فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ وہ بارہ خاندان تھے ہر خاندان کا الگ چشمہ تھا تو کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں بھی ایسے الٰہ بنا دے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں تمہارے لئے الٰہ۔ الٰہ کے معنیٰ معبود مسجود، اُو جاہلو! کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود، مسجود، عالم الغیب، حاظر ناظر، مختار کل، فریادرس، مشکل کشا، دستگیر، مُقَنِّن (قانون بنانے والا) حاکم تلاش کروں وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ حالانکہ اُس نے تمہیں فضیلت دی ہے تمام جہان والوں پر۔ حضرت یعقوبؑ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی تک چار ہزار پیغمبر اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں بھیجے کسی قوم میں ایک نبی آجائے تو اس قوم کا سر آسمان کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ عرب میں حضرت اسماعیلؑ کے بعد صرف ایک پیغمبر آئے ہیں حضرت محمد رسول

اللہ ﷺ اور اب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔اور جو اس کو مانے وہ بھی کافر ہے اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔جھوٹے نبی دنیا میں بڑے پیدا ہوئے ہیں مرزا قادیانی بھی انہیں میں سے ہے۔اس وقت بھی قادیانیوں نے یورپ میں فتنہ کھڑا کیا ہوا ہے مسلمانوں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ دو چار زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر دیں ۔قادیانیوں نے ۷۲ بہتر زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اپنی مرضی کے مطابق ۔نوجوانو یاد رکھنا! ہمیں کسی باطل فرقے سے چاہے وہ قادیانی ہو یا کوئی اور ہو کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔نہ زمین کا جھگڑا ہے نہ رشتے کا اور نہ پرنالے کا، باطل فرقوں کا ذکر ہم اس لئے کرتے ہیں کہ تم کسی فتنے کا شکار نہ ہو جاؤ اور اپنے ایمان کو برباد نہ کر بیٹھو۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور جس وقت ہم نے نجات دی تم کو فرعونیوں سے یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ چکھاتے تھے تم کو برا عذاب۔وہ کیا تھا یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور اس میں تمہارے لئے آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی۔فرعونیوں نے ایسا اس لئے کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے زمانے میں ایک بہت بڑا علم نجوم کا ماہر تھا اور اس کی اکثر پیشنگوئیاں سچی ثابت ہوتی تھیں اس نے فرعون، ہامان اور ان کی کابینہ کو یہ بتایا کہ دو تین سالوں میں بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کے زوال کا سبب بنے گا۔فرعون، ہامان نے اس کی پیش گوئی پر یقین کیا اور بنی اسرائیل

کے گھروں پر پہرے لگادیئے اور جو بی بی بھی حاملہ ہوتی تھی اس کا باقاعدہ ریکارڈ ہوتا تھا پھر اگر بچہ پیدا ہوتا تو ماں کے سامنے ذبح کردیا جاتا تھا اور عورت کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اس طرح فرعون کے حکم سے بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور علامہ بونی ؒ کے قول کے مطابق ستر ہزار بچے قتل ہوئے مگر بارہ ہزار بھی کوئی کم نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ اس بچے کو فرعون کے گھر میں پال کر دکھایا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً تیس راتوں کا وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ اور پورا کیا ہم نے ان کو دس کے ساتھ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً پس پوری ہوگئی اس کے پروردگار کی مدت چالیس راتیں وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام

کو اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ تم میرے خلیفہ ہو میری قوم میں وَاَصْلِحْ اور اصلاح کرتے رہنا
وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ اور پیروی نہ کرنا فساد مچانے والوں کے راستے کی
وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کے
وقت پر وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور کلام کیا ان کے ساتھ ان کے رب نے قَالَ کہا موسیٰ
علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے میرے رب تو مجھے اپنا دیدار کرا
میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ
سکو گے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اور لیکن دیکھ تو پہاڑ کی طرف فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَکَانَهٗ پس وہ اگر قائم رہا اپنی جگہ پر فَسَوْفَ تَرٰنِیْ تو پھر قریب ہے تو مجھے دیکھ
سکے گا فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پس جس وقت تجلی ڈالی اس کے پروردگار نے
پہاڑ پر جَعَلَهٗ دَکًّا تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا اور گر پڑے
موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر فَلَمَّآ اَفَاقَ پس جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں
آئے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے سُبْحٰنَکَ تیری ذات پاک ہے تُبْتُ
اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مومنوں
میں سے پہلا ہوں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی
النَّاسِ اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میں نے تمہیں منتخب کیا ہے لوگوں پر
بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ اپنے پیغام کے ساتھ اور اپنے کلام کے ساتھ فَخُذْ
مَآ اٰتَیْتُکَ پس پکڑ تو وہ چیز جو میں نے تجھے دی ہے وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ اور

ہو جاؤتم شکرادا کرنے والوں میں سے۔

آل فرعون بحر قلزم میں غرق ہوگئی اور بنی اسرائیل بحر قلزم پار کر کے وادی تیہ میں پہنچے تو کہنے لگے حضرت جب ہم مصر میں تھے تو فرعونیوں کے غلام تھے اور انہیں کا قانون چلتا تھا اور اب ہم آزاد قوم ہیں اور کوئی قوم بھی بغیر قانون کے وقت نہیں گزار سکتی اور زندہ رہ سکتی آپ ہمیں پروردگار سے کوئی قانون لا کر دیں۔ کیونکہ کہ اگر معاملہ آدمیوں پر چھوڑا جائے تو کوئی کہے گا کہ میری رائے ٹھیک ہے اور کوئی کہے گا میری رائے ٹھیک ہے۔ فتنہ فساد برپا ہوگا لہذا سب کیلئے ایک قانون ہونا چاہئے جس کے مطابق ہم زندگی بسر کریں۔ اور اصول بھی یہی ہے کہ رب تعالیٰ کی زمین پر رب تعالیٰ کا قانون نافذ ہونا چاہئے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (پ، ۷) حکم صرف اللہ تعالیٰ کا کیونکہ بندے جب قانون بنائیں گے تو اپنے مفادات کو سامنے رکھ کر بنائیں گے اور یہ بات سب کے سامنے ہے کہ جب کافر ظالم غنڈے غالب آجاتے ہے تو وہ اپنا قانون بناتے ہیں اور قانون ایسا بناتے ہیں کہ جس میں ان کا ذاتی مفاد ہوتا ہے۔ کہ ان کے کارخانوں پر کوئی زد نہ آئے، جائیداد محفوظ رہے، ان کے کاروبار پر کوئی زد نہ آئے۔ اور رب تعالیٰ کا قانون سب کیلئے مساوی ہوتا ہے اس میں اعلیٰ ادنیٰ کا کوئی فرق نہیں ہوتا چنانچہ بنو مخزوم قریش کا ایک خاندان تھا ابوجہل اسی خاندان سے تھا تو اس قبیلہ کی ایک نوجوان لڑکی نے چوری کی جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ لڑکی نے خود اقرار کیا اگرچہ گواہ بھی موجود تھے پوچھا گیا کہ اس کی سزا کیا ہوگی تو معلوم ہوا کہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا لڑکی کے والدین اور رشتہ دار سب پریشان ہوئے کہ ابھی تو ہم نے اس کی شادی کرنی ہے ہاتھ کاٹا گیا تو اس کو کون لے گا سوچا کہ

آنحضرت ﷺ کے سامنے کوئی سفارش کی جائے کہ جرمانہ لے لو کوڑے مار لو یا قید کر لو ہاتھ نہ کاٹو مگر سفارش کرے کون؟ ذہن میں آیا کہ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہؓ آنحضرت ﷺ کو بڑے پیارے اور محبوب ہیں اور انہی دنوں میں ان کے والد جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے امید ہے آپ ﷺ اس کی بات کو رد نہیں کریں گے چنانچہ ان کو بھیجا گیا آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے حضرت اسامہؓ کی عمر سولہ سترہ سال تھی، آ کر انھوں نے آپ ﷺ کی ٹانگیں دبانا شروع کیں اور کہنے لگے حضرت سنا ہے کسی بی بی نے چوری کی ہے فرمایا ہاں حضرت وہ کون سے خاندان سے تعلق رکھتی ہے فرمایا بنو مخزوم سے کہنے لگے حضرت اب اس کا کیا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا کہنے لگے حضرت ہاتھ نہ کاٹا جائے اس کو قید کر دیا جائے جرمانہ کر دیا جائے یا کوڑے لگا دیئے جائیں آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ یہ خود نہیں بول رہا اس کے اندر کوئی اور بول رہا ہے۔ آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے اسامہ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کی حد کو ٹالنے کیلئے سفارش کرتا ہے وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ (ﷺ) اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری میری جان ہے لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا اَوْ کَمَا قَالَ ﷺ "اگر میری پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا" یہ ہے مساوات محمدی لیکن لوگوں نے اس کو کوٹھیوں اور مکانوں پر فٹ کیا ہوا ہے کہ اس میں سارے برابر ہوں اس میں کبھی برابری نہیں ہوسکتی مساوات محمدی ﷺ کا مطلب ہے کہ قانون ادنیٰ اعلیٰ سب کیلئے برابر ہو کوئی اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ تو بنی اسرائیوں نے جب قانون کا مطالبہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم

کوہِ طور پر آؤ اور تیس دن وہاں رہو ہم تمہیں قانون دیں گے اس کا ذکر ہے
وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً تیس راتوں کا
وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ اور پورا کیا ہم نے ان تیس کو دس کے ساتھ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ
لَیْلَۃً پس پوری ہوگئی اس کے پروردگار کی مدت چالیس راتیں۔ مکمل کرنے کی دو تفسیریں
ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تیس روزے رکھ کر میرے پاس آؤ موسیٰ علیہ السلام
نے حاضری سے پہلے مسواک کر لی جس سے خُلُوْفُ فَمِ صَآئِمٍ ختم ہوگئی اور حدیث پاک
میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی
جان ہے لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے
نزدیک مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے تو حکم ہوا کہ دس روزے
مزید رکھو چالیس پورے ہو جائیں گے تو پھر تورات ملے گی اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ
تیس راتیں پہلے انتظار میں گذاریں۔ تورات کی دس تختیاں تھیں روزانہ ایک تختی ملتی تھی تو
اس طرح چالیس راتیں پوری ہوگئیں جس وقت موسیٰ علیہ السلام طور پر جانے لگے تھے
وَقَالَ مُوْسٰی اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام
کو اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ تم میرے خلیفہ ہو میری قوم میں جب تک میں واپس نہ آؤں قوم
میں رہو وَاَصْلِحْ اور اصلاح کرتے رہنا وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ اور پیروی نہ کرنا
فساد مچانے والوں کے راستے کی۔ اس مقام پر ذکر نہیں ہے سورۃ طہٰ میں تفصیل آئے گی
واقعہ اس طرح ہوا کہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ تھی بنو سامرہ۔ قبیلہ بنو سامرہ کا ایک شخص
تھا موسیٰ بن ظفر یہ بڑا منافق آدمی تھا فرعون کی فوجیں غرق ہونے کے وقت حضرت

جبرائیلؑ گھوڑے پرؓ سوار ہو کر آئے تھے ان کا گھوڑا جہاں قدم رکھ کر اٹھا تا تھا وہاں سبزہ اُگ آتا تھا اس نے سوچا کہ اس میں کوئی کرشمہ ہے تو اس نے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی تھوڑی سی مٹی اٹھالی تھی اِدھر بنی اسرائیلی فرعونیوں کے جو زیورات لے کر آئے تھے ان کو استعمال کی اجازت نہیں تھی انھوں نے پھینک دیئے سامری نے ان کو ڈھال کر بچھڑا بنایا اور اس میں وہ مٹی جو جبرائیلؑ کے قدموں کی تھی ڈال دی تو بچھڑے نے ٹیں ٹیں شروع کر دی سامری نے لوگوں کو کہا کہ بچھڑے میں جو ٹیں کر رہا ہے یہی تمہارا رب ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) سورۃ طٰہٰ میں ہے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے فَمَا خَطْبُکَ یٰسَامِرِیُّ پس کیا حال ہے تیرا اے سامری قَالَ کہا اس نے بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ میں نے دیکھا اس چیز کو جس کو دوسروں نے نہیں دیکھا فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ پس میں نے بھر لی ایک مٹھی رسول (جبرائیلؑ) کے قدم سے فَنَبَذْتُھَا پس میں نے اس کو ڈال دیا وَ کَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ اور اس طریقے سے مجھے آمادہ کیا میرے نفس نے۔ تو اس طریقے سے سامری نے بچھڑا بنایا کہ اس سے ٹیں کی آواز آنے لگ گئی اور انھوں نے اس کو رب بنالیا۔ قرآن پاک میں آتا ہے لَا یَمْلِکُ لَھُمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وہ نہیں مالک ان کے نفع اور نقصان کا۔ صرف ٹیں کرنے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا مگر جب انسان کی عقل ماری جائے تو اس وقت اسکا کوئی علاج نہیں ہے۔ پھر یہ حیوانوں کی پوجا شروع کر دیتا ہے پیغمبروں اور درختوں کی پوجا شروع کر دیتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد سامری نے یہ شرارت کی کہ لوگوں کو بچھڑے کی پوجا پر لگا دیا۔ سب کو نہیں، اچھے مخلص اور یقین والے بھی تھے جو بچھڑے کی پوجا میں

شریک نہیں ہوئے چونکہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے مزاج سے واقف تھے اس لئے حضرت ہارونؑ کو فرمایا کہ ان کی اصلاح کرتے رہنا اور جو فسادی ہوں ان کے کہنے میں نہ آنا سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے دیکھا کہ بچھڑے کی پوجا ہو رہی ہے تو ہارونؑ سے ناراض ہوئے ان کی داڑھی کو پکڑا سر کے بال پکڑے انھوں نے یہ خیال کیا کہ یہ نرم مزاج اور متحمل مزاج ہیں ان کی نرمی نے کام بگاڑا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے کہا یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اے میری ماں کے بیٹے نہ پکڑ میری داڑھی کو اور سر کو میں نے ان کو اتنا سمجھایا ہے کہ کَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ (پ، ۹، اعراف) قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو یقین آ گیا کہ ان کی نرمی سے ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کے وقت پر جو جگہ ہم نے مقرر کی تھی وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور کلام کیا ان کے ساتھ ان کے رب نے۔ پس پردہ سامنے نہیں اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہتے ہیں قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے میرے رب! تو مجھے اپنا دیدار کرا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَنْ تَرٰنِیْ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اور لیکن دیکھ تو پہاڑ کی طرف۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ جس پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا تھا اس کا نام زبیر پہاڑ تھا طور نہیں تھا اور زبیر پہاڑ بھی بہت اونچا پہاڑ ہے اور طور کے قریب ہے۔ فرمایا فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ پس وہ اگر قائم رہا اپنی جگہ پر فَسَوْفَ تَرٰنِیْ تو پھر قریب ہے کہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مسئلہ بھی یاد رکھنا۔ کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے اور فرقہ معتزلہ اس کا منکر ہے۔

معتزلہ فرقے کی ابتدا کس طرح ہوئی ؟ حضرت حسن بصریؒ تابعین میں سے ہیں یہ بصرہ کی مسجد میں پڑھاتے تھے اور ان کا حلقۂ درس بہت بڑا تھا ان کا ایک شاگرد تھا واصل ابن عطاء اُوٹ پٹانگ دماغ کا مالک تھا اس نے الٹی سیدھی باتیں شروع کیں حضرت حسن بصریؒ نے اس کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھا ساتھیوں نے بھی سمجھایا مگر نہ سمجھا حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ساتھیو! اِعْتَزَلَ عَنَّا یہ ہمارے نظریہ سے الگ ہوگیا ہے۔ اعتزال کے معنیٰ ہیں جدا ہونا اس سے آگے فرقہ معتزلہ بنا۔ تو اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء ہے۔ اس کی پیدائش ۸۰ھ اور وفات ۱۳۱ھ میں ہوئی۔ یہ شفاعت کا منکر تھا اور کہتا تھا کہ مجرم کو چھڑانے کیلئے سفارش کرنی کہاں جائز ہے اور کہتا تھا کہ قبر میں عذاب روح کو ہوتا ہے فقط۔ بدن اور روح دونوں کو نہیں ہوتا قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کا منکر تھا کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ اسلام کو نہیں ہوسکا اور کون ہے دیکھنے والا۔

رؤیت باری تعالیٰ اور معتزلہ کا رد :

لیکن یاد رکھنا قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے اور قرآن کریم، حادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (پ، ۲۹) اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے صحابہ کرامؓ نے پوچھا حضرت هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کیا ہم دیکھیں گے اپنے رب کو قیامت والے دن؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا......

خلاصہ:

چودھویں رات کا چاند ہو بادل دھند وغیرہ کوئی آڑ بھی نہ ہو تو تمہیں نظر آتا ہے یا نہیں کہنے لگے حضرت نظر آتا ہے۔ فرمایا یہ بتلاؤ کہ دوپہر کا وقت ہو سورج سر پر ہو اور کوئی دھند بادل وغیرہ بھی نہ ہو تو تمہیں سورج نظر آتا ہے یا نہیں کہنے لگے حضرت نظر آتا ہے۔ فرمایا کَذٰلِکَ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ اسی طرح تم اپنے پروردگار کا دیدار کرو گے اور امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی ساری امت کا کسی مسئلے پر اتفاق ہو جائے تو یہ بھی بڑی وزنی دلیل ہے تو یہ تین دلیلیں قطعی ہیں۔ زیارت کریں گے اپنی اپنی استعداد کے مطابق۔ جو بہت نیک ہونگے خدا جانے وہ دن میں دو دفعہ دیکھیں یا تین دفعہ دیکھیں ایسے بھی ہونگے جو ایک دفعہ دیکھیں گے اور ایسے بھی ہونگے جن کو ہفتے میں ایک مرتبہ زیارت ہوگی بعض کو مہینے میں ایک دفعہ بہر حال قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ باقی واصل ابن عطاء کا خیال باطل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھ سکے تو کون دیکھ سکے گا۔ باطل اس لئے ہے کہ دنیا کے مسائل اور ہیں اور آخرت کے مسائل اور ہیں آخرت کی چیزیں ہم دنیا میں نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ جنت میں طوبیٰ نامی ایک درخت ہوگا اس کا اتنا لمبا سایہ ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا ہو اور سو سال تک اس کے سائے کو طے نہ کر سکے اور قرآن کریم میں آتا ہے وہاں دودھ کی نہریں ہوں گی، شراب طہور کی نہریں ہوں گی آج ہمیں دودھ کی نہریں سمجھ نہیں آتیں کہ یہاں تو دودھ کو رات کو رکھو تو صبح کو دہی ہو جائے گا یا کھٹا ہو جائے گا، بیکار ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ دودھ ہی ہوگا لہٰذا آخرت کی باتوں کو دنیا کی باتوں پر قیاس کرنا غلط ہے۔ تو فرمایا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ

پر قائم رہا تو پھر تو مجھے دیکھ سکے گا۔شاعروں کے خیال الگ ہوتے ہیں ایک شاعر کہتا ہے......

؎ دل میں آتا ہے لگادوں آگ کوہِ طور کو

پھر خیال آتا کہ موسیٰؑ بے وطن ہو جائے گا

یہ شاعرانہ تخیلات ہیں۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پس جس وقت تجلی ڈالی اس کے پروردگار نے پہاڑ پر جَعَلَهٗ دَكًّا تو کردیا اس کو ریزہ ریزہ وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہاتھ کی جو چھوٹی انگلی ہے چھنگلی جس کو ہم چیچی کہتے ہیں اس کے ایک پورے کے برابر اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال کا نور ڈالا کہ جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ پس جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو کہا سُبْحٰنَكَ تیری ذات پاک ہے تُبْتُ اِلَيْكَ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور میں مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ کیونکہ نبی پہلے مانتا ہے پھر لوگوں کو دعوت دیتا ہے قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میں نے تجھے منتخب کیا ہے لوگوں پر بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ اپنے پیغام کے ساتھ اور اپنے کلام کے ساتھ ۔میں نے تیرے ساتھ کلام کیا ہے اور اپنے پیغام اور احکام دے کر تجھے نبوت دی ہے ۔موسیٰ علیہ السلام کا بڑا بلند مقام ہے۔عقائد پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے سب سے بلند اور پہلا درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا

ہے۔آپ ﷺ کے درجے اور مقام کو نہ انسانوں میں سے کوئی پہنچ سکتا ہے نہ جنوں میں سے، نہ فرشتوں میں سے، نہ اِس جہان میں اور نہ اگلے جہان میں اور یاد رکھنا جہاں آپ ﷺ کو نبی ماننا ضروری ہے وہاں خاتم النبین ماننا بھی ضروری ہے اور ایمان کی بنیاد ہے ۔لیکن اس کے باوجود خدائی اختیارات آپ ﷺ کے پاس نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ سے اعلان کروایا قُلْ اِنِّی لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا (پ، ۲۹) اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اور یہ بھی کہہ دیں لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا میں اپنے نفع نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں۔جب آپ ﷺ اپنے ذاتی نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں اور مخلوق کے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں ہیں تو اور کون ہوسکتا ہے؟ جو کسی نفع نقصان کا مالک ہو یہ ٹکے ٹکے کے ملنگ لوگوں کو ڈراتے پھرتے ہیں کہ میں اس طرح کردوں گا اور اس طرح کردوں گا اگر تیرے پاس اتنی پاور ہے تو پھر مانگتا کیوں پھرتا ہے؟ سارے خزانے اکٹھے کر کے رکھ لو اور کھاتے رہو۔ان ملنگوں نے ایک اور فتنہ شروع کیا ہوا ہے کہ نعرہ مارتے ہیں دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر ایک تو لوگوں سے پیسے لیتے ہیں خیرات کے ذریعے اور دوسرا لوگوں کا ایمان بگاڑتے ہیں اور ان سے سن کر چھوٹے چھوٹے بچے بھی کہتے پھرتے ہیں دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر۔یہ رافضیوں کا نظریہ ہے کہ خلافت میں حضرت علیؓ کا پہلا نمبر ہے۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کا چوتھا نمبر ہے۔پہلا نمبر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے دوسرا نمبر حضرت عمرؓ کا ہے اور تیسرا نمبر حضرت عثمانؓ کا ہے اور چوتھا نمبر حضرت علیؓ کا ہے مرتبے میں بھی اور خلافت میں بھی۔

گداگروں کورقم دینے کا حکم :

ایسے لوگوں کو پیسے دینا حرام ہے۔ فقہی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ گانا بجا کر مانگے اس کو بالکل نہ دو اب آگے چونکہ فطرانے کے دن آرہے ہیں اور مانگنے والے تمہارے پاس آئیں گے لھذا مسئلہ سمجھ لیں کہ فطرانے کا مصرف بھی وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے جس کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے اس کو فطرانہ دینا بھی جائز نہیں ہے زکوٰۃ اور فطرانہ سید کو دینا جائز نہیں ہے۔ لینے والا سادات میں سے نہ ہو حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور آنحضرت ﷺ کے چچا حارث وہ خود مسلمان نہیں ہوئے ان کی اولاد مسلمان ہوئی ہے۔ یہ سادات ہیں ان میں سے نہ ہو ان کو زکوٰۃ، فطرانہ، عشر اور ہر قسم کا کفارہ، یہ واجب قسم کے جتنے صدقات ہیں ان کو نہیں لگتے اور کسی نے ان کو زکوٰۃ وغیرہ دے دی تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اسی طرح زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ جتنے ہیں اس آدمی کو بھی دینا جائز نہیں ہیں جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو اور نماز روزے کا پابند نہ ہو۔ ان کو اگر تم دو گے تو اس کے گناہ پر اس کی مدد کرنے والے ہو گے لھذا زکوٰۃ فطرانہ دیکھ کر دو یہ نہیں کہ جو تمہارے پاس آ گیا اس کو زکوٰۃ فطرانہ وغیرہ دے دیا۔ کافر مشرک کو دو گے بالکل ادا نہ ہوگا میں نے مسئلہ سمجھا دیا ہے قیامت والے دن یہ نہ کہنا ہمیں کسی نے مسئلہ نہیں سمجھایا تھا لھذا ان چیزوں کا خاص خیال رکھو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام اور پیغام کے لئے چنا اور فرمایا فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ پس پکڑ تو وہ چیز جو میں نے تجھے دی ہے وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ اور ہو جاؤ تم شکر ادا کرنے والوں میں سے۔ آگے ذکر آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا چیزیں دیں۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ج فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ط سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِينَ ○ سَأَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ج وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ط وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِينَ ○ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ط هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ اور لکھ دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کیلئے تختیوں میں مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً ہر قسم کی نصیحت وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور تفصیل ہر چیز کیلئے فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ پس پکڑو ان تختیوں کو قوت کے ساتھ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ اور حکم دیں اپنی قوم کو يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا کہ وہ پکڑیں ان تمام اچھی چیزوں کو سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِينَ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو نافرمانوں کا

گھر سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ میں پھیر دونگا اپنی آیتوں سے اَلَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ اور اگر وہ دیکھ لیں ہر قسم کی نشانی لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا تو اس پر ایمان نہ لائیں وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ اور اگر وہ دیکھیں بھلائی کا راستہ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا تو نہ بنائیں وہ اس کو اپنا راستہ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ اور اگر وہ دیکھیں گمراہی کا راستہ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا تو بنالیں اس کو اپنا راستہ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ اور تھے وہ ان آیات، نشانیوں سے غافل وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور وہ لوگ جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ اور آخرت کی ملاقات کو حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ضائع ہو گئے ان کے اعمال ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیئے جائیں گے مگر اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

بنی اسرائیل کے مطالبے پر کہ اب ہم آزاد قوم ہیں ہمارے لئے کوئی قانون ہونا چاہئے کہ کوئی قوم قانون کے بغیر وقت نہیں گزار سکتی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر بلا کر تورات عطا کی اور فرمایا فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ پس پکڑ وہ چیز جو میں نے تجھے دی ہے اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَکَتَبْنَا لَہٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَۃً اور لکھ دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کیلئے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت۔ تورات کی دس

تختیوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے لکھوایا جسطرح ہمارے سامنے کاغذوں پر قرآن کریم لکھا ہوا ہے اسی طرح تختیوں پر نصیحت لکھوائی نصیحت کا معنٰی ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو، بڑوں کا ادب کرو، پیغمبروں پر ایمان لاؤ، قیامت کو تسلیم کرو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو قولاً اور فعلاً تکلیف نہ دو۔ یہ تمام چیزیں اس میں درج تھیں وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ اور ہر چیز کی تفصیل تھی۔ ہر چیز سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان کی ضرورت اور ان کے متعلق تھیں۔ یہ نہیں کہ دنیا کہ ساری چیزوں کی تفصیل تھی کیونکہ ہماری شریعت اور ان کی شریعت میں بڑا فرق تھا مثلاً ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور ان پر دو نمازیں فرض تھیں تو تین نمازوں کی تفصیل تورات میں نہیں تھی اس لئے کہ یہ ان کی ضرورت نہیں تھی اسی طرح بہت ساری ایسی چیزیں تھیں جو ان کی شریعت میں تھیں اور ہماری شریعت میں نہیں ہیں اور بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو ان کی شریعت میں نہیں تھیں اور ہماری شریعت میں ہیں۔تو جو چیزیں ان کی شریعت تھیں ان کی تفصیل تھی فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ پس پکڑو ان تختیوں کو قوت کے ساتھ۔ کہ تختیاں وزنی تھیں اور تورات میں جو احکام تھے آزاد قوم کیلئے وہ بھی کافی مشکل تھے وَأْمُرْ قَوْمَكَ اور حکم دیں اپنی قوم کو يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا کہ وہ پکڑیں ان تمام اچھی چیزوں کو۔ کیونکہ توراۃ میں جتنی چیزیں تھیں وہ ساری اچھی ہی تھیں اس مقام پر نہیں مگر دوسری جگہ میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات لوگوں کے سامنے پیش کی قوم نے غور کے ساتھ سنی کہنے لگے یہ کتاب تو بہت مشکل ہے اس پر تو عمل نہیں ہوسکتا ایسا کرو کہ اس کو واپس لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ہمیں کوئی سہل سی کتاب دیں جس پر ہم عمل کرسکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

پہلے تم نے آزادسی زندگی گزاری ہے اب تمہیں یہ قید والی زندگی نظر آرہی ہے کچھ دن اس پر عمل کرو اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمادیں گے۔ مگر قوم نے کہا کہ آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے آگے درخواست کریں کیونکہ یہ کتاب بہت مشکل ہے ہم سے عمل نہیں ہوسکتا۔ دیکھو جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کیلئے نماز پہاڑ سے بھی مشکل ہے اور جو لوگ روزے نہیں رکھتے ان کیلئے روزے قیامت ہیں حالانکہ چھوٹے چھوٹے دن ہیں نہ پیاس لگتی ہے نہ بھوک اور جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں ان کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے اور چونکہ بنی اسرائیلیوں نے حیوانوں کی طرح زندگی بسر کی تھی نہ نمازیں تھیں اور نہ روزے تھے تو ان کیلئے دفعۃً یہ بات بہت مشکل تھی۔ آگے آئے گا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ آدمی بھیجو میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرونگا کہ ہمیں کوئی آسان سے احکام عطا فرماوٴ اخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا اور منتخب کیے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے وعدے کے وقت پر لانے کیلئے یہ نمائندے تھے بنی اسرائیل کے جس وقت یہ کوہِ طور کے پاس وادی مقدس میں پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا کلام انھوں نے کانوں سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب میں نے دی ہے میں علیم خبیر ہوں جو احکام میں نے دیئے ہیں یہ تمہاری طاقت کے مطابق ہیں اور اگر بشری تقاضے سے کوئی غلطی ہوگئی تو میں غفورٌ رحیم ہوں بخش دوں گا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو کہنے لگے لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً ہم تو ہرگز تیری تصدیق نہیں کریں گے یہاںتک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو ظاہر فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ پس پکڑ لیا تم کو بجلی نے۔

اصحاب موسیٰ علیہ السلام حیات بعد الموت :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بجلی گری اور ستر آدمی مارے گئے تو قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا اس سے پہلے ہی اور مجھے بھی أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا کیا ہلاک کرتا ہے ہمیں اس چیز کے ساتھ جو کی ہے ہم میں سے بعض بیوقوفوں نے۔ یہ تو قوم کے نمائندے تھے لوگ کہیں گے ہمارے نمائندوں کو مار آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ کیا یہ بڑی اکھڑ مزاج قوم تھی۔ تو فرمایا ان تمام اچھی چیزوں پر عمل کرو سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو نافرمانوں کا گھر۔ ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ فاسقین کے گھر سے مراد شام کا علاقہ ہے کہ اس وقت شام کے علاقے میں سارے نافرمان اور کافر تھے تو اس کا وعدہ ہوا کہ عنقریب اس علاقے پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سے مراد مصر کا علاقہ ہے کہ یہاں تم پہلے غلامی کی حالت میں تھے ایک وقت آئے گا کہ وہ تمہارا دارالخلافہ ہوگا اور وہاں تم حکمران ہو گے اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سے مراد دوزخ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد جنت بھی سامنے آجائے گی اور دوزخ بھی سامنے آجائے گی اور دوزخ نافرمانوں کا گھر ہے۔

قبر کے حالات :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کی وفات ہو جاتی ہے اور قبر میں دفنانے کے بعد مٹی ڈال کر واپس لوٹتے ہو تو اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ بخاری اور مسلم کی روایت ہے بے شک میت ان کے جوتوں کی کھڑ کھڑاہٹ سنتا ہے میت میں جان پڑ جاتی

ہے وہ سنتا ہے کہ یہ واپس جا رہے ہیں دو فرشتے آجاتے ہیں منکر نکیرؑ عام لوگوں کیلئے اور مومنوں کیلئے آتے ہیں مبشر بشیر۔ وہ سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے مَنْ نَبِیُّکَ تیرا نبی کون ہے مَادِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے۔ اگر آدمی سوالوں میں کامیاب ہو گیا تو فوراً جہنم کی طرف سے کھڑکی کھل جاتی ہے وہ گھبرا جاتا ہے کہ میں نے سوالوں کے جواب تو ٹھیک دیئے ہیں دوزخ کی آگ مجھے کیوں نظر آرہی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ تیرا ٹھکانا نہیں ہے یہ تجھے بتانے کیلئے دکھائی ہے کہ اگر نافرمانی کرتا تو پھر یہ تیرا ٹھکانا ہوتا پھر اس کو بند کر کے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جنت کی ساری نعمتیں اس کو قبر میں حاصل ہو تی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ قبر جنت کے باغوں میں سے باغ ہے اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ میں پھیر دونگا اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق۔ غلط راستے پر ڈٹے ہوئے ہیں میں ان کو اپنی آیات پر ایمان لانے کی توفیق نہیں دوں گا اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے جو شخص ایمان کی نیت کرے گا اللہ تعالیٰ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دے گا اور جو شخص کفر پر ڈٹا رہے گا اس کے دل پر مہر لگا دے گا اللہ تعالیٰ جبراً نہ کسی کو ایمان دیتا ہے اور نہ کسی کو کافر بناتا ہے۔ تو متکبرین کو اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں سے پھیر دیں گے کہ ان کو ماننے کی توفیق نہیں ہوگی۔ حدیث پاک میں آتا ہے آں حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا صحابہ کرامؓ پریشان ہوئے کہ اس طرح تو کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا کہ ہم سب اچھے کپڑے پہنتے ہیں، سر پر پٹے رکھتے ہیں، تیل لگاتے ہیں، کنگھی کرتے ہیں، عمدہ جوتا پہنتے ہیں انھوں نے اس کو تکبر سمجھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ تو جمال ہے خوبصورتی ہے تکبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے شرعی دائرے میں رہتے ہوئے اچھا لباس پہننا یہ تکبر نہیں ہے اور جو شخص طاقت رکھتے ہوئے اچھا لباس نہیں پہنتا وہ گنہگار ہے۔ اس لئے کہ اس نے رب کی نعمت کا اظہار عملی طور پر نہیں کیا حالانکہ یہ مطلوب ہے۔ تکبر کہتے ہیں بَطَرُ الْحَقِّ حق کو ٹھکرا دینا وَغَمْطُ النَّاسِ اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھنا۔ ان کے تکبر کی علامت یہ ہے کہ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِھَا اور اگر وہ دیکھیں ہر قسم کی نشانی تو اس پر ایمان نہ لائیں۔ پہلے گزرا ہے کہ موسیٰ علیہ اسلام نے ان کو نو [9] معجزے دکھائے لیکن وہ لوگ آنکھوں کے ساتھ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے بلکہ وہ جادوگر جو مقابلے کیلئے آئے تھے اور موسیٰ علیہ اسلام پر ایمان لائے تو فرعون ان کے پیچھے پڑ گیا کہ تم میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے کاٹوں گا اور تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا اور اس نے ستر آدمیوں کو اس طرح شہید کیا تو اس سے بڑا تکبر کیا ہو سکتا ہے کہ خود تو ماننا درکنار دوسروں کا ایمان بھی گوارا نہیں۔ یاد رکھنا ایمان بڑی قیمتی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے جنت ملتی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ بیشک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور وہ اس حالت میں مر گئے کہ وہ کفر کرنے والے ہیں فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ

اَحَدِھِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ (پ،۳) پس ان میں سے کسی ایک سے ہر گز قبول نہیں کی جائے گی سونے سے بھری ہوئی زمین اگر چہ وہ اس کا فدیہ دیدے۔ اور سورۃ زمر میں ہے وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ اور اگر ہو بیشک ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا جو کچھ زمین میں سارے کا سارا اور اس جیسا مزید بھی اس کے ساتھ لَافْتَدَوْا بِہٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ پھر فدیہ دیدیں میرے عذاب سے قیامت والے دن تو قبول نہیں کیا جائے گا۔ مگر ایمان کی بدولت جنت ملے گی اس سے اندازہ لگاؤ کہ ایمان کتنی قیمتی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ اور اگر وہ دیکھیں بھلائی کا راستہ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا تو نہ بنائیں وہ اس کو اپنا راستہ یعنی نیکی کے راستے پر نہیں چلیں گے۔ سورۃ نمل کے پہلے رکوع میں فرعون اور اسکے ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَحَدُوْا بِھَا اور انکار کیا انھوں نے اس کا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ حالانکہ یقین کیا اس کے بارے میں ان کی جانوں نے ظُلْمًا وَّعُلُوًّا مگر انکار کیا ظلم اور تکبر کی بنا پر۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے جو نشانیاں اور معجزے دکھائے تھے فرعون، ہامان، شدّاد، قارون کے دلوں میں یقین تھا کہ واقعی یہ صحیح ہیں انکار کیا سرکشی کی اور زیادتی کرتے ہوئے تکبر کرتے ہوئے۔ کیونکہ کرسی، اقتدار، بادشاہی، صدارت، وزارت یہ کمبل نہیں چھوڑتے۔

گمراہی کا راستہ:

فرمایا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ اور اگر وہ دیکھیں گمراہی کا راستہ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا تو بنالیں اس کو اپنا راستہ۔ گمراہی کے راستے پر چلتے ہیں راہِ سنت پر نہیں چلتے جانتے

ہوئے بھی ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ تورات کو اور دیگر آسمانی آیات اور معجزات کو وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ اور تھے وہ ان آیات، نشانیوں سے غافل۔

سب سے بڑا معجزہ :

آنحضرت ﷺ کو جو معجزات عطا ہوئے ہیں ان میں قرآن سب سے بڑا معجزہ ہے اور یہ قیامت تک رہنے والی کتاب ہے۔ عرب اس کی فصاحت اور بلاغت کو جانتے تھے اور اس کی تاثیر کو بھی مانتے تھے تاثیر کی وجہ سے سِحْرٌ مُّبِیْنٌ کہتے تھے کہ یہ جادو اثر کرتا ہے اس کی تاثیر حق ہونے کی وجہ سے نہیں جادو ہونے کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات میں شق قمر چاند کا دو ٹکڑے ہونا بھی ہے اور یہ معجزہ مخالفین نے خود طلب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کیلئے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قریب آ گئی قیامت اور پھٹ گیا ہے چاند۔ کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔ اب اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور وہ لوگ جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو یعنی قیامت کو جھٹلایا حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ضائع ہو گئے ان کے اعمال۔ جو عمل انھوں نے کیے ہیں سب اکارت ہو گئے۔ کافر بھی اچھے کام کرتے ہیں سڑکیں بناتے ہیں، مسافر خانے بناتے ہیں، ہسپتال اور یتیم خانے بناتے ہیں، پانی کا انتظام کرتے ہیں، رفاہ عامہ کے بڑے بڑے کام کرتے ہیں بلکہ ظاہری طور پر دیکھو تو رفاہِ عامہ کے کام مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں لیکن ایمان

نہ ہونے کی وجہ سے کسی چیز کا ان کو آخرت میں فائدہ نہیں ہوگا۔غریبوں کی ہمدردی، یتیموں کی معاونت، بیواؤں کے ساتھ تعاون، سب اکارت ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیئے جائیں گے مگر اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔جو کفر، شرک اور نافرمانی کی، اس کا انھیں بدلہ ملے گا اور باقی کسی نیکی کا بدلہ نہیں ملے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۫ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۫ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے طور پر جانے کے بعد مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ وہ ایک جسم تھا اس کیلئے گائے کی آواز تھی ٹیں ٹیں اَلَمْ يَرَوْا کیا

انھوں نے نہ دیکھا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ کہ بیشک وہ نہیں کلام کرتا ان سے وَلَا
يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اور نہ ان کی راہنمائی کرتا ہے راستے کی اِتَّخَذُوْهُ
وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ انھوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے وَلَمَّا سُقِطَ فِيْ
اَيْدِيْهِمْ اور جس وقت وہ لوگ نادم اور پریشان ہوئے وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا اور
انھوں نے دیکھا سمجھ گئے کہ تحقیق وہ گمراہ ہوچکے ہیں قَالُوْا انھوں نے کہا لَئِنْ لَّمْ
يَرْحَمْنَا رَبُّنَا اگر نہیں رحم کرے گا ہم پر ہمارا پروردگار وَيَغْفِرْ لَنَا اور ہمیں نہیں بخشے
گا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ ہم ہوجائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں
سے وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ اور جب لوٹے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے
پاس غَضْبَانَ اَسِفًا غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے قَالَ فرمایا بِئْسَمَا
خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ بہت بری خلافت کی ہے تم نے میرے طور پر جانے کے
بعد اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے بارے میں
وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ اور جلدی سے رکھ دیا تورات کی تختیوں کو وَاَخَذَ بِرَاْسِ
اَخِيْهِ اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے
قَالَ اس نے کہا ابْنَ اُمَّ اے میری ماں کے بیٹے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ بیشک
قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے
فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ پس تو نہ خوش کر میرے ذریعے دشمنوں کو وَلَا
تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور نہ کر تو مجھے ظالم قوم کے ساتھ قَالَ عرض کیا

موسیٰ علیہ اسلام نے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ اے پروردگار معاف کردے مجھے اور میرے بھائی کو وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ اور داخل کر ہمیں اپنی رحمت میں وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر پیچھے سے چلا آرہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کیلئے کوہ طور پر تشریف لے گئے اور حضرت ہارونؑ کو قوم میں اپنا خلیفہ بنا گئے کہ ان کا خیال رکھنا اور قوم کو بھی تاکید کر گئے کہ جو دین تمہارے پاس ہے اس میں گڑ بڑ نہ کرنا۔ بنی اسرائیلیوں کے پاس فرعونیوں کے زیورات تھے کافی مقدار میں سونا چاندی، ہیرے جواہرات۔ یہ زیورات ان کے پاس کیسے آئے تھے؟ اس کے متعلق امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ فرعونی چونکہ امیر اور مالدار لوگ تھے اس لئے ان کو چوروں ڈاکوؤں کا خطرہ رہتا تھا اور بنی اسرائیلی غریب لوگ تھے ان کے نوکر اور کمی تھے ان کے پاس بطور امانت کے رکھے ہوئے تھے کہ غریب کے گھر چور نہیں پڑتے اور علامہ آلوسیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں کے موقع پر ان سے مانگے تھے آج بھی دستور ہے کہ غریب آدمی دوسروں کے زیورات مانگ کر وقت گزارتے ہیں اور یہ بات پہلے تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکی ہے کہ مالِ غنیمت پہلی قوموں کیلئے جائز نہیں تھا لھذا وہ اس کو استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ سورۃ طٰہٰ میں آتا ہے کہ انھوں نے سارا مال سونا چاندی ہیرے موتی لے جا کر جنگل میں دبا دیئے تھے۔

بنی اسرائیل کا ابوجہل :

موسیٰ بن ظفر قبیلہ بنو سامرہ کا آدمی تھا سولہویں پارے میں سامری کا لفظ آتا ہے۔

یہ منافق اور اس زمانے کا ابوجہل تھا ظاہری طور پر کلمہ پڑھتا تھا لیکن حقیقت میں وہ کلمے کا قائل نہیں تھا اس نے وہ زیورات نکال کر ان کا بچھڑا بنایا اور حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی مٹی جو اس نے اُس موقع پر اٹھائی تھی جب فرعونیوں کے غرق ہونے کے موقع پر جبرائیلؑ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے وہ مٹی اس نے اس بچھڑے کے منہ میں ڈالی اس سے ٹیں ٹیں کی آواز نکلنی شروع ہوگئی سامری نے کہا ھٰذَا اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ مُوْسٰی یہ تمہارا بھی الٰہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا بھی۔ بڑی عجیب بات ہے کہ ان زیورات کو استعمال کرنے کی تو اجازت نہیں تھی اور انھیں جنگل میں پھینک دیا لیکن ان زیورات کا بچھڑا بنا تو اس کی پوجا شروع کر دی کتنی کم عقلی کی بات ہے انسان کی جب عقل ماری جائے تو پھر ہوش و حواس بھی خطا ہو جاتے ہیں۔ تو اس کا ذکر ہے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِہٖ اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے طور پر جانے کے بعد مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا ان کے پاس جو زیورات تھے ان کا بچھڑا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ وہ ایک جسم تھا اس کیلئے گائے کی آواز تھی ٹیں ٹیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُھُمْ کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ بیشک وہ نہیں کر سکتا کلام ان سے۔ صرف ٹیں ٹیں کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور معراج کی رات آنحضرت ﷺ سے کلام کیا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے اور وہ بچھڑا صرف ٹیں ٹیں کرتا تھا تو صرف ٹیں ٹیں سے تو کچھ نہیں بنتا مگر جب عقل ماری جائے تو یہی کچھ ہوتا ہے۔

رب رُسّے، عقل کھسّے :

ہندوستان میں ہندوؤں کا ایک خاندان تھا اس کو واہمارجی کہتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ عورتوں کو ننگا کر کے مردان کی شرم گاہ کی پوجا کرتے تھے اور عورتیں مردوں کی شرمگاہ کی پوجا کرتیں تھیں۔ عورتیں کہتی تھیں کہ مردوں کی شرمگاہ یہ دُنیا کی جڑ ہے اور مرد کہتے تھے کہ عورتوں کی شرمگاہ یہ دنیا کا منبع ہے۔ تو انھوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اسی بچھڑے کی پوجا کی وجہ سے ہندوستان میں گائے کی بڑی قدر ہوتی ہے وہ اس کو ماں کہتے ہیں گاؤ ماتا اور مسلمان گائے کی قربانی کریں تو ان کی سختی آجاتی ہے بیچارے چھپ چھپا کر قربانی کرتے ہیں۔ بسا اوقات پتہ چل جائے تو لڑائی ہو جاتی ہے جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں اور......

اگر جان کا خطرہ ہو:

مسئلہ یہ ہے کہ اگر جان کا خطرہ ہو تو ضروری نہیں کہ گائے کی قربانی دی جائے بکرے چھترے کی کرلو۔ تو جس بچھڑے کو انہوں نے الٰہ بنایا نہ تو ان سے کلام کرسکتا ہے وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اور نہ ان کی راہنمائی کرتا ہے راستے کی اِتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظٰلِمِيْنَ انھوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ سقط کے معنی گرنا، تو معنی ہوگا جب گرائے گئے ان کے چہرے ہاتھوں میں۔ جب آدمی پشیمان ہوتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ تو اب اس کا لازمی معنی ہوگا اور جس وقت وہ لوگ نادم اور پریشان ہوئے وَرَاَوْا اَنَّهُمْ اور انھوں نے دیکھا سمجھ گئے کہ بیشک وہ قَدْ ضَلُّوْا تحقیق وہ گمراہ ہو چکے ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے کی بات ہے کہ ابھی کوہ طور سے واپس تشریف نہیں لائے تھے قَالُوْا انھوں نے کہا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا اگر

نہیں رحم کرے گا ہم پر ہمارا پروردگار وَيَغْفِرْ لَنَا اور ہمیں نہیں بخشے گا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ ہم ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں سے وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ اور جب لوٹے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس غَضْبَانَ اَسِفًا غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے کہ بچھڑے کی پوجا ہوئی توحید پر زد پڑی قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ فرمایا بہت بری خلافت کی ہے میرے طور پر جانے کے بعد اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے بارے میں۔ رب تعالیٰ نے مجھے بلایا تھا تورات کیلئے ابھی تک میں توراۃ لایا نہیں رب کا حکم تم تک پہنچایا نہیں اور تم نے یہ حرکت شروع کر دی اس جگہ اجمال ہے اور دوسری جگہ تفصیل ہے موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو سخت غصے میں تھے اور لوگ بھی یہی سمجھ چکے تھے کہ ہم گمراہ ہو چکے ہیں تو کہنے لگے حضرت ہم توبہ کرتے ہیں۔ فرمایا فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ تم اپنی جانوں کو قتل کرو کہ ان کی شریعت میں مرتد کی توبہ قتل ہی تھی قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی وہ اُن کو قتل کریں جنھوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے۔ مرتد کی توبہ قتل ہی تھی۔

شریعت محمدی ﷺ میں مرتد کا حکم :

ہماری شریعت میں حکم یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر کوئی مرتد ہو جائے اور سچے دل سے توبہ کرے مسلمان ہو جائے تو گنجائش ہے۔ البتہ مرتد ہونے سے پہلے اس نے جو نیکیاں کی تھیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، عمرہ وغیرہ وہ ضائع ہو گئیں ان کا اجر نہیں ملے گا اب توبہ کرنے کے بعد جو نیکیاں کرے گا صرف ان کا اجر ملے گا۔

ایک جملے سے ساٹھ سال کی عبادت ضائع :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ ساٹھ ساٹھ سال تک عبادت کرتے ہیں اور اتفاقاً زبان سے ایسا کلمہ نکل جاتا ہے یعنی پہلے سے کوئی منصوبہ یا پروگرام بھی نہیں ہوتا اس لفظ کے نکالنے کا، اچانک نکل جاتا ہے اور ساٹھ سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی کو کہو کہ بھائی جی نماز پڑھا کرو اور وہ جواب میں کہے کہ نماز میں کیا رکھا ہے تو اتنا کہنے سے کافر ہو گیا اور اس کی اس سے پہلے کی تمام نیکیاں اکارت ہو گئیں یا کسی کو کہا کہ روزہ رکھا کرو اور وہ جواب میں کہے کہ روزے میں کیا رکھا ہے تو یہ کلمہ کفر ہے اس سے پہلے جو نیکیاں کیں تھیں وہ سب برباد ہو گئیں یا کسی کو کہو کہ بھائی داڑھی رکھ لو وہ کہے کہ داڑھی میں کیا رکھا ہے تو وہ کافر ہو گیا اور اس سے پہلے کی تمام نیکیاں ضائع ہو گئیں نکاح ٹوٹ گیا اگر عورت نے ایسا کوئی لفظ کہا تو وہ مرتد ہو گئی اور نکاح گیا خاوند نے کہا تو وہ مرتد ہو گیا نکاح ٹوٹ گیا۔ علامہ شامیؒ تو فرماتے ہیں کہ ہر مہینے تازہ نکاح ہونا چاہئے اس لئے کہ ہماری زبان سے ایسے لفظ نکلتے رہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ اولاد بھی حرامی پیدا ہوتی رہے۔ اندازہ لگاؤ فقہاء کرام کی احتیاط کا اور ہم تو ان باتوں کو کچھ نہیں سمجھتے یاد رکھنا دین کی معمولی چیز کے ساتھ مذاق بھی کفر ہے۔ جب مسلمانوں کی حکومت کاشغر تک تھی مسلمان ترپن (۵۳) لاکھ مربع میل کے رقبے پر قابض ہو گئے اور قاضی ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس تھے ان کے سامنے ایک مسئلہ پیش ہوا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے سامنے حدیث بیان کی کہ آنحضرت ﷺ سالن میں کدو کو پسند کرتے تھے دوسرے شخص نے ناک چڑا کر کہا اَمَّا اَنَا لَا اُحِبُّ الْقَدْعَ بہرحال میں کدو کو پسند نہیں کرتا۔ ان لفظوں پر مقدمہ درج ہوا قاضی القضاہ امام یوسفؒ نے حکم سنایا کہ یہ آدمی مرتد ہو

گیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کدو کو پسند کرتے تھے اگر اس کو طبعی طور پر قبول نہیں تھا تو چھوڑ دیتا لیکن آپ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں یہ کہنا کہ میں تو کدو کو پسند نہیں کرتا کفر ہے۔ آنحضرت ﷺ سے مونچھوں کے متعلق قص کے لفظ بھی آتے ہیں یعنی قینچی سے کٹوانا اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ قینچی کے ساتھ کاٹنا بہتر ہے۔ اور حدیث میں اُحْفُوا الشَّوَارِبَ کے لفظ بھی آتے ہیں کہ مونچھوں کو بالکل صاف کر دو امام ابو حنیفہؒ کا یہی مسلک ہے کہ حلق افضل ہے۔ امام طحاویؒ وکیل احناف ہیں والحلق افضل وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَبِهٖ نَاْخُذُ مونچھوں کو اُسترے سے صاف کرانا افضل ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ عنھم کا اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

مسئلہ اولیٰ، غیر اولیٰ :

لیکن یاد رکھنا مسئلہ اولیٰ غیر اولیٰ کا ہے جائز ناجائز کا نہیں ہے جیسے رفع یدین کا مسئلہ ہے چار اِماموں میں سے دو امام، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمھما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رفع یدین کرنا مستحب بھی نہیں ہے رکوع کو جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے اور دو امام، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صرف مستحب ہے اور مستحب کیلئے بازو چڑھانا اور لڑنا جھگڑنا جیسے بعض غیر مقلدین کا طریقہ ہے یہ غُلُوٌّ فی الدین ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے وَلَا تَنَازَعُوْا جھگڑا نہ کرو۔ داڑھی کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی داڑھی نیچے سے بھی کٹواتے تھے اور اِدھر اُدھر سے بھی یہ پرلے درجے کی کمزور روایت ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہے عمر ابن ہارون اس کے متعلق

محدثین کرامؒ فرماتے ہیں اَکْذَبُ مِنْ فِرْعَوْنَ یہ فرعون سے بھی بڑا جھوٹا تھا صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے داڑھی کو کبھی نہیں چھیڑا نہ کسی صحابی نے داڑھی منڈوائی ہے نہ کٹوائی ہے اور داڑھی کے مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں ہوا تو اول تو غیر اولیٰ پر جھگڑنے کی بجائے اس مسئلے پر زور دو جو واجب ہے اور جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

داڑھی کی اہمیت :

اب بات سمجھیں کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی مونچھیں مونڈی ہوئی دیکھیں تو استہزاء کے طور پر کہا کہ بھائی جی آپ نے پھاٹک بنایا ہے کہ ادھر بھی داڑھی اور ادھر بھی داڑھی اور درمیان سے مونچھیں صاف تو فقہ اکبر میں ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ یہ مذاق کرنے والا آدمی مرتد ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا کیونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کی سنت کے ساتھ استہزاء کیا تو بسا اوقات ایسا کلمہ کفر زبان سے نکل جاتا ہے کہ جس سے اعمال ضائع ہو جاتے وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ اِلْقَاء کے لفظی معنیٰ ہیں پھینکنا یہاں فرماتے ہیں کہ القاء کے معنیٰ ہیں جلدی سے نیچے رکھنا جلدی سے نیچے رکھنے کو القاء سے تعبیر کیا ہے کہ جلدی سے ہاتھ فارغ ہو جائیں کہ ہارون علیہ السلام سے دو ہاتھ کرنے ہیں وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے۔ چونکہ حضرت ہارونؑ کی طبیعت جمالی تھی شاید ان کی نرمی کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ پیغمبر کی توہین مقصود نہیں تھی۔

ماں کی شفقت :

قَالَ ہارونؑ نے کہا اِبْنَ اُمَّ اے میری ماں کے بیٹے۔ جیسے وہ ماں کے بیٹے تھے باپ کے بیٹے بھی تھے مگر ماں میں شفقت زیادہ ہوتی ہے۔ طبعی طور پر اور وہ شفقت ماں

میں نہ ہوتو بچے کی تربیت کبھی نہیں ہو سکتی کون ہے جو ٹھنڈی راتوں میں اٹھ کر پیشاب کرائے ، پاخانہ صاف کرے تو ماں کا واسطہ دیا کہ ماں میں شفقت زیادہ ہوتی ہے فرمایا اے میری ماں کے بیٹے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِیْ اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے۔ میں نے مسئلہ بیان کرنے میں اور سمجھانے میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ کمزوری دکھائی ہے فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ پس تو نہ خوش کر میرے ذریعے دشمنوں کو کہ دشمن کہیں گے کہ اچھے پیغمبر ہیں کہ ایک دوسرے کی داڑھی کھینچتے ہیں سر پکڑتے ہیں چھوٹے نے بڑے کی توہین کی ہے اور شَمَاتَتُ اَعْدا بھی بری چیز ہے۔

کبیرہ گناہوں کی تعداد :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی تکلیف پر خوشی محسوس کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے علامہ ذہبیؒ بڑے چوٹی کے محدث ہیں انھوں نے کتاب لکھی ہے ”کتاب الکبائر“ اس میں انھوں نے کوشش کی ہے کہ جو بڑے بڑے گناہ ہیں ان کی نشاندہی کی جائے۔ ایک روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے آئی ہے کہ ستر کے قریب گناہ کبیرہ ہیں اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات سو کے قریب ہیں اور گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا اور اگر کسی کا حق ہے تو جب تک اس کا حق نہیں دو گے معاف نہیں ہوگا اور جو صغیرہ گناہ ہیں وہ نیکیوں سے معاف ہو جاتے ہیں مثلاً مسجد کی طرف آنے کی برکت سے ایک ایک قدم پر دس نیکیاں ملیں گی اور ایک ایک صغیرہ گناہ خود بخود مٹتا جائے گا اور ایک ایک درجہ بلند ہو جائے گا وضو کی برکت سے ، نماز کی برکت سے ، روزے

کی برکت سے، جمعہ پڑھنے کی برکت سے، حج اور عمرہ کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہ نیکیوں کی وجہ سے معاف نہیں ہوتے یہاں تک کہ حج اور عمرہ کرنے سے بھی معاف نہیں ہوتے کبیرہ توبہ سے معاف ہوگا اور فرض نمازیں اور روزے بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک ان کو قضا نہیں کرو گے یہ مسئلہ میں کئی دفعہ واضح کر چکا ہوں۔ فرمایا وَ لَا تَجۡعَلۡنِیۡ مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اور نہ کر تو مجھے ظالم قوم کے ساتھ۔ انھوں نے ظلم کیا ہے میں نے اپنا فریضہ پورا ادا کیا ہے موسیٰ علیہ السلام کو یقین آ گیا کہ ان کی کوئی کوتاہی نہیں جب تحقیق ہوگئی تو قَالَ عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِاَخِیۡ اے پروردگار معاف کردے مجھے اور میرے بھائی کو۔ مجھے معاف کردے اس کوتاہی پر کہ بھائی کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچا اور دعا میں حضرت ہارونؑ کو شریک کیا دلجوئی کیلئے ورنہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا وَ اَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ اور داخل کر ہمیں اپنی رحمت میں وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ ۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ ۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ○ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ○

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ بیشک وہ لوگ جنہوں نے بنالیا بچھڑے کو معبود سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ پہنچے گا ان کو غضب ان کے رب کی طرف سے وَذِلَّةٌ اورذلت فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

الْمُفْتَرِیْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں افترا باندھنے والوں کو وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اور وہ لوگ جنہوں نے بُرے کام کئے ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا پھر توبہ کی انھوں نے ان برے کاموں کے بعد وَاٰمَنُوْٓا اور سچے دل سے ایمان لائے اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا بیشک تیرا رب توبہ کرنے کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے وَلَمَّا سَکَتَ عَنْ مُّوْسَی الْغَضَبُ اور جب تھم گیا موسیٰ علیہ السلام سے غصہ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ پکڑ لیا انہوں نے تختیوں کو وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ اور ان تختیوں میں لکھی ہوئی تھی ہدایت اور رحمت لِّلَّذِیْنَ ان لوگوں کیلئے هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے سَبْعِیْنَ رَجُلًا ستر آدمی لِّمِیْقَاتِنَا ہمارے مقرر کردہ وقت کیلئے فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس جس وقت پکڑا ان کو زلزلے نے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَکْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا اس سے پہلے ہی اور مجھے بھی اَتُهْلِکُنَا کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اس کاروائی کی وجہ سے جو کی ہے ہم میں سے بعض بیوقوفوں نے اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش اور امتحان تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ تو گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ جس کو چاہتا ہے وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اَنْتَ وَلِیُّنَا تو ہی ہمارا کارساز ہے فَاغْفِرْ لَنَا پس بخش دے ہم کو

وَارْحَمْنَا اور رحم فرما ہم پر وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کا انجام :

موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر چلا آ رہا ہے اور یہ بات بھی بیان ہوئی تھی کہ بنی اسرائیلیوں نے فرعونیوں کے جو زیور پھینکے تھے سامری نے ان کو اٹھا کر ڈھال کر بچھڑا بنا دیا اور جبرائیلؑ کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی اس کے منہ میں ڈالی اس سے ٹیں کی آواز نکلنی شروع ہو گئی تو کچھ نادان لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی کوئی بوسا دیتا ہے، کوئی طواف کرتا ہے، کوئی ہاتھ لگاتا ہے، کوئی سجدہ اور کوئی رکوع کرتا ہے۔ جو مشرک قوموں کا طریقہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ بیشک وہ لوگ جنہوں نے بنالیا بچھڑے کو معبود سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ عنقریب پہنچے گا ان کو غضب ان کے رب کی طرف سے وَذِلَّةٌ اور ذلت فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں۔ وہ ذلت یہ تھی رب تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ پس توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے پس قتل کرو ایک دوسرے کو ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ (پ، ۱) یہ بہتر ہے تمہارے پیدا کرنے والے کے پاس۔

مرتد کی توبہ :

گذشتہ درس میں عرض کیا تھا کہ ان شریعتوں میں مرتد کی توبہ قتل تھی صرف توبہ سے معافی نہیں تھی یہ تو آں حضرت ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے اس امت کے واسطے سہولت ہو گئی کہ معاذ اللہ تعالیٰ اگر کوئی مرتد ہو جائے پھر سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی

رحمت سے معاف فرما دیتے ہیں اور ان کی توبہ قتل تھی چنانچہ غیر مجرموں نے مجرموں کو قتل کیا اور قتل ہونے والے کافی تعداد میں تھے تفسیروں میں ستر ہزار تک تعداد کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں افترا باندھنے والوں کو کہ جو رب تعالیٰ پر جھوٹا افترا باندھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کرو وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اور وہ لوگ جو عمل کرتے ہیں برے ثُمَّ تَابُوْا مِنْ ، بَعْدِهَا پھر توبہ کی ان برے کاموں کے بعد وَاٰمَنُوْٓا اور سچے دل سے ایمان لائے اِنَّ رَبَّكَ مِنْ ، بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک تیرا رب توبہ کرنے کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ کی قبولیت میں تفصیل :

کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ غلط فہمی کا شکار نہ ہونا کہ توبہ کی قبولیت میں تفصیل ہے۔ حق دو قسم کے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد پھر اللہ تعالیٰ کے حق دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں کہ ان کی قضا نہیں ہے مثلاً کسی نے شراب پی لی، زنا کر لیا، طاقت کے ہوتے ہوئے امر بالمعروف نہی عن المنکر نہیں کیا یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان کی قضا نہیں ہے۔ ایسے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرے گا معاف ہو جائیں گے اور دوسرے وہ حق ہیں جن کی قضا ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، عشر اگر یہ کسی کے ذمہ ہیں تو کروڑ مرتبہ بھی توبہ کرے تو معاف نہیں ہوں گے جب تک ان کی قضا نہیں کرے گا مرد عورت بالغ ہونے کے بعد ایک نماز یا ایک روزہ رہ گیا تو کروڑ مرتبہ بھی توبہ سجدے میں گر گر کرے معاف نہیں ہوگا جب تک اس کی قضا نہیں کرے گا اور اسی طرح حقوق العباد بھی توبہ سے معاف نہیں

ہوتے وہ حق چاہے اپنوں کے ہوں یا غیروں کے ہوں مثلاً بھائی کا حق کھا گیا، باپ بیٹے کا حق کھا گیا، بیٹا باپ کا حق کھا گیا کہ اس کی دل آزاری کرتا ہے یا اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرتا ہے یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور فقط زبانی توبہ سے معاف نہیں ہونگے اس کی صورت یہ ہے کہ ان کا حق ادا کیا جائے اور ان سے معافی مانگی جائے کہ میں نے تمہاری گستاخی کی ہے تمہارا حق کھایا تھا مجھے معاف کردو یاد رکھنا سوئی دھاگے تک بھی معافی نہیں ہے۔ غیبت گناہ کبیرہ ہے جھوٹ گناہ کبیرہ ہے غیبت سننا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی آپ ﷺ نے نماز کے بعد دو آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں نماز بھی دوبارہ پڑھو اور آج کے روزے کی بھی قضا کرو وہ بڑے حیران ہوئے کہنے لگے حضرت ہم نے نماز قاعدے کے مطابق پڑھی ہے اور روزہ میں کھایا پیا بھی کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اِغْتَبْتُمَا فُلَانًا تم دونوں نے نماز سے پہلے فلاں آدمی کی غیبت کی تھی تو غیبت کبیرہ گناہ ہے۔

بچوں کے تحفے کا حکم :

ایک مسئلہ اور بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ لوگ بچوں کو تحفے تحائف دیتے ہیں وہ بچے چونکہ چھوٹے ہوتے ہیں وہ خود سنبھال نہیں سکتے ماں باپ یا دادا دادی وغیرہ کسی نے وصول کر لئے تو یہ اس بچے کے کھاتے میں ہیں ان کو کوئی اور استعمال نہیں کرسکتا بچے کی اجازت دینے کے باوجود بھی، کیونکہ بچہ اجازت دینے کا اہل نہیں ہے اس لئے اس کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اگر بچے کے علاوہ کسی اور مصرف میں استعمال کیا تو حرام کا ارتکاب کیا ہے اور اس بچے کے علاوہ کسی اور نے کھایا تو خنزیر کھایا ہے۔ عورتیں اس مسئلے کو

اچھی طرح سمجھ لیں اگر بچے کے کپڑے تنگ ہو گئے ہیں تو وہ کپڑے اس کے دوسرے بہن بھائی نہیں پہن سکتے وہ اسی کے کھاتے میں ہیں کسی اور کو دینے کی اجازت نہیں ہے۔ (ہاں اگر ان کپڑوں کی قیمت لگا کر پیسے بچے کے مصرف میں خرچ کیے تو پھر دوسروں کو دے سکتے ہو۔ بلوچ) ہم میں بہت ساری کوتاہیاں ہیں بیچارے روزے اور نمازیں کیا کریں گی حلال حرام کی تمیز تو ہم میں ختم ہو گئی ہے۔ تو یاد رکھنا حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہونگے بیشک کوئی کروڑ مرتبہ بھی توبہ کرے توبہ کی شرائط ہیں بخاری شریف میں حدیث ہے قیامت کا دن ہوگا وہاں ایسے بندے بھی ہوں گے کہ جن کی نیکیوں کے وہاں پہاڑ قائم ہوں گے وہ بندہ دیکھ کر بڑا خوش ہوگا کہ میری نیکیاں بڑی ہیں خیر صلاً ہے جس وقت حساب شروع ہوگا ایک آدمی آئے گا کہے گا اے پروردگار! اس نے مجھے گالی دی تھی پروردگار اس نے مجھے گھور کر دیکھا تھا پروردگار اس نے میرا مال کھایا تھا پروردگار اس نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی کوئی کہے گا اے پروردگار اس نے میری غیبت کی تھی اس کی وہ سب نیکیاں ان پر تقسیم ہو جائیں گی اور وہ جو پہاڑ نظر آرہے تھے ذرہ بھی نہیں رہیں گے ان کے گناہ اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیئے جائیں گے اور دوزخ میں بھیج دیا جائے گا تو بندے کا حق بڑی سخت چیز ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور سے واپس آئے اور دیکھا کہ قوم گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو گئی ہے تو سخت غصے میں آئے حضرت ہارونؑ کا سر اور داڑھی پکڑ کر جھنجھوڑا کہ شاید ان کی نرمی سے یہ کام ہوا ہے۔ پھر جب انھوں نے وضاحت فرمائی کہ میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی میں نے تو ان کو اتنا سمجھایا ہے کہ قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے اب موسیٰ علیہ اسلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ ارشاد ربانی ہے وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اور جب تھم

گیا موسیٰ علیہ السلامؑ سے غصہ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ پکڑ لیا انہوں نے تختیوں کو جو جلدی سے نیچے رکھی تھیں وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ اور ان تختیوں میں لکھی ہوئی تھی ہدایت اور رحمت لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

اعجازِ قرآن :

تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں قرآن کریم کا مرتبہ سب سے بلند ہے اور الحمد للہ آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود پروردگار نے لیا ہے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (پ ۱۴، حجر) بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔قرآن کریم کے الفاظ محفوظ ہیں، اس کا لب ولہجہ محفوظ ہے، اس کا ترجمہ اور تفسیر محفوظ ہے۔قرآن کریم کے بعد درجے میں تورات کا مقام ہے ہزارہا سال تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر، علماءِ احبار و مشائخ اس کے مطابق عمل کرتے رہے۔ہمیں معلوم نہیں ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل شکل میں کہیں موجود ہے پادری صاحبان کا اقرار ہے کہ ان میں تبدیلیاں ہوئیں ہیں۔موسیٰ علیہ السلام جب تورات لے کر آئے تو لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ کتاب تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے اور ان کو وقفے وقفے کے بعد پڑھ کر سنائی مثلاً ایک دن دس پارے دوسرے دن دس پارے تیسرے دن دس پارے چوتھے دن دس پارے۔سب مردوں، عورتوں، بوڑھوں، جوانوں نے ساری تورات سنی جب سن چکے تو کہنے لگے یہ کتاب تو بڑی سخت ہے ہم سے اس پر عمل نہیں ہوسکتا یہ کتاب آپ اللہ تعالیٰ کے پاس لے جائیں اور ہمیں اور کوئی کتاب آسان سی

لا کر دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑے رؤف ورحیم ہیں، رحمٰن ہیں، علیم ہیں، خبیر ہیں اس نے جو حکم دیئے ہیں صحیح ہیں کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے سامنے درخواست کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے فرمایا ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کیلئے۔ فرمایا میں ان نمائندوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے درخواست کروں گا کہ ہمیں کوئی آسان سی کتاب دے دیں یا اس میں جو سخت حکم ہیں ان میں نرمی پیدا فرمادے چنانچہ ستر آدمی لیکر موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہنچ گئے حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے ان کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اے پروردگار آپ تو جانتے ہیں مگر میں ان کی نمائندگی کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ تورات کے احکام بڑے سخت ہیں لہٰذا یہ کتاب واپس لی جائے اور ہمیں اس کی جگہ کوئی آسان سی کتاب دی جائے یا اس کے فلاں فلاں حکم میں ترمیم ہو جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ کتاب ان کی طاقت کے مطابق ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا چونکہ تم نے پہلے آزاد زندگی گزاری ہے حیوانوں کی طرح۔ اب پابندیوں سے گھبراتے ہو کچھ دن عمل کرو گے عادت بن جائیگی مشکل نہیں ہوگی۔

ستر آدمیوں کا مطالبہ اور انکا انجام :

انھوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے کانوں سے سنا لیکن اکڑ گئے کہنے لگے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً (پ ۱، البقرہ ۵) ہم ایمان نہیں لائیں گے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ یہاں رَجْفَةُ کا لفظ ہے رجفہ کا معنیٰ زلزلہ اور پہلے

پارے اور دوسرے مقامات پر صَاعِقَة کا لفظ ہے جس کا معنی بجلی ہے آسمان سے جب بجلی گری تو اس کے ساتھ زمین پر زلزلہ بھی پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس جس وقت پکڑا ان کو زلزلے نے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا اس سے پہلے اور مجھے بھی۔ تو قادر مطلق ہے وہیں گھروں میں بھی ان کو ہلاک کر سکتا تھا اور مجھے بھی ہم سارے تیری مخلوق ہیں حکم تو تیرا ہی نافذ ہے اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس کاروائی کی وجہ سے جو کی ہے ہم میں سے بعض بیوقوفوں نے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ درخواست کی اور پہلے پارے میں ہے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا مرنے کے بعد تاکہ تم شکریہ ادا کرو یہ گرفت اس وجہ سے ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو حکم میں نے دیئے ہیں یہ تمہاری طاقت کے مطابق ہیں ان پر عمل کرو اور اگر کوئی کمی ہوئی تو میں غفور رحیم ہوں بخش دونگا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہو سکے اس پر عمل کرو نہیں ہو سکتا تو میں معاف کر دوں گا اس پر گرفت ہوئی اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش اور امتحان تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ تو گمراہ کرتا ہے اس آزمائش کے ساتھ جس کو چاہتا ہے وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

سطحی قسم کے لوگوں کے اعتراض کا جواب :

میں پہلے کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ سطحی قسم کے لوگ جب اس عنوان کی آیات پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو پھر اس

میں ہمارا کیا دخل ہوا خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ جب اللہ تعالیٰ نے ہی دلوں پر مہر لگا دی، کانوں پر مہر لگادی اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے تو بندے کا کیا قصور ہے بندہ تو مجبور ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے شاعر نے کہا ہے.....

درمیان قعر تختہ بند کردہ ای
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

رسیوں میں جکڑ کر پانی میں پھینک دیا جائے اور کہا جائے کہ بھیگنا نہیں بھائی وہ بھیگے گا نہیں تو کیا کرے گا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے قرآن کریم کی آیات کھول کر دکھائی ہیں اور تمہیں پڑھائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اور جو ایمان لانے کی نیت کرے گا یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ اللہ تعالیٰ راہنمائی کرتا ہے اپنی طرف اس کی جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور کفر کا بھی اس نے اختیار دیا ہے۔ تیرھویں پارے میں ہے یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ جو اپنے کفر اور شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں جبراً اللہ تعالیٰ نہ تو کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے۔ ہدایت میں بھی انسان کا اپنا دخل ہے اور گمراہی میں بھی اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی جدھر کوئی پھرنا چاہتا ہے ہم ادھر ہی پھیر دیتے ہیں اگر کوئی ایمان کی طرف آئے گا تو فرمایا وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اور جو کوشش کرتے ہیں ہماری طرف آنے کی ہم ضرور راہنمائی کرتے ہیں ان کو اپنے راستوں کی یعنی اپنی طرف آنے کی توفیق

دے دیتے ہیں اور فَلَمَّا زَاغُوْا اور جب وہ ٹیڑھے راستے پر چلتے ہیں اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ تو اللہ تعالیٰ ان کے دل ٹیڑھے کر دیتا ہے۔ فرمایا اَنْتَ وَلِیُّنَا تو ہی ہمارا کارساز ہے، آقا ہے فَاغْفِرْ لَنَا پس بخش دے ہمیں۔ ان نادانوں کی غلطی معاف کر دے وَارْحَمْنَا اور رحم فرما ہم پر وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ درگذر کرنے والا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وَاكْتُبْ لَنَا اور لکھ دے ہمارے لئے فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً اس دنیا میں بھلائی وَّفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں بھی بھلائی اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ بیشک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ

اَشَآءُ پہنچاؤں گا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں گا وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ
شَیْءٍ اور میری رحمت وسیع ہے ہر چیز پر فَسَاَكْتُبُهَا پس بتاکید میں لکھوں گا اس
رحمت کو لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور
دیتے ہیں زکوٰۃ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان
لاتے ہیں اَلَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ جو اتباع کرتے
ہیں اس رسول کا جو نبی ہے کہ اس نے کسی سے پڑھا نہیں ہے الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ وہ
جس کو پاتے ہیں مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ لکھا ہوا اپنے پاس
تورات اور انجیل میں یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وہ حکم دیتا ہے ان کو نیکی کا وَیَنْهٰهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتا ہے برائی سے وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ اور وہ حلال
ہونا بیان کرتا ہے ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور
حرمت بیان کرتا ہے ان کے سامنے ناپاک چیزوں کی وَیَضَعُ عَنْهُمْ
اِصْرَهُمْ اور اُتارتا ہے ان سے ان کے بوجھ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ
عَلَیْهِمْ اور طوق جو ان پر تھے فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے
وَعَزَّرُوْهُ اور اس کی تعظیم کی وَنَصَرُوْهُ اور اس کی مدد کی وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ
اور پیروی کی اس نور کی اُنْزِلَ مَعَهٗ جو اتارا گیا اس کے ساتھ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

بنی اسرائیل کا مطالبہ :

پہلے سے یہ مضمون چلا آرہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب توراۃ لاکر قوم کے سامنے پیش کی تو قوم نے کہا کہ یہ کتاب بہت مشکل ہے ہم سے اس پر عمل نہیں ہوسکتا لھذا اس کو تبدیل کراؤ یا اس کے احکام میں ترمیم کراؤ۔ اس سلسلے میں موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نمائندے ساتھ لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے اپیل کی کہ اے پروردگار یہ قوم کے نمائندے میرے ساتھ آئے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اس کتاب کے احکام سخت ہیں ہم سے عمل نہیں ہوسکتا بدل دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جو احکام تمہیں دیئے ہیں تمہاری طاقت کے مطابق ہیں (صرف دو نمازیں اور کچھ احکام تھے وہ ہم پر بھی ہیں) اگر اس میں کوئی کمی ہوگی تو میں معاف کردونگا اللہ تعالیٰ کے کلام کو انہوں نے کانوں سے سنا، سن کر کہنے لگے ہمیں کیا معلوم ہے کہ یہ جن بول رہا ہے، بھوت بول رہا ہے، کوئی فرشتہ بول رہا ہے، ہم تو رب تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھیں گے تب مانیں گے اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ نے ان پر بجلی گرائی یہ ستر آدمی مارے گئے پھر موسیٰ علیہ لسلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وَاكْتُبْ لَنَا اور لکھ دے ہمارے لئے فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً اس دنیا کی زندگی میں بھلائی کہ ہم اچھے کام اور نیکیاں کرتے رہیں وَّفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی زندگی میں بھی ہمارے لئے بھلائی لکھ دے اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ بیشک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف۔ یہودیوں کو یہودی کہنے کی ایک وجہ تفسیروں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی نادانی کے بعد ان کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے کہا تھا اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ہم نے تیری طرف رجوع کیا هُدْنَا سے یہودی

ہیں رجوع کرنے والے اور......

یہودی کی وجہ تسمیہ :

ایک وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا تو اس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو یہودی کہا جاتا ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ تَھَوُّدْ کے معنی حرکت کرنا ہے اور ان کے حافظ جب تورات پڑھتے تھے تو حرکت کرتے تھے یعنی آگے پیچھے ہلتے تھے جیسا کہ حفاظ قرآن جب پڑھتے ہیں تو آگے پیچھے جھومتے ہیں اس طرح وہ بھی جھومتے تھے حرکت کرتے تھے اس لئے ان کو یہودی کہا جاتا ہے۔ قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ پہنچاؤں گا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا سرکشی اور بغاوت پر اترے گا اس کے احکام کی اطاعت نہیں کرے گا اس کو عذاب پہنچے گا وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔ دنیا میں نافرمانوں کو بھی اولاد، مال، دولت ملتی ہے، بادشاہی اور اقتدار ملتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی اور شیطان کا مکالمہ :

شیخ محی الدین بن عربیؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کو شیطان ملا اور کہنے لگا مجھے جانتے ہو میں کون ہوں فرمایا ہاں تو ابلیس لعین ہے کہنے لگا اچھا یہ بتاؤ کہ میرے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت میں حصہ ہے یا نہیں فرمایا تیرے لئے رب کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ شیطان نے کہا کہ پھر آپ نے قرآن تو پڑھا ہی نہیں ہے۔ کہنے لگے قرآن کریم میں نے پڑھا ہے۔ ابلیس نے کہا قرآن کریم میں آتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ

شَــــیْءٍ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔تو میں بھی تو ایک چیز ہوں اور بڑی چیز ہوں تو میرے واسطے رب کی رحمت کیوں نہیں ہے فَسَکَتَ الشَّیْخُ شیخ خاموش ہو گئے۔

لیکن ہمارے بزرگوں میں سے دو نے اس کا جواب دیا ہے ایک حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں ہوتا تو کہتا اے ابلیس تیرے لئے رحمت اس لئے نہیں ہے کہ تو رحمت کی چھتری کے نیچے ہی نہیں آتا رحمت کی چھتری کے نیچے آتا تو رحمت کا کچھ حصہ تجھے ملتا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کر کے تو رحمت کی چھتری کے نیچے نہیں آیا دوسرا جواب حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے دیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں ہوتا تو جواب دیتا کہ تیرے واسطے بھی رحمت کا حصہ ہے۔وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ تیرے لئے جتنا عذاب مقدر ہے رب تعالیٰ اس سے زیادہ دینے پر بھی قادر ہے مگر وہ اس سے زیادہ عذاب تجھے نہیں دے گا یہ رب کی رحمت ہے۔

فرمایا فَسَاَکْتُبُهَا پس بتاکید میں لکھوں گا اس رحمت کو یعنی فرشتوں کو حکم دوں گا لکھنے کا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں۔ایک تو رحمت کا حصہ ان کو ملے گا اور کس کو ملے گا؟ فرمایا وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ اور جو دیتے ہیں زکوۃ۔مالی عبادات میں زکوۃ کا بہت بلند مقام ہے اور رحمت کن کیلئے ہے؟ فرمایا وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ظاہر بات ہے کہ جو ایمان نہیں لاتا، زکوۃ نہیں دیتا، رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کیلئے رحمت کہاں ہوگی وہ تو رحمت کی چھتری کے نیچے آیا ہی نہیں ہے اَلَّـــذِیْـــنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ وہ لوگ ہیں جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کا جو نبی ہے کہ اس نے کسی سے پڑھا نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں وہ

تمام اپنے اپنے درجے کے مطابق لکھنا پڑھنا جانتے تھے آنحضرت ﷺ اُمّی تھے۔

پہلی کتب سماویہ میں حضور ﷺ کی صفات کا موجود ہونا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ اور نہیں تھے آپ ﷺ پڑھتے اس سے پہلے کوئی کتاب وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (پ، ۲۱، العنکبوت) اور نہ لکھتے تھے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اس وقت البتہ شک کرتے باطل پرست لوگ۔ تو آپ ﷺ اُمی تھے اور اس بات سے سارے بخوبی واقف تھے اور لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جو علم نازل فرمایا اس نے ساری دنیا کے علماء کو مات کر دیا تو آپ رسولِ اُمی ہیں الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ جس کو وہ پاتے ہیں مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔ آنحضرت ﷺ کی صفات توراۃ میں بھی تھیں اور انجیل میں بھی تھیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی صفات اور نشانیاں بھی تورات اور انجیل میں موجود ہیں۔ ان کی خوبی ہے يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ حکم دیتا ہے ان کو نیکی کا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو، قربانی کرو، سچ بولو، پورا تولو، ماپ کر پورا دو، کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتا ہے برائی سے۔ کہ شرک نہ کرو بدعت کے قریب نہ جاؤ، تکبر سے بچو، کسی کو گالی نہ دو، کسی کا مال ناجائز نہ کھاؤ، کسی کا حق نہ دباؤ، کسی کیساتھ زیادتی نہ کرو۔

حلال حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور وہ حلال ہونا بیان کرتا ہے ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کا وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور حرمت بیان کرتا ہے ان کے سامنے ناپاک چیزوں کی۔ يُحِلُّ

کے لفظی معنٰی حلال کرنے کے ہیں اور یُحَرِّمُ کے لفظی معنٰی حرام کرنے کے ہیں اور حلال حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حرام و حلال کرنے کا اختیار نہیں حلال اور حرام کرنے کی نسبت آپ کی طرف بیان کرنے کی وجہ سے۔ اس لیے میں نے ترجمہ کیا ہے کہ حلال کو بیان کرتے ہیں اور حرمت کو بیان کرتے ہیں تو مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ حلال کرنا اور حرام کرنا رب تعالیٰ کی صفات ہیں اور مخلوق میں سے یہ صفت کسی کو حاصل نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر صرف اپنی ذات کیلئے شہد کو حرام کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ تحریم نازل فرمائی یٰاَ یُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ اے نبی آپ کیوں حرام قرار دیتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے حلال ٹھہرائی ہے تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ کیا آپ چاہتے ہیں خوشنودی اپنی بیویوں کی قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِکُمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے کھول دینا تمہاری قسموں کا۔ فرمایا شہد نہ کھانے کی جو قسم اٹھائی ہے اس کو توڑ و کفارہ ادا کرو اور شہد استعمال کرو۔ جب آنحضرت ﷺ کسی چیز کو حرام نہیں قرار دے سکتے تو اور کسی کی کیا حیثیت ہے کہ وہ حرام اور حلال ٹھہراتا پھرے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا آج بھی دستور ہے اور اس وقت بھی تھا کہ کھانے کے ساتھ سلاد رکھتے ہیں ٹماٹر، پیاز، مولی، گاجر وغیرہ تو انھوں نے سلاد رکھا اس میں تھوم بھی تھا کچا لہسن دل کی بیماریوں کیلئے بہت بڑا علاج ہے ڈاکٹر بھی کہتے ہیں اور حکیم بھی۔ آپ ﷺ نے باقی چیزیں تو تناول فرمائیں مگر تھوم کو ہاتھ نہ لگایا اور ساتھیوں کے آگے کر دیا اور فرمایا کہ تم کھاؤ ساتھیوں میں سے کسی نے کہا حضرت کیا تھوم حرام ہے؟ فرمایا نہیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے

حلال کیا ہے میں اس کو حرام نہیں کرسکتا حضرت پھر کھاتے کیوں نہیں؟ فرمایا اس لئے نہیں کھاتا کہ تھوم سے بو آتی ہے اور میرے پاس فرشتے آتے ہیں اور فرشتوں کو بو سے نفرت ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پیاز، تھوم، مولی اور وہ چیز جس سے بو آتی ہو کھا کر فوراً مسجد میں نہ آؤ کیونکہ فرشتے بو سے نفرت کرتے ہیں اور یاد رکھنا حقے کی بو تھوم سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے اور آنحضرت ﷺ کو بو سے کتنی نفرت ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگاؤ۔ ایک صوفی قسم کے بہت نیک آدمی تھے ان کو تبخیر کی تکلیف تھی کسی حکیم نے کہا حضرت آپ حقہ پیا کریں اس سے تبخیر گیس کو فائدہ ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے حقہ پینا شروع کر دیا انھوں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں اور سامنے بیٹھنے کی بجائے پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے ہیں انھوں نے آپ ﷺ کی طرف رخ پھیرا تو آپ ﷺ پھر پیٹھ کی طرف ہوگئے پھر چہرہ آپ کی طرف پھیرا آپ ﷺ پھر پیٹھ کے پیچھے ہوگئے بڑے پریشان ہوئے اور اسی پریشانی میں نیند کھل گئی شاہ عبدالعزیزؒ اپنے دور میں علم تعبیر کے بڑے ماہر تھے ان کے پاس گئے خواب کی تعبیر کیلئے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم حقہ تو نہیں پیتے کہنے لگے پیتا ہوں فرمایا یہی وجہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کو حقے سے نفرت ہے۔ لھذا مسجد میں آنے سے پہلے بو کا ازالہ کرو مسواک کے ساتھ خوشبو لگاؤ اسی لئے حکم ہے کہ جمعہ اور عید کے دن غسل کرو کہ اجتماع ہوتا ہے دوسروں کو تنگی نہ ہو رب توفیق دے تو نئے کپڑے پہن کر آؤ ورنہ دھلے ہوئے پہن کر آؤ مسواک کر کے آؤ کیونکہ بعض حضرات کے منہ سے بو آتی ہے اور بعض حضرات کی بغلوں سے بعض کے ناک اور بعض کے کانوں سے اور بعض کی انگلیوں سے اگرچہ یہ ساری غیر اختیاری ہیں مگر شریعت کہتی ہے کہ اس کو دور کرو تا کہ دوسروں کو

نفرت نہ ہواس سے اندازہ لگاؤ کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا کتنا گناہ ہے۔ایک مسئلہ یہ بھی سمجھ لیں کہ معتکف ضروری غسل مسجد سے باہر جا کر کر سکتا ہے مگر غسل جمعہ جو سنت ہے کرنا چاہے تو مسجد میں ٹب رکھ کر اس میں بیٹھ کر کرے باہر نہیں جا سکتا اسی طرح اگر کسی عورت نے غسل کرنا ہے جو اعتکاف بیٹھی ہے اگر ضروری غسل ہے تو اعتکاف والی جگہ سے باہر جا سکتی ہے اگر ضروری نہیں ہے تو جہاں بیٹھی ہے وہاں سے باہر نہ نکلے تو خیر مسئلہ یہ بیان ہو رہا تھا کہ حرام اور حلال کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حلال اور حرام کا اختیار نہیں ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی جویریہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے تھے آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی میں نے سنا ہے کہ تو جویریہ کیساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔حضرت علیؓ نے کہا حضرت کچھ بات ہوئی تو ہے فرمایا سن لے لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا اُحِلُّ حَرَامًا میں حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور حرام کو حلال نہیں کر سکتا تیرے ساتھ جویریہ کا نکاح حلال ہے لیکن میری بیٹی کا مزاج اور ہے اور اس خاندان کی عورتوں کا مزاج اور ہے میری بیٹی اس کے ساتھ رہ نہیں سکتی میں باپ ہوں اپنی بیٹی کی طرف سے وکالت کر رہا ہوں اگر ضروری اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو میری بیٹی فاطمہ کو طلاق دیدے۔جس وقت طلاق کا سنا تو حضرت علیؓ کے طوطے اڑ گئے پریشان ہو گئے کہنے لگے حضرت میری توبہ حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کوئی اور شادی نہیں کی ان کے بعد پھر کئی نکاح کیے۔

بوجھ اور طوق کی حقیقت :

فرمایا وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ اور اُتارتا ہے ان سے ان کے بوجھ وَالْاَغْلٰلَ

الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْہِمْ اور طوق جوان پر تھے۔ رہا یہ سوال کہ وہ بوجھ اور طوق کیا تھے تو بہت ساری چیزیں ہیں مثلاً ان پر زکوٰۃ چوتھائی تھی چار سو میں سے ایک سو دینا پڑتا ہے چار ہزار میں سے ایک ہزار، چار لاکھ میں سے ایک لاکھ اور آپ ﷺ کی شریعت میں چالیسواں حصہ ہے کہ چالیس سو ہوں تو پھر ایک سو ہے چالیس ہزار ہوں تو ایک ہزار ہے ان کیلئے مال غنیمت حلال نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے غنیمت کا مال بھی حلال فرمایا ہے ان کے مردوں کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور ہماری شریعت میں ہر پاک جگہ پر نماز درست ہے اُن کو تیمم کی اجازت نہیں تھی ہر حال میں وضو کرنا پڑتا تھا اگر کپڑے پر نجاست لگ جاتی تو دھونے سے پاک نہیں ہوتا تھا کاٹنا پڑتا تھا مثلاً یہ میرے پاس کمبل ہے کسی وقت انسان کی نکسیر پھوٹ پڑتی ہے، بدن میں پھوڑے کا زخم ہوتا ہے اس پر خون کے قطرے لگ جاتے ہیں تو دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر کاٹنا پڑتا تو یہ کتنا قیمتی کپڑا ہے اندازہ لگاؤ کتنے نقصان کی بات ہے۔ ان پر بہت سی پابندیاں تھیں بعض تفسیروں میں یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص رات کو گناہ کرتا تو صبح کو فرشتے اس کے دروازے پر لکھ دیتے تھے کہ فَعَلَ کَذَا فُلَانٌ کہ فلاں نے یہ حرکت کی ہے یہ تمام بوجھ اور طوق کی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وسیلے سے اتار دیئے فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے وَعَزَّرُوْہُ اور اس کی تعظیم کی وَنَصَرُوْہُ اور اس کی مدد کی وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا اس کے ساتھ۔ وہ نور یہ قرآن کریم ہے۔ چھٹے پارے میں آتا ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا اور ہم نے نازل کیا تم پر نور مبین اور سورۃ تغابن میں ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول

پر وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اوراس نور پر جس کو ہم نے اتارا ہے۔ یہ قرآن نور ہدایت ہے، نور حق ہے، نور توحید، نور سنت ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ جن کی خوبیاں اوپر بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی اوصاف والا بنائے اور آنحضرت ﷺ کا صحیح معنٰی میں متبع اور پیروکار بنائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قُلْ يٰۤاَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِىْ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ
وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَمِنْ قَوْمِ
مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○ وَقَطَّعْنٰهُمُ
اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى
اِذِاسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ
مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ
السَّلْوٰى ؕ كُلُوْامِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَاظَلَمُوْنَاوَلٰكِنْ
كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْاهٰذِهِ
الْقَرْيَةَ وَكُلُوْامِنْهَاحَيْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْاحِطَّةٌ
وَّادْخُلُواالْبَابَ سُجَّدًانَّغْفِرْلَكُمْ خَطِيْۤـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ

الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○

قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ اللہ جس کیلئے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر وَرَسُوْلِهِ اور اس کے رسول پر النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ جو نبی ہے ان پڑھ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وہ نبی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وَكَلِمٰتِهٖ اور اس کے فیصلوں پر وَاتَّبِعُوْهُ اور تم اس کی پیروی کرو لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک گروہ تھا يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ جو راہنمائی کرتا تھا حق کے مطابق وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ اور اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے تھے وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا بارہ خاندانوں کے گروہ بنا کر وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ جس وقت پانی مانگا ان سے ان کی قوم نے اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

الْحَجَرَ یہ کہ مار اپنی لاٹھی پتھر پر فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ پس پھوٹ پڑے اس پتھر سے اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا بارہ چشمے قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ تحقیق جان لیا ہر گروہ نے مَّشْرَبَهُمْ اپنی پانی پینے کی جگہ کو وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ اور ہم نے سایہ کیا ان پر بادلوں کا وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ اور نازل کیا ہم نے ان پر من اور سلویٰ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے وَمَا ظَلَمُونَا اور انھوں نے نہیں ظلم کیا ہم پر وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اور جب کہا گیا ان سے اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ ٹھہرو اس بستی میں وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ اور کھاؤ اس سے جہاں سے چاہو وَقُولُوا حِطَّةٌ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ بخش دیں گے ہم تمہارے گناہ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور بتاکید ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ پس بدل دی ان لوگوں نے جنھوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي بات سوا اس کے قِيلَ لَهُمْ جو ان سے کہی گئی تھی فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا پس بھیجا ہم نے ان پر عذاب مِّنَ السَّمَاءِ آسمان سے بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ اس وجہ سے کہ تھے وہ ظلم کرتے۔

عالمگیر رسالت :

اس سے پہلی آیات میں یہود و نصاریٰ کو توجہ دلائی گئی تھی کہ تمہاری طرف اس پیغمبر کو بھیجا گیا ہے یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ اس کو پاتے ہیں وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں اور جب وہ پیغمبر تشریف لے لائے تو انہوں نے اعلان کیا قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے انسانو اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔ خطاب عام ہے یہ نہیں فرمایا کہ اے عربیو یا اے عجمیو، اے کالے رنگ والو یا گورے رنگ والو! بلکہ فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ تمام کائنات کیلئے رسول ہیں چنانچہ سورۃ فرقان میں ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا بڑی برکت دینے والی ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان اپنے بندے پر تاکہ ہو جائے وہ تمام جہان والوں کیلئے ڈرانے والا تو عالمین انسان جنات سب پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کو سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ حدیث پاک میں ہے آں حضرت ﷺ نے فرمایا بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مجھے اللہ تعالیٰ نے کالے سرخ انسان جنات سب کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تمام مکلف مخلوق آپ کی رسالت ماننے کی پابند ہے آگے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے اس پیغمبر کو بھیجا ہے۔ فرمایا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ اللہ جس کیلئے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی۔ ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق، پروردگار لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ :

اِلٰہ کے معنٰی دستگیر اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی حاجت روا نہیں ہے، مشکل کشا نہیں ہے، فریادرس نہیں ہے، دستگیر نہیں ہے لھذا اس کے سوا نذرونیاز کے لائق کوئی نہیں ہے۔ فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرد یا عورت اس طرح منت مانتا ہے کہ اگر ہمارا فلاں مریض تندرست ہوگیا یا میں امتحان میں کامیاب ہوگیا یا میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنی چیز فلاں بزرگ کے نام پر دونگا تو وہ کافر ہوگیا، دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اس لئے کہ نذر عبادت ہے وَالْعِبَادَةُ لَاتَجُوْزَ لِمَخْلُوْقٍ اور عبادت مخلوق کیلئے جائز نہیں ہے۔ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی مسجود نہیں ہے، کوئی عالم الغیب نہیں ہے، کوئی حاضر وناضر نہیں ہے، کوئی مختار نہیں ہے، تمام جہانوں کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ﷺ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ جو نبی ہے ان پڑھ۔ رسول کا معنٰی ہے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا اور نبی کا معنٰی ہے خبر دینے والا۔ رسول اللہ تعالیٰ کے پیغام بھی پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے لوگوں کو خبردار بھی کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ امی ہیں یعنی مخلوق میں سے آپ نے کسی سے نہیں پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ علوم عطا فرمائے کہ دنیا کے تمام علوم ان کے سامنے ہیچ ہیں اَلَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وہ نبی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کے فیصلوں پر حکموں پر وَاتَّبِعُوْهُ اور تم اس کی پیروی کرو جو عمل انہوں نے کئے ہیں ان پر چلو لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ ہدایت آنحضرت ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے سے ہی حاصل

ہوگی۔

یہود کا تذکرہ :

آگے پھر یہودیوں کا ذکر ہے وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّۃٌ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک گروہ تھا یَھْدُوْنَ بِالْحَقِّ جو راہنمائی کرتا تھا حق کے مطابق۔لوگوں کو بتاتا تھا کہ حق یہ ہے اس پر قائم رہو وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ اور اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے تھے۔لیکن تھے تھوڑے سے کیونکہ یہاں مِنْ تبعیضیہ ہے اور اہل حق ہمیشہ تھوڑے رہے ہیں اکثریت ہمیشہ باطل کی رہی ہے۔آٹھویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو کہ مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ مردم شماری کرا لیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ لوگ زیادہ ہیں یا آپ کے ساتھ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور اگر آپ اطاعت کریں گے ان لوگوں کی جو اکثر ہیں زمین میں تو بہکا دیں گے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔

قلت، کثرت حق پہ دال نہیں :

اکثریت تو ہمیشہ گمراہوں کی رہی ہے قلت کثرت کا کوئی سوال نہیں ہے حق، حق ہے چاہے حق والے تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت حنظلہ بن صفوان کا صرف ایک امتی تھا اور ایسے پیغمبر بھی گذرے ہیں کہ جن کو ایک امتی بھی نہیں ملا۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے پیغمبر بھی تشریف لائیں گے جن کے ساتھ ایک امتی ہوگا اور ایسے بھی ہونگے کہ جن کے ساتھ دو امتی ہونگے اور ایسے بھی ہونگے کہ جن کے ساتھ تین امتی ہوں گے اور وہ بھی ہوں گے جن کے ساتھ چار

امتی ہونگے اور وہ بھی ہونگے جن کے ساتھ پانچ امتی ہوں گے اور وہ بھی ہونگے جن کے ساتھ دس امتی ہوں گے اور وہ بھی ہونگے جن کے ساتھ جماعت ہوگی اور سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی امت ہوگی اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ایسی عورتوں کے ساتھ شادی کرو جو بچے زیادہ جننے والیاں ہوں محبت کرنے والیاں ہوں کیونکہ مجھے امت کی اکثریت کی وجہ سے قیامت والے دن فخر ہوگا اور وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں جان پڑ جانے کے بعد مردہ پیدا ہوا مردم شماری میں وہ بھی باقاعدہ آئے گا اور......

یومِ قیامت بچے کا جھگڑا :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسا بچہ کہ ماں کے پیٹ میں اس کے اندر جان پڑ چکی تھی اور مر گیا مردہ پیدا ہوا وہ قیامت والے دن بڑا جھگڑا کرے گا جس وقت اس کے ماں باپ کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے وہ ماں باپ کا دامن پکڑ لے گا فرشتے کہیں گے کہ تم جنت میں جاؤ ان کو ہم دوزخ میں لے جائیں گے وہ کہے گا میں تو امی ابو کے ساتھ جاؤں گا اور اتنا جھگڑا کرے گا کہ رب تعالیٰ فرمائیں گے اے جھگڑالو بچے! ماں باپ کا دامن پکڑ لے اور ان کو جنت میں ساتھ لے جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَطَّعْنٰھُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ اَسْبَاطًا اُمَمًا اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا بارہ خاندانوں کے گروہ بنا کر۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنیٰ ہے عبداللہ۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک حضرت یوسفؑ بھی تھے حضرت یعقوبؑ کی بیٹی کوئی نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے ان بارہ بیٹوں کی آگے نسل چلائی اور وہ مستقل

بارہ خاندان بنے۔ان کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو بکھیر دیا بارہ خاندانوں کے گروہ بنا کر وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗ جس وقت پانی مانگا ان سے ان کی قوم نے اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یہ کہ مار اپنی لاٹھی پتھر پر فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پس پھوٹ پڑے اس پتھر سے بارہ چشمے۔یہ وادی تیہ کا واقعہ ہے آج کل کے جغرافیے میں اس کا نام وادیٔ سینائی ہے۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں وادی سینائی پر یہودیوں کا قبضہ ہو گیا تھا یہ میدان چھتیس میل لمبا اور چوبیس میل چوڑا ہے اور سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے اس کا کچھ حصہ تو مصر کو مل گیا ہے لیکن فوجی اہمیت کا حامل حصہ جہاں تیل ہے وہ اب بھی یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔

بنی اسرائیل کا انکارِ جہاد :

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلوں کو لیکر جب اس میدان میں پہنچے تو قوم سے فرمایا کہ شام فلسطین حاصل کرنے کیلئے عمالقہ قوم سے جہاد کرنا ہے کیونکہ وہ اس علاقے پر قابض تھی قوم نے کہا کہ وہ بڑی سخت جنگجو قوم ہے ہم ان کے ساتھ نہیں لڑ سکتے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ آپ اپنے رب کے ساتھ جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ علاقہ چالیس سال کیلئے حرام کر دیا چالیس سال تک اسی وادیٔ سینائی میں پھرتے رہو۔یہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے ،نوجوان،ان کی ضرورتوں میں سے پانی بھی تھا،کھانا بھی تھا،سایہ بھی تھا تو سارے انتظام اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کئے پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

مَّشْــرَبَهُــمْ جان لیا ہر گروہ نے اپنی پانی پینے کی جگہ کو۔ کہ یہ چشمہ یوسفیوں کا ہے، یہ روبیلیوں کا ہے، یہ بنیامینیوں کا ہے، یہ یہودیوں کا ہے تاکہ آپس میں جھگڑا نہ کریں وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ اور ہم نے ان پر سایہ کیا بادلوں کا۔ کیونکہ وہ کھلا میدان تھا اور کوئی درخت وغیرہ نہیں تھا باغیوں کی بھی اللہ تعالیٰ نے پوری مدد کی پھر خوراک کا مسئلہ پیدا ہوا کہ خوراک کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا انبیاء کرام علیہم السلام بھی کھانا کھاتے تھے۔ کافروں نے آں حضرت ﷺ کو طعنہ دیا کہ مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اس نبی کو کیا ہو گیا ہے کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں سودا لینے دینے کیلئے جاتا ہے پھر کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (پ:۱۷، انبیاء) ہم نے پیغمبروں کے ایسے جسم نہیں بنائے کہ کھانا نہ کھائیں پیغمبروں کو بھوک بھی لگتی ہے پیاس بھی لگتی ہے۔

جنگِ احزاب :

غزوہ خندق سخت سردی کے موسم میں تھا اور بھوک کا زمانہ تھا دس ہزار کے قریب کافروں کی فوج تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی مدینہ طیبہ میں ہی لڑائی کا فیصلہ ہوا شہر کے تین اطراف محفوظ تھے اگر اس طرف سے دشمن حملہ کرتا تو چند آدمی بھی مقابلہ کر سکتے تھے ایک طرف کھلا میدان تھا حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے اس طرف خندق کھودی گئی۔ آپ ﷺ نے دس دس آدمیوں کو ایک ایک ٹکڑا کھودنے کیلئے دیا اور فرمایا کہ خندق اتنی گہری ہو کہ آدمی اس میں اتر کر اوپر نہ چڑھ سکے اور نہ ادھر سے ادھر چھلانگ سکے بلکہ گھوڑا بھی نہ پھلانگ سکے۔ کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی بڑا زور لگایا

گیا مگر وہ کدال وغیرہ سے نہ ٹوٹی ساتھی آپ ﷺ کے پاس آئے کہنے لگے حضرت ہم بھوکے بھی ہیں اور چٹان بڑی سخت ہے ہمارے قابو میں نہیں آرہی اور بھوک کی وجہ سے ہم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں۔ترمذی شریف اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے دیکھو میں نے دو پتھر باندھے ہوئے ہے تو پیغمبروں کو بھی بھوک پیاس لگتی ہے گرمی سردی بھی لگتی ہے بخار بھی ہوتا ہے اور دوسری تکالیف بھی ہوتی ہیں۔ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کو درد شقیقہ اتنا تیز ہوا کہ آپؐ دو دن گھر سے باہر تشریف نہیں لائے اور ایک موقع پر گھٹنوں کا اتنا درد تھا کہ بیٹھ نہیں سکتے تھے پیشاب بھی کھڑے ہو کر کیا تو تمام لوازمات بشریہ پیغمبروں کی ساتھ تھے۔

بنی اسرائیل کیلئے کھانے کا انتظام :

تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے کھانے کا انتظام فرمایا وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى من کا معنیٰ کھیر اور سلویٰ کا معنیٰ بٹیر۔اور نازل کیا ہم نے ان پر من اور سلویٰ۔ایک پلیٹ میں کھیر ہوتی تھی اور ایک پلیٹ میں بھنے ہوئے بٹیر ان کے سامنے آجاتے تھے اور حکم تھا کہ صبح شام وقت پر ان کو کھاؤ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وقت پر پھر آجائیں گے چالیس سال تک انہوں نے کھیر بٹیر کھائے لیکن انہوں نے اس کی قدر نہیں کی کہنے لگے لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اے موسیٰ علیہ السلام! ہم ایک کھانا کھانے پر ہرگز صبر نہیں کریں گے ہمارے لئے لہسن پیاز وغیرہ کا انتظام کرو جس کی تفصیل پہلے پارے میں گذر چکی ہے۔فرمایا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے وَمَا ظَلَمُوْنَا اور انھوں نے نہیں ظلم کیا ہم پر ہمارا کیا بگاڑا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ وادیٔ تیہ میں ہی موسیٰ علیہ السلام کو حکم آیا کہ ہارون علیہ السلام کو بتانے کے بغیر فلاں جگہ پر پہنچاؤ وہاں ان کی جان نکالی جائے گی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ کو ساتھ لے گئے وہاں ایک پلنگ پڑا ہوا تھا فرمایا تم یہاں لیٹ جاؤ جب یہ لیٹے تو فرشتوں نے اپنی کاروائی شروع کر دی حضرت ہارونؑ نے کہا خَدَعْتَنِیْ یٰمُوْسٰی اے موسیٰ تو نے میرے ساتھ دھوکہ کیا پہلے بتایا نہیں حضرت ہارونؑ کی وفات کے تین سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی وفات ہو گئی ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نونؑ کو نبوت عطا فرمائی اور چالیس سال بھی گذر چکے تھے بوڑھے غلامی کے مارے ہوئے مر گئے تھے نئی پود نے آزاد آب وہوا دیکھی تھی ان کو لیکر حضرت یوشعؑ نے عمالقہ قوم پر حملہ کیا لڑائی ہوئی لیکن انھوں نے بھی کمزوریاں دکھائیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ قِیْلَ لَھُمْ اور جب کہا گیا ان سے اسْکُنُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ ٹھہرو اس بستی میں۔ بستی سے مراد بیت المقدس ہے بیت المقدس کے پاس صہیون نامی ایک پہاڑ تھا جو سطح سمندر سے سات آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع تھا پہلے اس پہاڑ پر ٹھہرے اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس شہر میں ہے اس وقت اس پر یہودیوں کا قبضہ ہے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں انہوں نے اس علاقے پر قبضہ کیا تھا ابھی تک مسلمان واپس نہیں لے سکے تو ان سے کہا گیا کہ بیت المقدس میں ٹھہرو وَکُلُوْا مِنْھَا حَیْثُ شِئْتُمْ اور کھاؤ اس سے جہاں سے چاہو۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا اور ہے باغات ہیں، سبزیاں ہیں، فصلیں ہیں، بہت کچھ ہے وَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ مگر انھوں نے کہا حِنْطَۃٌ ہمیں گندم

چاہئے وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے۔ شہر کے چاروں طرف دیوار تھی جس کو فصیل البلد کہتے تھے اس میں دروازے تھے جسطرح شہر گوجرانوالہ کے اردگرد دروازے ہیں سیالکوٹی دروازہ، کھیالی دروازہ، گرجاکھی دروازہ وغیرہ وغیرہ اسی طرح بیت المقدس شہر کے بھی دروازے تھے تو جو دروازہ مصر کی جانب سے تھا اس سے داخل ہونے کا حکم ہوا کہ داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْئٰتِكُمْ بخش دیں گے ہم تمہارے گناہ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور بتاکید ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو یعنی بخشش کے علاوہ اور عنایتیں بھی ہوں گی فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ پس بدل دی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے یعنی سب نے نہیں مگر ان میں سے جو ظالم تھے انھوں نے بدل دی قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ بات سوائے اس کے جو ان سے کہی گئی تھی ان سے تو کہا گیا تھا کہ کہو حِطَّةٌ ہمارے گناہ معاف کر دے اور انھوں نے کہا حِنْطَةٌ ہمیں گندم چاہئے یا کہا کہ حِنْطَةٌ فِيْ شَعِيْرَةٍ کہ ہمارے لئے سٹے کے اندر گندم ہونی چاہئے۔ اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے چوتڑ گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے جسطرح چھوٹے بچے گھسیاں کرتے ہیں اس طرح انھوں نے حکم عدولی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دونوں حکم تبدیل کر دیئے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ پس بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کو مسلط فرمایا جس سے ایک دن میں صبح سے لیکر دوپہر تک ستر ہزار آدمی مر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ بلاوجہ کسی قوم کو سزا میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اس وجہ سے کہ تھے وہ ظلم کرتے۔ تو انکو نافرمانی کی سزا ملی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی سے بچائے اور

اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ اور آپ سوال کریں ان سے اس بستی کے متعلق •الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ جو سمندر کے کنارے پر تھی إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ جبکہ یہ لوگ تجاوز کرتے تھے ہفتے کے دن إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ جس وقت آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا جس دن ان کا ہفتہ ہوتا تھا بالکل ظاہر وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ اور جس دن ان کا ہفتہ نہیں ہوتا تھا لَا

تَاْتِیْھِمْ مچھلیاں نہیں آتی تھیں ان کے پاس کَذٰلِکَ اسی طرح نَبْلُوْھُمْ ہم نے امتحان لیا ان کا بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے وَاِذْ قَالَتْ اُمَّۃٌ مِّنْھُمْ اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے لِمَ تَعِظُوْنَ کیوں نصیحت کرتے ہو تم قَوْمَانِ اللّٰہُ مُھْلِکُھُمْ قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرنے والا ہے اَوْ مُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا یا ان کو سزا دینے والا ہے سخت سزا قَالُوْا انہوں نے کہا مَعْذِرَۃً اِلٰی رَبِّکُمْ عذر کرتے ہوئے تمہارے رب کے سامنے وَلَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ اور شاید کہ وہ بچ جائیں گناہ سے فَلَمَّا نَسُوْا پس جس وقت بھلا دی انہوں نے مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ وہ چیز جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ ہم نے نجات دی ان لوگوں کو یَنْھَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ جو منع کرتے تھے برائی سے وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ اور پکڑا ہم نے ان لوگوں کو ظَلَمُوْا جنہوں نے ظلم کیا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ سخت عذاب میں بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے فَلَمَّا عَتَوْا پس جب انہوں نے سرکشی کی عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ اس چیز سے جس سے ان کو روکا گیا تھا قُلْنَا لَھُمْ ہم نے ان کو کہا کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ ہو جاؤ تم بندر ذلیل۔

بنی اسرائیل کی نافرمانی اور شرارتیں :

بنی اسرائیل کی کج روی، نافرمانی اور شرارتوں کا ذکر چلا آرہا ہے اگرچہ وہ سارے بُرے نہیں تھے مگر ان کی اکثریت بُروں کی تھی بحر قلزم کے کنارے ایک شہر تھا اُس وقت

اس کو ایلی کہتے تھے اور آج کل اس کو ایلات کہتے ہیں یہ یہودیوں کی بندرگاہ ہے ہزار ہا سال سے یہ شہر چلا آرہا ہے چونکہ یہ لوگ سمندر کے کنارے پر رہتے تھے مچھلیوں کا شکار کرتے تھے خود بھی کھاتے تھے اور دور دراز تک سپلائی بھی کرتے تھے جس سے ان کو خوب کمائی حاصل ہوتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا امتحان لیا اور فرمایا کہ تم ہفتے والے دن شکار نہیں کر سکتے باقی دنوں میں کر سکتے ہو اور ہفتے کے چوبیس گھنٹے صرف عبادت کرنی ہے شکار کرنا منع ہے۔ اسلامی لحاظ سے غروب آفتاب کے ساتھ ہی تاریخ بدل جاتی ہے مثلاً جمعہ والے دن جب سورج غروب ہوگا تو ہفتے کا دن شروع ہو گیا اور انگریزی اعتبار سے رات کے بارہ بجے تاریخ بدلتی ہے۔ بہر حال ہفتے والے دن کے چوبیس گھنٹے ان کیلئے شکار ممنوع تھا جسطرح ہمارے لئے جمعہ کی پہلی آذان سے لیکر امام کے سلام پھیرنے تک ہو کام حرام ہے سوائے اس کے جس کا تعلق نماز جمعہ کے ساتھ ہے اور آذان سے پہلی آذان مراد ہے اور سب کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ اَلْمُعْتَبَرُ الْاَذَانُ الْاَوَّلُ پہلی اذان معتبر ہے اور اس مسجد کا اعتبار ہوگا جہاں یہ نمازِ جمعہ پڑھتا ہے۔ تو اذان ہو جانے کے بعد کھانا حرام، پینا حرام، لکھنا حرام، پڑھنا حرام، بیچنا حرام، خریدنا حرام، ہاں! وضو کر سکتے ہے، غسل کر سکتا ہے، مسواک کر سکتا ہے، کپڑے بدل سکتا ہے، خوشبو لگا سکتا ہے۔ یعنی جن کاموں کا تعلق نماز جمعہ کے ساتھ ہے وہ کر سکتا ہے۔ امام خطیب اپنا مضمون دیکھ سکتا ہے، قرآن وحدیث سے، فقہی کتابوں سے کیونکہ ان کا تعلق جمعہ کے ساتھ ہے البتہ مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے لہذا وہ خرید وفروخت کر سکتا ہے اور مقامی لوگوں پر جمعہ فرض عین ہے پانچ نمازوں کی طرح۔ عمل کا مسئلہ ہے اچھی طرح ذہن

نشین کرلیں کہ جس پر جمعہ فرض ہے پہلی آذان کے بعد کوئی کام نہیں کرسکتا۔ پہلے ہماری آذان آدھا گھنٹہ پہلے ہوتی تھی مسئلہ بتابتا کر تھک گئے مگر لوگ بعض نہیں آتے تو ہم نے اپنے خیال کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ آدھا گھنٹہ کی بجائے کچھ وقت پہلے ہوجائے تا کہ لوگ گنہگار ہونے سے بچ جائیں۔ تو ہمارے لئے تو صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کا وقت ہے کہ اس میں ہر وہ کام حرام ہے جس کا تعلق جمعہ کے ساتھ نہیں ہے مگر ان کیلئے چوبیس گھنٹے کی پابندی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَسْئَلْهُمْ اور آپ ان سے سوال کریں عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ اس بستی کے متعلق كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ جو سمندر کے کنارے پر تھی بستی ایلات اِذْ يَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ جبکہ یہ لوگ تجاوز کرتے تھے ہفتے کے دن میں کہ ہفتے والے دن بھی شکار کرنے سے باز نہیں آتے تھے حالانکہ ان کیلئے حرام تھا اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ جس وقت آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں حِيْتَان حُوْت کی جمع ہے بمعنی مچھلی يَوْمَ سَبْتِهِمْ جس دن ان کا ہفتہ ہوتا تھا شُرَّعًا بالکل ظاہر۔ پانی کے اوپر تیرتی ہوئی مچھلیاں نظر آتی تھیں اور ان کے منہ سے رال ٹپکتی تھی کہ سامنے پھر رہی ہیں وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ اور جس دن ان کا ہفتہ نہیں ہوتا تھا لَا تَاْتِيْهِمْ مچھلیاں نہیں آتی تھیں ان کے پاس۔ کیونکہ ان دنوں میں وہ ان کو چھیڑتے تھے شکار کرتے تھے اور ہفتے والے دن چونکہ چھیڑتے نہیں تھے اس لئے وہ کھلے طور پر پانی کے اوپر پھرتی تھیں كَذٰلِكَ اسی طرح نَبْلُوْهُمْ ہم ان کا امتحان لیتے رہے بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ وہ تھا جو حیلے بہانے سے شکار کرتا تھا وہ اس طرح کہ انھوں نے بحر قلزم کے ساتھ ساتھ تالاب بنائے۔ ہفتے والے دن پانی ان تالابوں میں چھوڑ

دیتے مچھلیاں تالابوں میں آجاتیں تو پیچھے سے بند کر دیتے اور پھر سارا ہفتہ پکڑتے رہتے اور دوسرا گروہ وہ تھا جنہوں نے ان کو شروع شروع میں منع کیا جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتے تو انھوں نے کہا کہ اپنی مرضی کرو اور سمجھانا چھوڑ دیا شکار کرنے سے روکا نہیں یہ سمجھ کر کہ ہم نے فریضہ ادا کر دیا ہے اور خود بھی شکار نہیں کرتے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو آخر دم تک ان کو روکتا اور منع کرتا رہا کہ شکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ مردوں اور عورتوں کیلئے مسئلہ یہ ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ "جو تم میں برا کام دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے روکے" یہ ہاتھ سے روکنا اس کیلئے ہے جس کے پاس طاقت اور قدرت ہو فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں ہے کہ لوگ سخت قسم کے لڑاکے اور فتان قسم کے ہیں تو پھر دل سے برا سمجھے اور اگر برائی کو دل سے بھی برا نہیں سمجھتا تو فرمایا اس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ آج دیکھو گھروں میں فحاشی ہے ٹی وی لگا ہوا ہے اور اس کو محسوس بھی کوئی نہیں کرتا بھائی نمازوں کا کیا فائدہ، روزوں کا کیا فائدہ؟ بیشک نماز روزہ بڑی نیکی ہیں مگر یہ خرافات نیکیوں کو برباد کر دیتیں ہیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر :

اور مسئلہ یاد رکھنا امر بالمعروف نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (پ ۴) تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی دعوت دے اور معروف کا حکم

کرے اور برائی کے کاموں سے روکے تو مجموعی طور پر تبلیغ فرض کفایہ ہے اگر ایک جماعت ادا کرے تو دوسرے گناہ سے بچ جائیں گے اور امر بالمعروف ہر جگہ ہے اپنی بیوی کو، بچوں کو، بہنوں کو، بھائیوں کو سمجھاؤ۔ چھوٹوں کو، بڑوں کو استاد شاگردوں کو امر بالمعروف کرتا رہے گھر سے نکلنے کی ضرورت نہیں چل پھر کر تبلیغ کرنا فرض کفایہ ہے۔ آج عورتیں کافی موجود ہونگی میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں چند مسائل ہیں ان کا ضرور خیال رکھیں۔ ناخن پالش لگانے سے نہ وضوء ہوتا ہے نہ غسل ہوتا ہے نہ نماز لہٰذا جو عورت تمہارے پاس آئے اس کے ناخن دیکھو اور اس کو نرمی سے سمجھاؤ کہ بہن بیٹی اس ناخن پالش سے نہ وضو، نہ غسل اور جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ ساری تیری گردن پر اسی طرح ہیں اور بعض عورتیں بطور فیشن کے لمبے لمبے ناخن رکھتی ہیں ان کے نیچے مٹی جم جاتی ہے پانی نہیں پہنچتا حالانکہ نیچے والی سطح کا بھیگنا فرض ہے تو جب پانی نہ پہنچا تو نہ وضوء، نہ غسل، پڑھی ہوئی نماز بھی اسی طرح گردن پر باقی ہے۔ عورتوں نے ناک میں کوکے ڈالے ہوتے ہیں تو کوکے کا جو سوراخ ہے اگر اندر سے سوئی کے برابر بھی خشک رہ گیا تو وضوء نماز کوئی شئے نہیں ہوگی۔ اگر بازو چھوٹا ہے ایک انگلی کے برابر بازو ننگا ہے عورت کی نماز نہیں ہوگی۔ باریک دوپٹہ ہے ململ کا یا جارجٹ کا کہ پہنے ہوئے بال نظر آتے ہیں عورت کی نماز نہیں ہوگی چاہے بجلی بند کر کے تاریک کمرے میں پڑھے یہ مسئلے بڑے اہم ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بے وضو سجدہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تو ناخن پالش سے وضو تو نہ ہوا لمبے ناخن ہیں وضو تو نہ ہوا یہ بیچاری نماز پڑھے گی سجدہ کرے گی کافر ہوگئی نکاح ٹوٹ گیا یہ بظاہر چھوٹے مسائل ہیں مگر پہاڑ سے بڑے ہیں لھذا ان مسائل کو خوب یاد رکھو اور آگے تبلیغ کرو اور نرمی کے

ساتھ سمجھاؤ یہ نہیں کہ دوسروں کے سر پر ڈنڈا مارو اور کہو او بے نماز، او بے روز، او شرابی اس طرح تو لڑائی شروع ہو جائے گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور بعد میں دعا کی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ مُحَمَّدًا (ﷺ) وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا اے اللہ مجھ پر رحمت نازل فرما اور آنحضرت ﷺ پر اور کسی پر نازل نہ کرنا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا اللہ تعالیٰ کی رحمت تو سب کیلئے ہے تو نے اس کو تنگ کر دیا ہے۔ یہ بات کر کے وہ آگے چلا اور مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا لوگوں نے کہا او کیا کر رہا ہے؟ اس کے پیچھے دوڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو نہ روکو کرنے دو کیوں کرنے دو؟ وجہ یہ ہے کہ جب اس نے پیشاب شروع کر دیا ہے تو روکنے سے اسے تکلیف ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہے تم اس کے پیچھے دوڑو گے وہ آگے دوڑے گا تو ساری مسجد کو گندہ کرے گا اب تو ایک جگہ ہے یہاں سے صاف کرنا آسان ہے جب اس نے پیشاب کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا ''دیکھو یہ مسجد یں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کیلئے ہیں، نیکیوں کے لئے ہیں، پیشاب پاخانے کیلئے نہیں ہیں۔'' نرمی کے ساتھ اس کو سمجھایا اور جو صحابہ کرامؓ پیچھے دوڑے تھے ان کو بھی تنبیہ فرمائی اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ لَا مُعَسِّرِیْنَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نرمی کے لئے بھیجا ہے سختی کیلئے نہیں بھیجا تو عزیزو! مسئلہ بتاؤ، سمجھاؤ نرمی کے ساتھ، ڈانگ نہ مارو سختی کرنے سے فتنہ فساد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْھُمْ اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُھْلِكُھُمْ کیوں نصیحت کرتے ہو تم اس قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرنے والا ہے اَوْ

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا یا ان کو سزا دینے والا ہے سخت سزا۔ یہ اس گروہ نے کہا جو ایک دو دفعہ تبلیغ کر کے خاموش ہو گیا تھا اور ان کو کہا جو آخر تک ان کو روکتے اور منع کرتے رہے کہ ہفتے والے دن شکار نہ کرو۔ ان کو کہا کہ چھوڑو کیوں ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہو ان کو رب تعالیٰ نے ہلاک کرنا ہے یا سزا دے گا۔ قَالُوا منع کرنے والوں نے کہا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ عذر کرتے ہوئے تمہارے رب کے سامنے کہ اے پروردگار! ہم ان کو آخر تک سمجھاتے رہے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ اور شاید کہ وہ بچ جائیں گناہ سے کسی بھی وقت اسلئے سمجھانا ہمارا فریضہ ہے وہ مانیں یا نہ مانیں فَلَمَّا نَسُوا پس جس وقت بھلا دیا انہوں نے مَا ذُكِّرُوا بِهٖ وہ چیز جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی۔ جس کے ذریعے ان کو بار بار یاد دھانی کرائی گئی تذکیر کا معنی بار بار یاد کرانا......

تین گروہوں کا ذکر:

اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو منع کرتے تھے برائی سے وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور پکڑا ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍ سخت عذاب میں۔ کیوں پکڑا؟ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ منع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی اور نافرمانوں کو عذاب میں گرفتار کیا اور وہ جو تیسرا گروہ تھا کہ ایک دو دفعہ منع کرنے کے بعد خاموش ہو گیا تھا اس کا ذکر نہیں کیا۔ عکرمہؒ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد ہیں ان سے پوچھا گیا کہ تیسرے گروہ کا کیا بنا سزا ملی یا نجات؟ فرمایا سزا نہیں ملی کیونکہ انھوں نے مچھلیوں کا شکار بھی نہیں کیا اور ابتداءً منع بھی کیا اگرچہ بعد میں خاموش ہو

گیا چونکہ ان کا خاموش رہنا اچھی بات نہیں تھی اس لئے رب تعالیٰ نے ان کا ذکر نہیں کیا کہ وہ قابلِ تعریف نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا عَتَوْا پس جب انہوں نے سرکشی کی عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ اس چیز سے جس سے ان کو روکا گیا تھا قُلْنَا لَهُمْ ہم نے ان کو کہا كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ہو جاؤ تم بندر ذلیل۔ یہاں بندروں کا ذکر ہے اور چھٹے پارے میں ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر کی شکل میں مسخ کیا۔ مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ بوڑھوں کو خنزیر اور جوانوں کو بندر کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا تین دن وہ بندر اور خنزیر رہے اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا گیا ان بندروں اور خنزیروں کی آگے نسل نہیں چلی۔ آج جو دنیا میں بندر اور خنزیر ہیں یہ حیوانات کی نسل ہیں اور شروع سے چلی آرہی ہے۔ تفسیروں میں ہے کہ جب ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تو ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور روتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کو بندر اور خنزیر بنایا گیا ہے۔

اعمال کا بگاڑ اور اس کی سزا :

حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''کہ آخری دور میں میری امت میں سے بھی کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر بنایا جائے گا'' سوال کرنے والے نے پوچھا حضرت وہ کلمہ پڑھنے والے نہیں ہونگے آپؐ نے فرمایا کلمہ تو کیا يُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ نمازیں بھی پڑھتے ہونگے اور روزے بھی رکھتے ہوں گے وَيَحُجُّوْنَ اور حج بھی کرتے ہوں گے لیکن گانے سننے کے شوقین ہوں گے یوں سمجھو کہ ٹی وی کے آگے بیٹھے بیٹھے گانے سنتے سنتے سو جائیں گے صبح کو اٹھیں گے تو بعض بندر اور بعض خنزیر کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔

بخاری شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف اور مسند احمد کی روایت ہے کہ بوڑھے خنزیر اور نوجوان بندر بنیں گے پھر ان کو اللہ تعالیٰ ہلاک کردے گا۔ یاد رکھو جو نیکیاں کرتے ہو ان کی حفاظت بھی کرو تا کہ تمہارے حق میں رہیں نوجوانوں رمضان المبارک میں تم نے نمازیں شروع کردی ہیں رمضان شریف کے بعد ان کو چھوڑ نہ دینا بے شک رمضان کی برکات بہت ہیں مگر پانچ نمازیں تو ہمیشہ کیلئے فرض ہیں روزوں کے بعد اپنے اندر انقلاب محسوس کرو۔ ہمارے ایک بزرگ تھے مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ فاضل دیوبند تھے یہاں بھی آتے رہتے تھے شاعر بھی تھے مہاجر تھے انھوں نے یہاں مہاجروں کی کیفیت دیکھی کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو اس پر حضرت نے شعر بولا......

؎ زمین بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا

نہ تو بدلا نہ میں بدلا جو بدلا پھر تو کیا بدلا

لھذا روزوں کے بعد تمہاری کیفیت بدلنی چاہئے نیکی کرو بدی سے پرہیز کرو نمازیں با جماعت پڑھنے کی پابندی کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
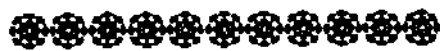
وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُلَنَا ۚ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْکِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ○

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکَ اور جس وقت واضح طور پر اعلان کر دیا تیرے رب نے لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ البتہ ضرور بھیجے گا ان یہودیوں پر قیامت کے دن تک مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ایسے لوگوں کو جو ان کو ضرور دیں گے

بڑی سزا اِنَّ رَبَّکَ بے شک تیرا رب لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ جلد سزا دینے والا ہے
وَ اِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے وَقَطَّعْنٰھُمْ فِی
الْاَرْضِ اُمَمًا اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا زمین میں گروہ در گروہ بنا کر مِنْھُمُ
الصّٰلِحُوْنَ بعض ان میں سے نیک ہیں وَمِنْھُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ اور بعض ان میں
سے اس کے سوا بھی تھے وَبَلَوْنٰھُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ اور ہم نے امتحان لیا
ان کا نیکیوں کے ساتھ اور برائیوں کے ساتھ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ تاکہ یہ لوگ
واپس لوٹ آئیں فَخَلَفَ مِنْ، بَعْدِھِمْ خَلْفٌ پس خلیفہ بنے ان کے بعد نا اہل
لوگ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ جو وارث ہوئے کتاب کے یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی لیتے
رہے اس گھٹیا زندگی کا سامان وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں سَیُغْفَرُ لَنَا تاکید ہمیں بخش دیا
جائے گا وَاِنْ یَّاْتِھِمْ عَرَضٌ مِّثْلُہٗ اور اگر آئے ان کے پاس اس جیسا اور سامان
یَاْخُذُوْہُ تو اس کو لے لیتے ہیں اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْھِمْ مِّیْثَاقُ الْکِتٰبِ کیا نہیں لیا
گیا تھا ان سے پختہ عہد کتاب میں اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ کہ وہ نہ
کہیں گے اللہ تعالیٰ پر مگر حق وَدَرَسُوْا مَا فِیْہِ اور پڑھا انھوں نے جو کچھ اس میں
لکھا ہوا تھا وَالدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ اور آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے لِّلَّذِیْنَ
یَتَّقُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں ہو
وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ

اَلْمُصْلِحِیْنَ بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔

پہلے سے بنی اسرائیل کا ذکر چلا آرہا ہے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانیاں کیں، من وسلویٰ ان پر نازل فرمایا، ان کیلئے پتھر سے پانی کے چشمے جاری فرمائے، دریا کو ان کیلئے پھاڑا، بادلوں سے ان پر سایہ کیا بہت کچھ کیا لیکن یہ بڑی نافرمان اور ضدی قوم تھی اور ذہین بھی تھی یہ دو خوبیاں ہیں ان کی ذہین اور ضدی۔ جب انھوں نے نافرمانی کی حدیں توڑ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکَ اور جس وقت واضح طور پر اعلان کر دیا تیرے رب نے اپنے پیغمبروں، کتابوں اور صحیفوں کے ذریعے لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ البتہ ضرور بھیجے گا ان یہودیوں پر قیامت کے دن تک۔ بھیجے گا یعنی بھیجتا رہے گا مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ایسے لوگوں کو جو ان کو ضرور دیں گے بری سزا۔ ان کو تکلیفیں پہنچائیں گے یہود اس زمانے میں مغضوب علیھم تھے اور باوجود مالدار ہونے کے صدہا سال تک غلامی میں رہے اور ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ اِسوقت بھی اگر امریکہ جیسے بدمعاش، برطانیہ اور فرانس ان کی مدد نہ کریں تو چند گھنٹے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔

اجتماع اہلِ یہود اور اہل ایمان سے لڑنا :

آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے حدیث کی پہلی کتاب مشکوٰۃ شریف ہم نے پڑھی جس وقت یہ حدیث ہمارے سامنے آئی یُقَاتِلُوْنَکُمُ الْیَهُوْدَ یہودی تمہارے ساتھ لڑیں گے وَتُقَاتِلُوْنَ الْیَهُوْدَ اور تم یہودیوں کے ساتھ لڑو گے۔ ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہودیوں کے ساتھ ہماری کیا لڑائی ہوگی اور ان کی ہمارے ساتھ کیا لڑائی ہوگی ان کی کیا حیثیت ہے کہ اس وقت فلسطین میں چھ سات ہزار یہودی تھے ہم نے استاذِ محترم حضرت

مولانا عبدالقدیر صاحبؒ سے سوال کیا کہ حضرت ان لوگوں سے لڑنا تو ہماری توہین ہو گی کہ میدان میں ایک پہلوان ہو اور دوسری طرف بچہ ہو تو پہلوان کی توہین ہوتی ہے تو یہودی تو ہمارے مقابلے میں بچے ہیں حضرت نے فرمایا ''میاں (یہ حضرت کا تکیہ کلام تھا) اس وقت ان کو قوت حاصل ہو جائے گی جب ان کی تباہی کا وقت آئے گا ان کو پر لگ جائیں گے چیونٹی کی جب موت آتی ہے تو اس کو پر لگ جاتے ہیں'' اس وقت ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ ان کو قوت کس طرح حاصل ہو جائے گی لیکن دیکھتے دیکھتے ہی اب وہاں ۸۰ لاکھ یہودی ہیں اور ان خبیث حکومتوں نے تجربہ کار افراد جو اکثر فوجی ہیں وہاں جمع کر دیئے ہیں اس وقت دنیا میں اسلحہ کے اعتبار سے یہودی تیسرے نمبر پر ہیں ایٹم بم تک انھوں نے تیار کر لیا ہے بیچارے صدام نے سر اٹھایا ہے تو اس کو ان خبیثوں نے کچلنا شروع کیا ہوا ہے۔ اس کی کچھ نادانیاں بھی ہیں اگر وہ نادانی نہ کرتا اور اگر اب بھی نہ کرے تو خیر ہے لیکن وہ بھی بڑا ضدی آدمی ہے اس کی نادانی کی وجہ سے آٹھ لاکھ آدمی پہلے شہید ہوئے ہیں۔ (اور اب اسے بھی امریکہ نے پھانسی دیدی ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہود پر دوسری قوموں کو مسلط کیا وہ ان کو تکلیفیں دیتے رہے اس وقت کافی قوت ہونے کے باوجود آس پاس کے مجاہدین سے ڈرتے رہتے ہیں اور موت سے جتنا یہودی ڈرتے ہیں اتنا دنیا کی اور کوئی قوم نہیں ڈرتی۔ پہلے پارے میں ہے **وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ** اور البتہ تم ان لوگوں کو زندگی پر زیادہ حریص پاؤ گے۔ لوگوں سے بھی ذرا سی ٹھاہ ہو جائے تو ان پر خوف طاری ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ضرور سزا دے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور وہ وقت قریب آچکا ہے کہ دنیا سے ان کا وجود ختم ہو جائے گا یہودیوں کو اگر غیر مسلموں میں

سے کسی نے سمجھا ہے تو ہٹلر نے سمجھا ہے باقی کافروں میں سے کوئی ان کو صحیح معنٰی میں سمجھ نہیں سکا اس نے ان کا صفایا کیا تھا ساری دنیا میں انھوں نے خباثت پھیلائی ہوئی ہے خفیہ تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں ان کو مالی قوۃ پہنچاتے ہیں اور سازشیں کرتے رہتے ہیں اور ظاہری طور پر خود خاموش رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیۡعُ الۡعِقَابِ بے شک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے۔ مجرموں کو وَ اِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے وَقَطَّعۡنٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اُمَمًا اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا زمین میں گروہ در گروہ بنا کر۔ اسوقت دنیا کے بیشتر علاقوں میں ان کے کارخانے ہیں، ان کی تنظیمیں، بڑے مالدار ہیں اور سب پر چھائے ہوئے ہیں باوجود اس کے کہ عیسائی ان کو اپنے برابر نہیں سمجھتے مگر ان کا اثر ورسوخ اتنا ہے کہ ان کے پنجے سے نکل نہیں سکتے مِنۡہُمُ الصّٰلِحُوۡنَ بعض ان میں سے ٹھیک ہیں۔ سارے بُرے نہیں ہیں بنی اسرائیل صدیوں پر محیط ہے ان میں نیک اور اللہ والے بھی ہوئے ہیں وَمِنۡہُمۡ دُوۡنَ ذٰلِکَ اور بعض ان میں سے اس کے سوا بھی تھے برے اور حد سے نکلنے والے وَبَلَوۡنٰہُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ اور ہم نے ان کا امتحان لیا نیکیوں کے ساتھ۔ کہ ان کو مال دیا، اولاد دی، عزت دی، راحتیں پہنچائیں، حکومت دی وَالسَّیِّاٰتِ اور برائیوں کے ساتھ کہ پریشانیوں میں مبتلا کیا لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ تا کہ یہ لوگ واپس لوٹ آئیں گناہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے تا کہ لوگ رجوع کریں مثلاً ڈیڑھ دو ماہ سے ہم پر دھند مسلط ہے کاروبارِ زندگی معطل، جہازوں کے نظام میں گڑبڑ، ٹریفک کا نظام درہم برہم لیکن توبہ کرنے والے کتنے لوگ ہیں جسطرح پہلے تھے اسی طرح ہیں کسی پر کوئی اثر نہیں ہے الا ماشاء اللہ کچھ اللہ تعالیٰ کے

بندے ہیں جو تائب ہوئے ہیں۔ تو یہ آفات رب تعالیٰ کی طرف سے تنبیہات ہوتی ہیں جب لوگ رجوع نہیں کرتے تو پھر سخت گرفت آتی ہے اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پس خلیفہ بنے ان کے بعد نا اہل لوگ۔ خَلَفٌ لام کی زبر کے ساتھ ہو تو معنیٰ ہوتا ہے صحیح جانشین اور اگر خَلْفٌ لام کے سکون کے ساتھ ہو تو معنیٰ ہوتا ہے نا اہل۔ اگر کہا جائے کہ فلاں، فلاں کا خَلَفُ الرَّشِيْد ہے تو معنیٰ ہوگا کہ فلاں فلاں کا صحیح جانشین ہے اور اگر کہا جائے کہ فلاں، فلاں کا خَلْفُ الرَّشِيْد ہے تو معنیٰ ہوگا فلاں فلاں کا نا اہل جانشین ہے۔ تو اس کے بعد نا اہل لوگ آئے وَّرِثُوا الْكِتٰبَ جو وارث ہوئے کتاب کے یعنی تورات کے یہ ان کی مرکزی کتاب تھی ہزار ہا سال تک لوگ اس پر عمل کرتے آئے ہیں لیکن نا اہل لوگوں نے کیا کام کیا يَأْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى لیتے رہے اس گھٹیا زندگی کا سامان۔ غلط فتوے دیتے تھے اور جدھر سے رقم زیادہ مل جاتی اس کے حق میں فیصلہ اور فتویٰ دے دیتے۔ آج ہماری عدالتوں کا بھی یہی حال ہے اگرچہ اچھے جج بھی موجود ہیں انصاف اور دیانت والے لیکن اکثریت ایسوں کی ہے جو مال لیکر مجرم کو غیر مجرم اور غیر مجرم کو مجرم بنا دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کہتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں سَيُغْفَرُ لَنَا بتاکید ہمیں بخش دیا جائے گا۔ اس لئے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں، نیکوں کی اولاد ہیں، ہمارا نام یہودی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ اور اگر آئے ان کے پاس اس جیسا اور سامان يَاْخُذُوْهُ تو اس کو لے لیتے ہیں۔ ان کا پیٹ نہیں بھرتا لوگوں کا ناحق مال لیتے ہیں۔

یہودی علماء اور بدعات :

دسویں پارے میں آتا ہے اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ بیشک بہت سے عالم اور درویش البتہ کھاتے ہیں لوگوں کا مال باطل طریقے سے ۔تو یہودیوں کے مولویوں اور پیروں کا یہ کام تھا کہ وہ لوگوں کا مال بھی ناجائز طریقے سے کھاتے تھے اور ان کے ایمان پر بھی ڈاکے ڈالتے تھے اور عوام یہ سمجھتے تھے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہی دین ہے ۔اس کو تم اس طرح سمجھو کہ اہل بدعت نے آذان سے پہلے اور بعد میں صلاۃ والی جو بدعت شروع کی ہے آنے والی نسلیں یہ سمجھیں گی کہ یہ آذان کا جز ہے اور دین میں اتنی احتیاط ہے کہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بعد آمین یہ دعا ہے لیکن قرآن کریم کے کسی نسخے میں تمہیں آمین لکھی ہوئی نظر نہیں آئے گی کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ قرآن کا حصہ ہے ۔اس امت نے قرآن کو محفوظ رکھا ہے اس کی زیر زبر تک کی حفاظت کی ہے بعض لوگوں نے قرآن کریم کا صرف ترجمہ شائع کیا تھا حروف کے بغیر اس زمانے میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے ان کے خلاف آواز بلند کی میں خود ان کے پاس پہنچا اور ان کی تائید کی کھل کر کہ یہ صحیح نہیں ہے ۔ان لوگوں نے اپنے ذوق کے مطابق ترجمہ کیا تھا لفظی ترجمہ نہیں تھا آنے والی نسلوں کو اگر اس ترجمہ پر چھوڑ دیا جاتا تو قرآن کریم کا حلیہ بگڑ جاتا اس لئے یاد رکھنا کوئی بھی ایسا ترجمہ کہ جس کے ساتھ قرآن کریم کے الفاظ نہ ہوں مت خریدنا اور نہ پڑھنا وہ ترجمہ پڑھو جس کے ساتھ اصل متن موجود ہو یہودیوں نے غیر دین کو دین میں شامل کر کے دین کا نقشہ بدل دیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہودیوں کی مخالفت کی یہی وجہ تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ دین میں جو تم نے رسمیں نکالی ہوئی ہیں وہ دین نہیں ہے اور وہ ان کی کمائی کا سلسلہ تھا پیٹ

کا سارا دھندا اس پر چلتا تھا تو ان کے مولویوں اور پیروں نے عوام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کر دیا کہ یہ ہمارے دین پر حملہ کرتا ہے ان کے خلاف انھوں نے تحریک چلائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کو سولی پر لٹکاؤ یہ ہمارے دین کا مخالف ہے حالانکہ وہ بدعات کو دین سے الگ کرنا چاہتے تھے یہ مخالف ہو گئے کیونکہ ان کے پیٹ پر زد پڑتی تھی اور مخالفت میں یہاں تک چلے گئے کہ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (النساء:۱۵۶) اور حضرت مریمؑ پر بڑا بہتان باندھنے پر۔ کہنے لگے یہ کہتا ہے کہ میں مصلح ہوں یہ تو حلالی نہیں ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) مصلح کیسے ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ عہد کتاب میں، تورات میں وعدہ نہیں لیا گیا تھا اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ کہ وہ نہیں کہیں گے اللہ تعالیٰ پر مگر حق۔

رشوت ستانی :

یعنی وہ باتیں کہیں گے جو رب تعالیٰ نے فرمائی ہیں مگر یہ تو غلط فتوے اور خلاف شرع فیصلے کرتے ہیں اور ذمہ اللہ تعالیٰ کے لگاتے ہیں اور اس کے بدلے جو رشوت لیتے تھے اس کو نذرانہ کہتے تھے یاد رکھنا! جس آدمی کے ہاتھ میں کچھ اختیار ہے اس کو جو بھی دو گے رشوت ہوگی چاہے کسی بھی نام سے دے، عیدی کہہ کر دیا جائے ہدیہ کہہ کر دیا جائے وہ رشوت ہی ہے۔ اور اگر وہ حکمران نہیں ہے تو ہدیہ دو عیدی دو سب جائز ہے اور یہ جو حکمران دوسرے ملکوں کے دورے پر جاتے ہیں اور ان کو حکومتوں کی طرف سے تحفے تحائف ملتے ہیں وہ ان لوگوں کی ذات کیلئے جائز نہیں ہیں وہ حکومت کا مال ہے مگر یہ لوگ کروڑوں کے تحفے اپنے لئے لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہیں اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔ تو ان سے عہد لیا

گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر حق بات ہی کہیں گے وَدَرَسُوْامَافِیْهِ اور پڑھا انھوں نے جو کچھ اس میں لکھا ہوا تھا۔رب تعالیٰ نے جو احکام دئے تھے سب پڑھتے تھے دنیا کی طرف اتنا نہ جھکو وَالدَّارُالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ اور آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے۔دنیا کیلئے غلط طریقے نہ اختیار کرو، کتاب اللہ کو نہ بدلو، غلط فتوے نہ دو، رسم ورواج کی ترویج نہ کرو اور ان کے ذریعے مال نہ کھاؤ، آخرت کو سامنے رکھو آخرت کا گھر بہت بہتر ہے۔لیکن کن لوگوں کیلئے لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں ہو کہ عارضی شے عارضی ہوتی ہے اور دائمی شے دائمی ہوتی ہے۔حق حق ہے باطل باطل ہے، سچ سچ ہے جھوٹ جھوٹ ہے، ایمان ایمان ہے کفر کفر ہے۔اتنی واضح بات بھی ان کو سمجھ نہیں آتی۔فرمایا وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو۔تمسک کا معنیٰ ہے کسی شے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اسے پڑھتے بھی ہیں سمجھتے بھی ہیں ایسے لوگوں کی واضح علامت یہ ہے کہ وَاَقَامُواالصَّلٰوةَ اور وہ قائم رکھتے ہیں نماز کو۔اگر نماز کو قائم رکھتے ہیں تو سمجھ لو کہ واقعی یہ کتاب کو ماننے والے ہیں اور نااہل لوگوں کی علامت دوسری جگہ بیان فرمائی کہ اَضَاعُواالصَّلٰوةَ انھوں نے نماز ضائع کردی۔صحابہ کرامؓ کے دور میں اس کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا صحابہ کرامؓ کا دور ۱۱۰ھ تک رہا ہے ایک سو دس سال میں ایک مقدمہ بھی دائر نہیں ہوا کہ فلاں آدمی نے دیدہ دانستہ طور پر نماز چھوڑ دی ہے۔اگر کوئی مقدمہ دائر ہوا ہوتا تو اس کا فیصلہ ہوا ہوتا، اس کی نظیر ملتی کتابوں میں اسکی کوئی نظیر نہیں ہے۔

بے نمازی کے بارے میں ائمہ اربعہ کی رائے :

بے نماز کے متعلق تین امام فرماتے ہیں کہ جو شخص بالغ ہونے کے بعد قصداً ایک نماز چھوڑ دے اس کی سزا قتل ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس لئے قتل کرو کہ ایک نماز چھوڑ کر یہ مرتد ہو گیا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرتد تو نہیں ہوا لیکن اتنا بڑا مجرم ہے کہ اس۔ کے وجود کی لعنت زمین پر پڑے گی لہذا اس کو ختم کر دو تا کہ اس کی لعنت زمین پر نہ پڑے اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کو قید کر دو اگر سچے دل سے توبہ کرے تو رہا کرو ورنہ جیل میں ہی مر جائے اس کے ناپاک قدموں سے زمین ناپاک نہ ہو۔ یہ ایک نماز کی بات ہے ہفتے مہینے کی نمازوں کی بات نہیں ہے یہ ہمارا حکمران طبقہ اسلام کو کیوں نہیں آنے دیتا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری خیر نہیں ہے۔ فرمایا اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔ جو اپنی بھی اصلاح کرتے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کرتے ہیں ان کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ اور جب ہم نے اکھاڑا پہاڑ کو فَوْقَهُمْ ان کے اوپر كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ گویا کہ وہ سائبان تھا وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بیشک وہ پہاڑ ان پر گرنے والا ہے خُذُوْا پکڑو مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ جو چیز ہم نے تمہیں دی ہے قوت کے ساتھ وَّاذْكُرُوْا اور یاد کرو مَا فِيْهِ جو کچھ اس میں ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ اور جب لیا وعدہ تیرے رب نے مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ بنی آدم سے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکال کر وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اور گواہ بنایا ان کو ان کی جانوں پر

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰی کہا انھوں نے ہاں ضرور آپ ہمارے رب ہیں شَھِدْنَا ہم گواہی دیتے ہیں اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تاکہ نہ کہو تم قیامت والے دن اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ بیشک ہم اس سے غافل تھے اَوْ تَقُوْلُوْٓا یا یہ نہ کہو اِنَّمَآ اَشْرَکَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ پختہ بات ہے شرک کیا ہمارے باپ دادا نے اس سے پہلے وَکُنَّا ذُرِّیَّۃً مِّنْ بَعْدِھِمْ اور ہم تو ان کی اولاد تھے ان کے بعد اَفَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ کیا پس آپ ہمیں ہلاک کریں گے اس کاروائی کی وجہ سے جو باطل پرستوں نے کی ہے وَکَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو وَلَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ اور تاکہ یہ لوگ گناہوں سے باز آجائیں۔

موسیٰ علیہ السلام کا تورات لانا اور قوم کی نافرمانی :

اس سے پچھلی آیات میں تورات کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لے کر آئے تو لوگوں کو کہا کہ فلاں جگہ پر سب اکٹھے ہو جاؤ میں نے تمہیں توراۃ سنانی ہے چنانچہ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان سارے اکٹھے ہو گئے ان کی زبان عبرانی تھی اور تورات بھی عبرانی زبان میں تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کا قد مبارک بھی بڑا تھا اور آواز بھی بڑی بلند تھی پہلوان قسم کے بزرگ تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ تورات ان کو سنائی تاکہ ہر ہر آیت کا حکم سمجھ لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھنی شروع کی جہاں کہیں کوئی سخت حکم آتا تو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے اور بعض بول بھی پڑتے موسیٰ علیہ السلام

فرماتے خاموشی کے ساتھ سن لو جو کچھ کہنا ہو بعد میں کہہ لینا توراۃ سننے کے بعد کہنے لگے یہ تو بڑی سخت کتاب ہے ہم تو اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے آزاد زندگی بسر کی ہے اب تمہیں پابندی مشکل نظر آ رہی ہے لیکن جب عمل کرو گے تو آسان ہو جائے گی کہنے لگے ہمیں یہ کتاب نہیں چاہئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیا اور فرمایا اس کو قبول کرو ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیں گے اس کا ذکر ہے وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ اور جب ہم نے اکھاڑا پہاڑ کو فَوْقَهُمْ ان کے اوپر اٹھا کر سر پر لٹکا دیا كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ گویا کہ وہ سائبان تھا۔ سائبان کی شکل میں ان کے سروں پر معلق کر دیا وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بیشک پہاڑ ان پر گرنے والا ہے۔ ہم نے کہا خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ پکڑو جو چیز ہم نے تمہیں دی ہے قوت کے ساتھ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور یاد کرو جو کچھ اس میں ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ رب تعالیٰ کی گرفت سے۔ اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو کسی پر جبر نہیں کرتے اس کا قانون ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین میں جبر نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا جبر ہوگا کہ طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیا کہ قبول کرو ورنہ تم پر گرا دیا جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جبر شریعت کو قبول کرانے کیلئے نہیں تھا شریعت تو پہلے وہ قبول کر چکے تھے اور انھوں نے خود مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لئے کوئی قانون اور دستور ہونا چاہئے تاکہ ہم اس کے مطابق زندگی گذاریں۔ اب جب کتاب آ گئی تو ماننے سے انکار کر دیا تو یہ جبر نقض عہد کی وجہ سے تھا جیسا کہ چھٹے پارے میں تصریح ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ اس کے عہد توڑنے کیوجہ سے۔ تو یہ وعدہ شکنی کی وجہ سے ہوا نہ کہ ابتداء شریعت منوانے کیلئے دونوں میں

بڑا فرق ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ تم کسی کافر کو تبلیغ کر سکتے ہو، اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے سکتے ہو لیکن ڈنڈے کے زور پر اسے مسلمان کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہو جانے کے بعد مرتد ہو گیا تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ اس نے عہد شکنی کی ہے غدار ہے اور غدار کو کوئی حکومت بھی معاف نہیں کرتی تو جو بندوں کی حکومت کا غدار ہو اس کیلئے سزا موت ہے تو جو رب تعالیٰ کا غدار ہو اس کیلئے تو موت بھی تھوڑی سزا ہے زیادہ ہونی چاہئے تھی لیکن اس میں بھی بڑی سہولتیں رکھی گئی ہیں کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی تا کہ وہ اپنے شکوک وشبہات دور کرے اس کو ایک آدمی سمجھائے گا اس سے نہ سمجھا تو دوسرا سمجھائے گا، تیسرا سمجھائے گا، چوتھا سمجھائے گا، اس کے اشکالات دور کئے جائیں گے اگر تین دن تک نہ سمجھا تو چوتھے دن قتل کر دیا جائے گا اور یہ قتل ارتداد غداری اور نقض عہد کی وجہ سے ہوگا نہ کہ ابتداءً شریعت اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہوگا تو ان پر کوہِ طور کو عہد شکنی کی وجہ سے مسلط کیا گیا تھا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ اور جب لیا وعدہ تیرے رب نے بنی آدم سے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکال کر۔ عرفات کا میدان بڑا وسیع ہے لاکھوں کی تعداد میں لوگ وہاں سما جاتے ہیں عرفات کے ایک کنارے پر وادی مُعَرَّۃُ النعمان ہے اس وادی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیٹھ کی دائیں طرف دست پھیرا تو اَصْحَابُ الیمین چیونٹیوں کی طرح سامنے آگئے پھر بائیں طرف ہاتھ پھیرا تو اَصْحَابُ الشمال چیونٹیوں کی طرح سامنے آگئے۔ آدمؑ نے پوچھا پروردگار یہ کیا ہے؟ فرمایا تیری اولاد ہے۔ پروردگار کوئی چھوٹا ہے، کوئی لمبا ہے، کوئی گورا ہے، کوئی کالا ہے، ان کو ایک جیسا نہیں بنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے

فرمایا اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْکَرَ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میرا شکریہ ادا کیا جائے۔ امیر غریب کو دیکھ کر، بڑا چھوٹے کو دیکھ کر، گورا کالے کو دیکھ کر شکریہ ادا کرے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے سب کو ادراک وشعور عطا فرمایا اور دو چیزیں سامنے رکھیں وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اور گواہ بنایا ان کو ان کی جانوں پر۔ پہلی چیز فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰى کہا انھوں نے ہاں ضرور آپ ہمارے رب ہیں۔ ازل میں عالم مثال اور عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے سب سے یہ وعدہ لیا اور......

میثاقِ انبیاء اور حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق :

ایک وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے لیا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ اور جب لیا اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ عہد کہ جب میں نے تم کو کتاب اور حکمت دیدی ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ پھر آیا تمہارے پاس رسول تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے پاس ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (پ۳) البتہ ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور البتہ ضرور اس کی مدد کرو گے۔ آخری پیغمبر کی مدد کرنا تمہارے فریضہ میں شامل ہے۔ تو یہ دو عہد لئے گئے شَهِدْنَا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ وعدہ کر لیا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ وعدہ کیوں لیا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تاکہ نہ کہو تم قیامت والے دن اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ کہ بیشک ہم اس سے غافل تھے ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آپ ہمارے رب ہیں اَوْ تَقُوْلُوْٓا یا یہ نہ کہو اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ پختہ بات ہے کہ شرک کیا ہمارے باپ دادا نے اس سے پہلے وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اور ہم تو ان کی

اولاد تھے ان کے بعد ان کے نقش قدم پر چلتے رہے تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو اس لئے میں نے براہ راست تم سے اقرار لیا ہے اور تم نے مان لیا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں تا کہ تم کل حجت بازی نہ کر سکو۔

ملحدوں کا اعتراض اور اسکا جواب :

بعض ملحدوں نے اعتراض کیا ہے کہ ہمیں تو وہ وعدہ یاد نہیں ہے اگر ہوتا تو کسی نہ کسی کو تو یاد ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ جن حضرات کے حافظے مضبوط ہیں ان کو یاد ہے چنانچہ تفسیروں میں حوالے آتے ہیں بہت سارے بزرگوں کے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ عہد ہمیں یاد ہے۔ان میں حضرت علیؓ کا نام آتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ وعدہ مجھے یاد ہے حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ بہت بڑے ولی ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھے وہ وعدہ یاد ہے۔شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ وعدہ یاد ہے۔اور کئی بزرگ ہیں جن کو وہ وعدہ یاد ہے اگر ماشما کو یاد نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وعدہ لیا ہی نہیں گیا ہمیں اور کون سی ساری باتیں یاد ہیں مثلاً ہمیں ابا امی کسی نے سکھایا ہے، روٹی، پانی، آسمان، زمین کسی نے تو سکھایا ہے مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ کس نے کس وقت اور کس جگہ ہمیں یہ الفاظ یاد کرائے ہیں ہاں ان کا نتیجہ ہمارے ذہن میں ہے کہ جو چیزیں ہمیں بتلائی گئی ہیں حق ہیں اسی طرح وہ وعدہ یاد نہیں ہے لیکن اس کا نتیجہ ہمارے ذہن میں ہے کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔اور سوائے چند دہریوں کے سارے مانتے ہیں ہندو ہوں یا سکھ ہوں، عیسائی ہوں یا یہودی ہوں، بدھ ہوں یا ڈوگرے ہوں سب کے سب رب تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک اپنے اپنے عنوان کے مطابق مانتا ہے۔البتہ دہریئے کہتے ہیں

کہ ایک گول سا مادہ ہے جیسے پیڑا ہوتا ہے اس نے ساری زمین اور آسمان پیدا کئے ہیں اور خود اس کو کوئی شد بد نہیں ہے اور ان کا یہ نظریہ عقل کے خلاف ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم سے یہ عہد اس لئے لیا کہ کل کو تم یہ نہ کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا تھا ہم تو ان کی اولاد تھے ان کے نقش قدم پر چلتے تھے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔اسلئے رب تعالیٰ نے سب کو ادراک و شعور دے کر اقرار کرایا کہ میں تمہارا رب ہوں اور یہ نہ کہہ سکو اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ کیا پس آپ ہمیں ہلاک کریں گے اس کارروائی کی وجہ سے جو باطل پرستوں نے کی ہے۔ہمارے آباء واجداد نے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو وَلَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ اور تاکہ یہ لوگ گناہوں سے باز آجائیں۔رب تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِىْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور آپ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو نَبَاَ الَّذِىْ خبر اس شخص کی اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا جس کو ہم نے دی تھیں اپنی کچھ نشانیاں فَانْسَلَخَ مِنْهَا پس وہ نکل گیا ان نشانیوں سے فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ پس اس کا پیچھا کیا شیطان نے فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ پس ہو گیا وہ گمراہوں میں سے وَلَوْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہتے لَرَفَعْنٰهُ بِهَا تو البتہ ہم اس کو بلند کرتے ان نشانیوں کی وجہ سے وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ اور لیکن وہ جھک گیا زمین کی طرف وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی فَمَثَلُهٗ پس اس کی مثال كَمَثَلِ الْكَلْبِ جیسے مثال ہے کتے کی اِنْ تَحْمِلْ

عَلَيْهِ يَلْهَثْ اگرتواس پر حملہ کرے تو وہ ہانپتا ہے اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یا اگر اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ یہ مثال ہے قوم کی الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جس نے جھٹلا دیا ہماری ایتوں کو فَاقْصُصِ الْقَصَصَ پس آپ بیان کریں حالات لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ غور وفکر کریں سَآءَ بُری ہے مَثَلًا نِ الْقَوْمُ مثال اس قوم کی الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ پس وہی ہدایت پانے والا ہے وَمَنْ يُّضْلِلْ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ پس وہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

مقامِ انبیاء اور درجات :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نیک لوگوں کے واقعات بھی بیان فرمائے ہیں اور برے لوگوں کے حالات بھی بیان فرمائے ہیں۔نیکوں کے واقعات اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ تم ان کی پیروی کرو،ان کے نقش قدم پر چلو اور برے لوگوں کے حالات اس لئے بیان فرمائے ہیں تاکہ تم ان سے پرہیز کرو اور تمہارا حشر ان جیسا نہ ہو اس سلسلے کا یہ واقعہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر کا بھی کئی دفعہ آپ حضرات سن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلا درجہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور آپ ﷺ کی ذات گرامی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا درجہ ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا مقام ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک صوفی قسم کا آدمی تھا اس کا نام بلعم اور باپ کا نام باعورا تھا بلعم ابن باعورا کے ہاتھ پر بڑی عجیب و غریب قسم کی چیزیں صادر ہوتی تھیں لوگوں کا اس کی طرف رجوع تھا کوئی کہتا میرے سر میں درد ہے پھونک مارتا درد فوراً ٹھیک ہو جاتا، کوئی کہتا میرے گھٹنوں میں درد ہے یہ دم کرتا وہ ٹھیک ہو جاتا کوئی کہتا میری کمر میں درد ہے کمر پر ہاتھ پھیرتا تکلیف دور ہو جاتی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۔ یہ تو بہانہ تھا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ تھا کسی کا کام رکا ہوا ہوتا، شادی نہیں ہو رہی، رقم پھنس گئی ہے، ناحق مقدمے میں مبتلا ہو گیا ہوتا، زمین مکان پر کسی نے قبضہ کر لیا ہے، اس کے پاس آتے بلعم باعورا دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان پر کرم فرما دیتا اور مصیبتوں سے چھٹکارا مل جاتا۔ بڑی دور دور تک اس کی شہرت تھی مرد عورتوں کا ہجوم لگا رہتا تھا اور تھا بھی بڑا عابد زاہد اس کی عبادت بھی لوگوں میں مشہور تھی اس کا مقبول الدعا ہونا بھی لوگوں میں معروف تھا۔فرعون اور اس کے حواری موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تنگ تھے اور جادوگروں کے ذریعے بھی مقابلہ نہ کر سکے ان کے جادوگر مات ہو گئے ان کی نیندیں حرام ہو گئیں بڑے پریشان تھے کہ اب کیا کریں مشورے سے طے ہوا کہ معزز آدمیوں کا ایک وفد بلعم باعورا کو ملے اور ان سے کہے کہ تم مقبول الدعا ہو لوگوں کے حق میں دعا بددعا کرتے رہتے ہو موسیٰ علیہ السلام کے حق میں بددعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو (معاذ اللہ تعالیٰ) ختم کر دے کہ ہم اس سے چھٹکارا پالیں اس نے ہمارے ناک میں دم کیا ہوا ہے تعداد میں ہم زیادہ ہیں اقتدار ہمارے پاس لیکن اس نے ہمارا جینا حرام کیا ہوا ہے چنانچہ یہ وفد بلعم باعورا کے پاس پہنچا اور اس کو سارے حالات سنائے اور موسیٰ علیہ السلام

کے خلاف بد دعا کرنے کی التجا کی بلعم باعورا اُچھلا اور کہنے لگے شیطانو! تم کیا کہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے خلاف بد دعا کروں اور پیغمبر بھی بلند شان والا صاحب شریعت ، بھاگ جاؤ یہاں سے وفد کو اس نے ڈرایا وفد واپس چلا گیا مگر ان کو اس کا لالچی ہونا معلوم تھا اور وہ اس کی اس عادت سے واقف تھے کہ جو شخص اس کی تھوڑی خدمت کرتا تھا اس کی طرف توجہ بھی تھوڑی دیتا تھا اور جو زیادہ خدمت کرتا تھا اس کی طرف توجہ بہت زیادہ کرتا تھا۔

تعویذ فروشی اور اجرت :

ضمنی طور پر یہ مسئلہ سمجھ لیں کہ چاروں ائمہ کرامؒ اور سو فیصد محدثینؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ دم اور تعویذ پر اجرت لینا جائز ہے اور بخاری وغیرہ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے البتہ ہمارے اکابر کا یہ طریقہ تھا کہ وہ کسی سے مانگتے نہیں تھے اور اشارہ بھی نہیں کرتے تھے کہ اجرت دو اگر کوئی اپنی خوشی سے دے دیتا تھا تو لے لیتے تھے کیونکہ معاوضہ حلال ہے حرام نہیں ہے۔ ایسا نہیں کرتے تھے کہ تو نے کتنی رقم کا تعویذ کرانا ہے جیسے آج کل لوگوں نے دکانیں کھولی ہوئی ہیں۔ ہمارے اکابر سب تعویذ کرتے تھے شفا رب تعالیٰ کے پاس ہے بندے کے پاس نہیں ہے۔ پیسے مانگنا ، لالچ کرنا ہمارے اکابر کے طریقے کے خلاف ہے۔

خیر لوگوں کو علم تھا کہ بلعم باعورا لالچی ہے انھوں نے دوبارہ وفد تشکیل دیا وہ اس کے پاس گیا اور سونے ، چاندی اور جواہرات کے ہدیے پیش کئے اور اس کو بد دعا کا کہا مگر وہ پھر بھی بد دعا پر آمادہ نہ ہوا چنانچہ تیسری مرتبہ وفد آیا اور کافی مقدار میں سونا چاندی ، ہیرے

موتی اور نقدی کے ڈھیر اس کے سامنے لگا دیئے۔اس نے اپنے خاص خاص مریدوں کو مجلس سے اٹھا دیا تا کہ لیتے ہوئے شرم نہ آئے۔اب صرف وفد تھا اور بلعم باعورا تھا وفد والوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بڑا تنگ کیا ہے اس کے حق میں بددعا کرو لالچ میں آ گیا اور شیطان عدو مبین ہے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہر مرحلے میں دشمنی کرتا ہے اور اس کی دشمنی سے بچنا بڑا مشکل ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سوا کوئی نہیں بچ سکتا۔ایک قصہ مشہور ہے اور بعض قصے بھی بڑے معنیٰ خیز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ تھا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا شیطان کے جال میں نہیں آتا تھا گرمی کا زمانہ اور دوپہر کا وقت تھا وہ بزرگ ایک دیوار کے سائے میں سو گیا دن لمبے ہوں اور رات چھوٹی ہو تو قیلولہ کئے بغیر رات کو جاگنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔اسی واسطے حدیث پاک میں آتا ہے مِنْ دَأْبِ الصّٰلِحِيْن قیلولہ نیک لوگوں کی عادت سے ہے دن کو تھوڑا سا سونا تا کہ رات کو تہجد کیلئے جاگنا آسان ہو جائے اگرچہ تہجد مستحب ہے فرض واجب نہیں ہے۔تو اس بزرگ نے قیلوا کرنے کیلئے تھوڑا سا آرام کیا اچانک اس نے دیکھا کہ ایک آدمی آیا ہے اچھی وضع قطع والا اس نے لباس پہنا ہوا ہے شکل صورت بھی اس کی خوب تھی کہنے لگا جلدی جلدی اٹھو دیوار گرنے والی ہے اس کا اٹھنا تھا کہ سچ مچ دیوار گر گئی اس نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا کہ میں شیطان ہوں اللہ والے نے کہا تُو تو میرا دشمن ہے میرے ساتھ نیکی کرنے کا کیا مطلب شیطان نے کہا میں نے نیکی نہیں کی میں نے اس لئے اٹھایا ہے کہ کہیں تجھے شہادت کا درجہ نہ مل جائے تو شیطان دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

بلعم باعورا کا موسیٰؑ کے خلاف بد دعا کرنا اور اسکا انجام :

بلعم باعورا لالچ میں آگیا کیونکہ اس کے سامنے دنیا کی قیمتی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اگر چہ دل سے بد دعا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مال ھضم کرنے کیلئے ان کے سامنے منہ کھولا مثلاً کہنا چاہتا تھا کہ اے اللہ موسیٰ علیہ السلام کو تباہ کردے یا غرق کردے لیکن جونہی اس نے منہ سے نکالا اے اللہ موسیٰ کو تو اس کی زبان نیچے ناف تک گئی جیسے باؤلے کتے کی زبان لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور دوڑا بھاگتا پھرتا ہے اسی طرح زبان لٹکا کر بھاگنے لگ گیا اور آگے کچھ نہ کہہ سکا اور انتہائی گھٹیا حرکتیں لوگوں کے سامنے کرنی شروع کردیں مثلاً لوگوں کے سامنے گدھیوں سے جفتی کرتا رہتا تھا اور مختلف قسم کی خرافات کرتا رہتا تھا۔ اس کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور آپ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا خبر اس شخص کی جس کو ہم نے دی تھیں اپنی کچھ نشانیاں۔ کچھ کرشمے اور عجیب وغریب قسم کی چیزیں جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی تھیں فَانْسَلَخَ مِنْهَا پس وہ نکل گیا ان نشانیوں سے فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ پس اس کا پیچھا کیا شیطان نے فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ پس ہوگیا وہ گمراہوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ نیکی پر قائم رکھے اور ہر وقت نیکی پر قائم رہنے کی دعا کرتے رہنی چاہئے کہ انسان کا دل کسی بھی وقت پلٹ سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اکثر دعا فرماتے تھے امت کی تعلیم کیلئے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ "اے پروردگار میرے دل کو دین پر ثابت رکھنا" ایمان قائم رہے گا تو نیکیاں کام آئیں گی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو بلند کرتے ان نشانیوں کی وجہ سے۔ کہ ان کرشموں پر قائم رہتا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے خلاف لب کشائی نہ کرتا اپنی عبادات میں لگا رہتا تو اس کی وجہ سے

ہم اس کو اور بلند مقام پر پہنچا دیتے لیکن وہ زمین کی چیزوں پر عاشق ہو گیا سونا چاندی جواہرات دیکھ کران پر گر پڑا اور گمراہ ہو گیا۔

جنتی جانور :

تفسیروں میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اصحاب کہف کے کتے کو اللہ تعالیٰ بلعم باعورا کی شکل عطا فرمائیں گے بڑا صحت مند خوبصورت بلعم باعورا کی شکل میں جنت میں داخل ہوگا کیونکہ یہ بھی بڑا خوبصورت صحت مند جوان تھا ابن نجیم مصریؒ جن کا لقب تھا ابو حنیفہ ثانی، وہ اپنی کتاب ''اَلْاَشْبَاہُ وَ النَّظَائِر'' میں لکھتے ہیں کہ ۱۳ قسم کے جانور جنت میں جائیں گے ان میں اصحاب کہف کا کتا، حضرت صالحؑ کی اونٹنی، سلیمانؑ کا ہدہد اور وہ چیونٹی جس نے چیونٹیوں کو آگاہ کیا تھا کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر آرہا ہے فوراً بلوں میں داخل ہو جاؤ اور اس قسم کے اور بھی کئی جانوروں کا ذکر کیا ہے۔ وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ اور لیکن وہ بلعم باعورا جھک گیا زمین کی طرف۔ سونا چاندی جواہرات دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آگیا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ پس اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مثال ہے کتے کی اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اگر تو اس پر حملہ کرے تو وہ ہانپتا ہے زبان باہر نکالے گا اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یا اگر تو اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپتا ہے۔ پھر بھی زبان نکالے گا ہلکا کتا ہر وقت زبان نکالے پھرتا رہتا ہے اسی طرح بلعم باعورا بھی پھرتا رہتا تھا اللہ تعالیٰ اپنی گرفت سے محفوظ فرمائے کبھی کسی بھی نیکی پر تکبر نہ کرو اور کسی برائی کو حقیر نہ سمجھو، یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عبرت اور ہمیں سمجھانے کیلئے بیان فرمایا ہے۔ فرمایا ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یہ

مثال ہے اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری ایتوں کو یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے خلاف بکتے رہتے ہیں ان کی زبان کتے کی ہے فَاقْصُصِ الْقَصَصَ پس آپ بیان کریں حالات ایسے لوگوں کے لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں ۔ جو آنے والی نسلیں ہیں اوراس سے سبق حاصل کریں سَآءَ مَثَلاَ نِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بری ہے مثال اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ۔ وہ مثال یہ ہے کہ ان کی زبانیں کتے کی طرح نکلی ہوئی ہیں وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۔ اس میں رب تعالیٰ کا کیا نقصان ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ساری دنیا نیک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی خدائی اس کے کمالات ، اس کی صفات ، اس کی خوبیوں میں ایک رتی کا بھی اضافہ نہیں ہوسکتا اور اگر سارے کافر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی خدائی میں ایک رتی کا بھی نقصان نہیں ہوگا رب ، رب ہے ، بنتا اور بگڑتا مخلوق کا ہے ۔ ہر ایک نے اپنا بنانا اور بگاڑنا ہے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے وَمَنْ يُّضْلِلْ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ پس وہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے ۔

ایمان اور کفر میں انسان کا اختیار :

میں یہ بات کئی مرتبہ سمجھا چکا ہوں کہ اس قسم کی آیات جب قرآن کریم میں آتی ہیں تو بعض لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ جب ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تو پھر اس میں بندے کا کیا قصور ہے مثلاً یہی ایت کریمہ ہے کہ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پانے والا

ہے وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔اس کے متعلق میں نے قرآن پاک کی آیات نکال کر تمہیں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى جدھر کوئی پھرنا چاہے ہم اس کو ادھر پھیر دیتے ہیں جو ہدایت چاہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتے ہیں يَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اللہ تعالیٰ اپنی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔اور یہ لفظ بھی قرآن میں ہیں اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے اپنے لئے جس کو چاہتا ہے۔جسطرح پیغمبروں کو منتخب کرلیا وَيَهْدِىْٓ مَنْ يُّنِيْبُ اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو رجوع کرتا ہے۔جبراً کسی کو ہدایت نہیں دیتا اور گمراہ کس کو کرتا ہے؟ متعدد مقامات پر ہے يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ کافروں اور منکروں کو گمراہ کرتا ہے۔اور کسی جگہ پر آتا ہے يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ پس جب انھوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا اس کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہی کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
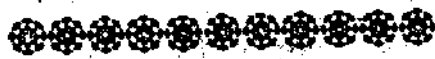
وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۗ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیے جہنم کیلیے كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ بہت سے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے لَهُمْ قُلُوْبٌ ان کے دل ہیں لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا سمجھتے نہیں ہیں ان دلوں کے ساتھ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ اور ان کی آنکھیں ہیں لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا دیکھتے نہیں ہیں ان آنکھوں کے ساتھ وَلَهُمْ اٰذَانٌ اور ان کے کان ہیں لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا نہیں سنتے ان کانوں کیساتھ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ یہ لوگ ہیں جانوروں کی طرح بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یہی لوگ ہیں غافل وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اور اللہ تعالیٰ کیلیے ہی ہیں نام اچھے فَادْعُوْهُ بِهَا پس پکارو تم

اس کو ان کے ناموں کے ساتھ وَذَرُوا اور چھوڑ دو الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَآئِهِ ان لوگوں کو جو کج روی اختیار کرتے ہیں اس کے ناموں میں سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ عنقریب ان کو بدلہ دیا جائے گا اس کاروائی کا جو وہ کرتے ہیں وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے أُمَّةٌ ایک گروہ ہے يَهْدُونَ بِالْحَقِّ جو راہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ وَبِهِ يَعْدِلُونَ اور وہ اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔

جنتیوں اور دوزخیوں کی محشر میں تقسیم :

آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی گمراہی اور ان کے جہنم میں جانے کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا جہنم کیلئے كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ بہت سے جنوں میں سے وَالْإِنسِ اور انسانوں میں سے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے قیامت کا دن ہوگا مخلوق ساری جمع ہوگی اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ کو فرمائیں گے اِبْعَثْ بَعْثًا لِلنَّارِ دوزخیوں کو الگ کر دو۔ نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا یعنی یہ نسبت ہوگی ان میں جو مخلوق میدان حشر میں جمع ہوگی اندازہ لگالو جنوں اور انسانوں میں سے زیادہ تو دوزخ میں گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کی ہے فرمایا لَهُمْ قُلُوبٌ ان کے دل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سمجھنے کیلئے دیئے ہیں لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا سمجھتے نہیں ہیں ان دلوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دل عطا فرمایا ہے ماں کے پیٹ میں جب بچہ ساڑھے چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو دل کو چلا دیا جاتا ہے اور موت تک باقاعدہ حرکت

کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں سمجھ رکھی ہے وہ دن رات دائیں بائیں گرم سرد وغیرہ چیزوں کو سمجھتا ہے وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اوران کی آنکھیں ہیں دیکھتے نہیں ان آنکھوں کے ساتھ۔ اگر آدمی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں، زمین، آسمان، پہاڑ، دریا وغیرہ نہ دیکھے، حق باطل کو نہ دیکھے تو آنکھوں کا کیا فائدہ۔ سب کچھ سامنے ہوتے ہوئے آنکھیں بند کرلے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اوران کے کان ہیں نہیں سنتے ان کانوں کیساتھ۔ حق کی بات اگر کانوں سے نہ سنی تو اور سنا تو کیا سنا؟ کافروں کے متعلق رب تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ کانوں سے بہرے ہیں، زبان سے گونگے ہیں، آنکھوں سے اندھے ہیں۔ حالانکہ کافروں کے کان بھی ہیں اوران سے سنتے بھی اور آنکھوں سے دیکھتے بھی ہیں زبانیں بھی ان کی چلتی ہیں تو پھر بہرے، گونگے اور اندھے ہونے کا کیا مطلب ہوا تو مطلب یہ ہے کہ حق سننے سے بہرے ہیں حق بولنے سے گونگے ہیں قدرت کی نشانیاں دیکھنے سے اندھے ہیں وہ آنکھیں کس کام کی جو حقیقت کو نہ دیکھیں جو دل حقیقت کو نہ سمجھے اس میں خوف خدا نہ ہو آخرت کی فکر نہ ہو قبر بھول جائے تو وہ دل پتھر ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ یہ لوگ ہیں جانوروں کی طرح۔ اَنْعَامُ جمع ہے نَعَمٌ کی اور نَعَمٌ کے معنیٰ ہیں مویشی حیوان بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

انسانوں کو اپنے مالکِ حقیقی سے تعلق رکھنا چاہئے:

جانوروں میں سے گدھا سب سے زیادہ احمق ہے لیکن گدھا بھی اپنے مالک کی آواز کو پہچانتا ہے مالک آواز دے تو چل پڑتا ہے آواز دے تو کھڑا ہو جاتا ہے مالک

دائیں بائیں موڑتا ہے تو مڑتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا مالک ہے اس کی آواز پر میں نے لبیک کہنا ہے اور کہتا ہے۔ معاف رکھنا ہم تو گدھے سے بھی گئے گذرے لوگ ہیں کہ رب تعالیٰ ہمارا حقیقی مالک ہے ہم اس کی کتنی نافرمانیاں کرتے ہیں اور اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے آپ حضرات دیکھتے ہیں کہ جو جانور انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں وہ اپنے مجازی آقا کی بات مانتے ہیں اور ہم اپنے حقیقی آقا کی بات ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں اور دنیا میں اکثریت ایسے گمراہ لوگوں کی ہی رہی ہے۔ یہ دوزخ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یہی لوگ ہیں غافل۔ رب تعالیٰ کی توحید سے، رب تعالیٰ کے حکموں سے، رب تعالیٰ کی نعمتوں سے......

اسماءالحسنٰی اور انکی تاثیر :

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں نام اچھے فَادْعُوْهُ بِهَا پس پکارو تم اس کو ان کے ناموں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں جو قرآن کریم اور دیگر کتابوں کے شروع میں لکھے ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار کے قریب نام ہیں جو آسمانی کتابوں، صحیفوں اور وحی الٰہی میں نازل ہوئے ہیں ان میں سے لفظ ''اللہ'' یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور باقی صفاتی نام ہیں ان میں سے کسی بھی نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو وہ سنتا ہے اور فریاد کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نام میں الگ الگ خاصیت ہے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو رزق کی تنگی ہو تو وہ اخلاص کے ساتھ ہر نماز کے بعد تین دفعہ پڑھے یَا رَزَّاقُ یَا بَاسِطُ اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت پیدا فرما دیں گے اگر کسی سے دشمنی اور عداوت کا خوف ہے تو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے یَا حَکِیْمُ

یَا وَدُود اللہ تعالیٰ دشمنی ٹال دیں گے اگر کسی کو رشتے وغیرہ کی پریشانی ہے تو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھے یَارَحِیْمُ یَاکَرِیْمُ یَالَطِیْفُ اللہ تعالیٰ پریشانی دور فرمادیں گے (لیکن یہ ضابطہ یاد رکھیں کہ جو بھی وظیفہ پڑھیں اول آخر درود شریف تین تین مرتبہ ضرور پڑھیں یہ قبولیت کی شرط ہے۔ محمد نواز بلوچ، مرتب) تو ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت پکارو۔ فرمایا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو کج روی اختیار کرتے ہیں اس کے ناموں میں۔ کہ اس کے نام کسی اور کیلئے استعمال کرتے ہیں، رب کے ناموں میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں مثلاً عالم الغیب صرف رب تعالیٰ ہے۔ تو جو لوگ کسی اور کو عالم الغیب کہتے ہیں اس نے رب کے نام میں کجروی اختیار کی ہے۔

حاضر و ناضر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات :

ہر جگہ حاضر و ناظر صرف پروردگار ہے اس نے قرآن میں فرمایا ہے ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور کسی کو حاضر ناظر ماننے والا رب تعالیٰ کے نام میں زیادتی کرتا ہے۔ اسی طرح مختار کل سارے جہان کا مالک متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے جو شخص اور کسی کو مختار کل سمجھے اس نے رب تعالیٰ کے نام میں کجروی اور زیادتی کی ہے۔ جو رب تعالیٰ کے نام ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان کا اطلاق کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔ فرمایا جو لوگ الحاد اور کج روی کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اوروں کو داخل کرتے ہیں سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ عنقریب ان کو بدلا دیا جائے گا اس کاروائی کا جو وہ کرتے ہیں۔ نافرمانیوں کا بدلہ ضرور ملے گا اور اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اکثریت دوزخ میں جائے گی لیکن اب فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حق والے بھی ہیں وَمِمَّنْ

خَلَقْنَآ اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے اُمَّةٌ ایک گروہ ہے یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ جو راہنمائی کرتا ہے حق کے ساتھ لوگوں کی کہ حق بتاتا ہے۔ سارے حق نہیں بتاتے صرف ایک گروہ ہے کیونکہ دوسری طرف کثیر کا لفظ آیا ہے کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اکثریت تو دوزخیوں کی ہے وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ اور وہ اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ یعنی وہ گروہ خود بھی اسی حق پر عدل وانصاف کے ساتھ چلتا اور عمل کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر ڈٹا رہے گا لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا جو ان کی مخالفت کرے گا وَلَا مَنْ خَذَلَهُمْ اور نہ وہ ان کا کچھ بگاڑ سکے گا جو ان سے علیحدگی اختیار کرے گا وَلَا مَنْ نَاوَاهُمْ اور جو اندرونی طور پر ان کے خلاف سازش کرے گا وہ بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زبان سے نکلا ہوا فرمان ہے لہٰذا حق کا گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک ضرور رہے گا۔ قولاً، فعلاً، عملاً ہر طریقے سے حق کو بیان کرے گا اور حق پر چلے گا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ ۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ بتاکید ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ایسی جگہ سے جہاں ان کو علم نہیں ہوگا وَاُمْلِيْ لَهُمْ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا کیا انھوں نے غور وفکر نہیں کیا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ کہ نہیں ہے ان کے ساتھی کو کوئی جنون اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والا کھول کر اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا کیا انھوں نے نہیں دیکھا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا

ہے چیزوں کو وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ اور یہ کہ شاید ہو قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ قریب آچکی ہوان کی میعاد فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ پس کس بات پر اس قرآن کے بعد یہ لوگ ایمان لائیں گے مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے وَیَذَرُھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ اور وہ اللہ ان کو چھوڑتا ہے ان کی سرکشی میں یَعْمَھُوْنَ سرگردان پھرتے ہیں۔

معجزات اور کرامات کی حقیقت :

ایت کا لفظی معنٰی قرآن کریم یا اور آسمانی کتابوں کی آیت بھی ہے اور ایت کا معنٰی معجزہ اور نشانی بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر کتابیں نازل فرمائیں، صحیفے نازل فرمائے ان میں بیشمار آیات تھیں قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات ہیں لیکن نہ ماننے والوں نے نہیں مانا اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو عجیب وغریب قسم کے معجزات بھی عطا فرمائے۔ آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قیامت قریب آگئی ہے اور چاند دوٹکڑے ہوگیا ہے اس معجزے کا مطالبہ خود مشرکین مکہ نے کیا تھا انھوں نے آنکھوں سے دیکھا چودھویں رات کا چاند آسمان پر دوٹکڑے ہوا لیکن انھوں نے نہ مانا ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سَنَسْتَدْرِجُھُمْ بتاکید ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ایسی جگہ سے جہاں ان کو علم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا عام قانون

یہی ہے کہ وہ یکدم گرفت نہیں کرتا بلکہ ابتداء میں مہلت دیتا رہتا ہے پھر جب مہلت پوری ہو جاتی ہے تو گرفت آجاتی ہے اور یہ گرفت ایسی جگہ سے ہوتی ہے کہ جہاں سے انھیں علم ہی نہیں ہوتا ان کی توقع کے خلاف ان کی سرکوبی کیلئے دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ سزا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اِستِـــدْرَاج کا لغوی معنٰی ہے کسی شے کو آہستہ آہستہ ترقی دینا آگے بڑھانا آپ حضرات یہاں پر چند ایک اصطلاحات سمجھ لیں جو علماء کرام نے بیان فرمائی ہیں وہ یہ کہ جو چیزیں خلاف عادت اور خرق عادت کے طور پر کسی کے ہاتھ پر صادر ہوں تو ان میں تفصیل ہے اگر نبی کے ہاتھ پر نبوت ملنے سے پہلے صادر ہو تو اس کو ''ارھاص'' کہتے ہیں اِرْ ہاص کا معنٰی تمہید ہے گویا کہ یہ نبوت کی تمہید ہوتی ہے ۔جیسے آنحضرت ﷺ نبوت کے ملنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں راستوں سے گزرتے تھے تو پتھر آپ کو سلام کرتے تھے ۔بچپن میں ابو طالب آپ ﷺ کو سفر میں ساتھ لے گئے بڑی سخت گرمی اور دھوپ تھی بادل نے آکر آپ کے سر پر سایہ کیا اس کو ارہاص کہتے ہیں اور جو خلاف عادت چیزیں نبوۃ ملنے کے بعد ظاہر ہوں ان کو معجزہ کہتے ہیں معجزہ کا معنٰی ایسی نشانی جو لوگوں کو عاجز کردے قرآن کریم آپ ﷺ کا مستقل معجزہ ہے۔آج تک قرآن پاک کے مثل بلکہ اس کی چھوٹی سی آیت کریمہ کے مثل بھی کوئی نہ لا سکا اور نہ لا سکے گا۔شق قمر آپ کا معجزہ ہے ان کے علاوہ بیشمار آپ ﷺ کے معجزات ہیں اور ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت جو چیز صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور ولی وہ ہوتا ہے جو توحید وسنت کا پابند ہو شریعت پر پورا اترتا ہو اور یادرکھنا کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے معجزے میں نبی کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا اور کرامت میں ولی کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا اور عام آدمی کے ہاتھ پر بسا

اوقات کبھی کوئی چیز خلاف عادت ظاہر ہو جاتی ہے چاہے وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو اس کو "معونت" کہتے ہیں معونت کے معنٰی امداد یہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی تقویت کیلئے امداد فرماتے ہیں اور اگر کافر کے ہاتھ پر خلاف عادت کوئی چیز ظاہر ہو تو اس کو "استدراج" کہتے ہیں دجال لعین جب آئے گا تو اس کے ہاتھ پر بہت کچھ ظاہر ہوگا بادلوں کو حکم دے گا وہ اکٹھے ہو کر بارش برسانا شروع کر دیں گے زمین پر پاؤں مارے گا وہ سونا چاندی اگل دے گی جو لوگ اس کو خدا مانیں گے ان کے گھروں کو دولت سے بھر دے گا اور جو اس کو الٰہ نہیں مانیں گے ان کے گھروں کا سامان دجال کے پیچھے چل پڑے گا جیسے کسی چیز کو پہیے لگ جاتے ہیں کوئی شے گھر میں نہیں رہے گی عجیب امتحان ہوگا عجیب وغریب چیزیں اس سے صادر ہوں گی یہ استدراج ہے۔ اور اگر کوئی چیز کافر کی مرضی کے خلاف صادر ہو تو اس کو "اہانت" کہتے ہیں تاریخ میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے ایک ساتھی کا لڑائی کے دوران آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا وہ مسیلمہ کذاب کے پاس گیا کہ لڑتے لڑتے تلوار یا نیزہ لگا ہے اور آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گیا ہے اس کو ٹھیک کر دے اس نے جب اس کو دائرے میں رکھا تو دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ تو یہ اہانت ہے دراصل اس نے آنحضرت ﷺ کی نقل اتارنی چاہی وہ اس طرح کہ جنگ احد میں لڑتے ہوئے ایک صحابی کا ڈھیلا آنکھ سے باہر نکل آیا تھا حضرت ابو قتادہ ربیع ابن خراش بڑے خوبصورت صحت مند نوجوان تھے نئی نئی شادی ہوئی تھی ڈھیلا لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے حضرت میری نئی نئی شادی ہوئی ہے اگر میری آنکھ کی یہی وضع رہی تو میری بیوی نفرت کرے گی آنحضرت ﷺ نے وہ آنکھ کا ڈھیلا آنکھ کے دائرے میں رکھا اور دعا کی کہ اے پروردگار اتنا کام میرا تھا

آگے تیرا کام ہے۔ وہ آنکھ درست ہوگئی اور دوسری آنکھ کی طرح کام کرتی تھی یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ حدیبیہ کے مقام پر پندرہ سو صحابہ تھے اور ان کے ساتھ اونٹ، گھوڑے، خچر بھی تھے پانی سب کی ضرورت تھی لیکن وہاں پانی ختم ہوگیا صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضرت پانی نہیں ہے وہاں ایک چشمہ تھا اس سے تھوڑا تھوڑا پانی رستا تھا آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اس چشمے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس سے پانی ایسے چلنے لگ گیا جیسے نہر پھوٹ پڑی ہو اور مسیلمہ کذاب کے دور میں ایسا واقعہ پیش آیا کہ یمامہ کے مقام پر ان کو پانی کی قلت پیش آئی اس کے ساتھی اس کے پاس گئے کہ پانی کی ضرورت ہے وہاں ایک چشمہ تھا جس سے تھوڑا تھوڑا پانی رستا تھا مسیلمہ کذاب نے آنحضرت ﷺ کی نقل اتارتے ہوئے چشمے پر ہاتھ رکھا اللہ تعالیٰ کی قدرت پانی کا جو قطرہ آرہا تھا وہ بھی بند ہوگیا اس کو اہانت کہتے ہیں اور کافر کی مرضی کے مطابق اگر کوئی شے خلاف عادت ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ کافروں کو حکومت اقتدار ملتا ہے، مال اور اولاد ملتی ہے، عزت ملتی ہے ، وزارت ملتی ہے تو یہ نہ سمجھو کہ وہ کامیاب ہوگئے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو آہستہ آہستہ عذاب کی طرف چلاتے ہیں جہاں سے وہ جانتے نہیں بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں یہ مل گیا وہ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاُمْلِیْ لَهُمْ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں اِنَّ كَيْدِىْ مَتِيْنٌ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ رب تعالیٰ کی تدبیر سے بہتر تدبیر کس کی ہوسکتی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ایک شوشے کا جواب دیا ہے کافروں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ مشہور کر رکھا تھا کہ یہ جادوگر بھی ہے اور مجنوں بھی ہے۔

شکاری خود شکار ہوگیا :

مکہ مکرمہ سے کافی دور تقریباً تین چار دن کی مسافت پر قبیلہ بنو غفار کا علاقہ تھا وہاں کا ایک آدمی مجنوں اور پاگلوں کو دم کرتا تھا جس کا نام ضماد ابن ثعلبہ تھا اس نے سنا کہ کعبۃ اللہ کے متولیوں میں سے ایک کا لاوارث بیٹا ہے مال اس کے پاس نہیں ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے چونکہ لوگوں کو کعبۃ اللہ کے ساتھ بڑی عقیدت تھی ضماد مکہ مکرمہ پہنچا آنحضرت ﷺ کا معلوم کر کے آپؐ سے ملاقات کی کہنے لگا حضرت آپ نے سنا ہو گا کہ ازدشنوءۃ کے علاقہ میں ایک آدمی ہے جو پاگلوں کو دم کرتا ہے اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے وہ گنہگار میں ہوں اور ضماد میرا نام ہے میں نے آپ سے فیس نہیں لینی صرف انسانی ہمدردی کے تحت میں نے آپ کو دم کرنا ہے۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا دیکھو ان کافروں نے کتنی دور تک میرے متعلق مشہور کیا ہوا ہے کہ میں پاگل ہوں فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاگل نہیں ہوں ضماد نے کہا لوگ کہتے ہیں آپ نے فرمایا لوگوں کی زبانیں منہ میں ہیں جو چاہیں کہیں۔ اس نے کہا پھر لوگ آپ کو کس وجہ سے مجنوں کہتے ہیں آپ نے وہ خطبہ پڑھا جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ آخر تک پھر توحید و رسالت اور قیامت کا مسئلہ بیان فرمایا پھر سورۃ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ پڑھی ضماد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہنے لگا میں خود فصیح بلیغ ہوں، شاعر ہوں، مقرر ہوں لیکن یہ کلام انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ یہ رب تعالیٰ کا کلام ہے اور اسی وقت مسلمان ہو گیا دم کرنے کیلئے آیا قیدی اور اسیر بن کر گیا کفر کی حالت میں آیا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو گیا۔ تو کافروں نے آپ ﷺ کے متعلق دور دراز تک مشہور کیا ہوا تھا کہ یہ پاگل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا کیا انھوں نے غور و فکر نہیں کیا مَا بِصَاحِبِھِمْ مِّنْ جِنَّۃٍ کہ نہیں

ہے ان کے ساتھی کو کوئی جنون۔

پاگل، پاگل ہی ہوتا ہے:

پاگل چاہے کتنا ہی سمجھ دار کیوں نہ ہو وہ چھپا نہیں رہتا۔ ہمارے استاد تھے مولانا غلام محمد صاحب لدھیانویؒ علم نحو کے امام تھے ۱۹۳۰ء کے قریب کی بات ہے ہم جہانیاں منڈی میں ان کے پاس نحو کی کتابیں عبدالغفور وغیرہ پڑھتے تھے وہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ہماری برادری کے ایک آدمی کا دماغی توازن خراب ہو گیا اس کو لاہور مینٹل ہسپتال داخل کرایا گیا کچھ عرصہ کے بعد میں اس کی تیمارداری کیلئے گیا کہ برادری کا آدمی ہے۔ کچھ تحفے تحائف بھی ساتھ لے گیا میں اس سے ملاقات کر رہا تھا کہ ایک اور بڑے قد کا موٹا تازہ خوبصورت آدمی آکر میرے ساتھ علمی باتیں کرنے لگ گیا کبھی نحو کے متعلق، کبھی صرف کے متعلق، کبھی منطق کے متعلق، کبھی تفسیر اور کبھی اصول تفسیر کے متعلق باتیں کرتا۔ مولانا بھی بڑے فاضل آدمی تھے کچھ دیر کے بعد وہ پیشاب کرنے کیلئے چلا گیا میں نے پوچھا کہ یہ آدمی جو میرے ساتھ گفتگو کر رہا تھا کون ہے؟ لوگوں نے کہا پاگل ہے۔ مولانا فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ اتنا فاضل آدمی ہے اور اس کا حافظہ اتنا ہے کہ سارے علوم وفنون اس کو یاد ہیں یہ کس طرح پاگل ہے یوں لگتا ہے کہ اس کو پاگل کہنے والے خود پاگل ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ آ گیا اور پھر علمی گفتگو شروع کر دی میں نے اجازت مانگی کہ میں نے جانا ہے کیونکہ اس وقت یہ سڑکیں اور بسیں تو نہیں ہوتی تھیں ریل گاڑی کا سفر ہوتا تھا اور قریب قریب کا سفر لوگ ٹانگوں پر کرتے تھے کہ اگر گاڑی چلی گئی تو میرے لئے مسئلہ بن جائے گا کہنے لگا اچھا تم نے جانا ہے میں نے کہا ہاں میں نے جانا ہے کہنے لگا اچھا پھر

ہاتھ آگے کرو میں نے ہاتھ آگے کیا تو اس نے میرے ہاتھ پر تھوک دیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ پاگل چھپا نہیں رہتا وہ پروفیسر تھا اور اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انھوں نے غور و فکر نہیں کیا کہ نہیں ہے ان کا جو ساتھی ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو کوئی جنون نہیں ہے۔ ان جیسا سمجھ دار دنیا میں نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والا کھول کر۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہے کہ قبر کے عذاب سے بچ جاؤ دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ وہ تو نذیر ہے نہ کاہن ہے، نہ شاعر ہے، نہ مجنوں ہے۔ تم نے غلط پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ فرمایا رب تعالیٰ کی قدرتیں نہیں دیکھتے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا انھوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں۔ آسمانوں کے عجائبات نہیں دیکھے کتنے بلند ہیں اور بغیر ستون کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قائم ہیں اور زمین نہیں دیکھی کتنی وسیع ہے؟ اس میں پہاڑ ہیں، دریا ہیں، میدان ہیں اور بیشمار مخلوق ہے اور ان کے علاوہ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے چیزوں کو۔ کسی کا کوئی قد ہے کسی کا کوئی ہے کسی کی کوئی شکل ہے کسی کا کوئی رنگ ہے بے شمار مخلوقات کی ہیئتیں اس کی قدرت پر دلیل ہیں۔ وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّهٗ وَاحِدٌ ہر چیز میں خدا کی وحدانیت کی دلیل موجود ہے۔ کوئی ماننے والا ہو تو یقیناً سمجھ آسکتا ہے۔ آگے قیامت کے متعلق فرمایا وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ اور یہ کہ شاید قریب آ چکی ہو ان کی میعاد۔

قیامت برحق ہے :

قیامت حق ہے کائنات پر جب قیامت آئے گی، آئے گی مگر ہر آدمی کی قیامت

دور نہیں ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهٗ جو مرے گا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔قبر میں جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے، عذاب بھی ہے ثواب بھی ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ ۢ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ پس کس بات پر اس قرآن کے بعد یہ لوگ ایمان لائیں گے۔قرآن کریم سے زیادہ وزنی، قطعی اور یقینی اور کونسی بات ہے کہ اس کو یہ مانیں گے۔فرمایا مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔اور وہ گمراہ کن کو کرتا ہے؟ فرمایا یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے وَیُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ اور کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا اور یہ جو گمراہ ہیں وَیَذَرُهُمْ اور وہ اللہ ان کو چھوڑتا ہے فِیْ طُغْیَانِهِمْ ان کو ان کی سرکشی میں یَعْمَهُوْنَ سرگرداں پھرتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں اَيَّانَ مُرْسٰهَا وہ کب قائم ہوگی قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ پختہ بات ہے کہ قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ نہیں ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت پر اِلَّا هُوَ مگر اللہ تعالیٰ ہی ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ قیامت بھاری ہے آسمانوں میں اور زمین میں لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک يَسْئَلُوْنَكَ وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا گویا کہ آپ اس کے

کھوج میں لگے ہوئے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے قُلْ آپ کہہ دیں لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا میں نہیں ہوں مالک اپنے نفس کیلئے نفع کا اور نہ نقصان کا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ تو میں زیادہ حاصل کر لیتا بھلائی وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہے۔

توحید و رسالت اور قیامت :

اَصْلُ الْاُصُوْل تین عقیدے ہیں۔ توحید و رسالت اور قیامت باقی تمام ان کی فرع ہیں ان کی شاخیں ہیں لیکن قیامت کا وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتایا یہ اس کا راز ہے جیسے موت کہ یہ تو ہم سارے جانتے ہیں کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن مرنے کے وقت کا کسی کو علم نہیں ہے۔

؎ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں　　سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اسی طرح قیامت کا آنا حق ہے لیکن وہ کب قائم ہوگی یہ رب تعالیٰ کی ذات کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ آنحضرت ﷺ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو لوگ پوچھتے تھے مَتَى السَّاعَةُ

قیامت کب آئے گی؟ اس کے متعلق ارشاد ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ وہ کب قائم ہوگی قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّمَا پختہ اور یقینی بات ہے عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ نہیں ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت پر مگر اللہ تعالیٰ ہی۔ رب تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس نے اس کو کب قائم کرنا ہے ثَقُلَتْ وہ قیامت بھاری ہے فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں۔ آسمانوں میں بے شمار مخلوق ہے فرشتے وغیرہ، وہ سب قیامت سے گھبرائے ہوئے ہوں گے اَلسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ کے لفظ بھی آتے ہیں قیامت بڑی دہشت ناک اور کڑوی ہے تو قیامت کا مسئلہ آسمانوں کی مخلوق پر بھی بھاری ہے اور زمین کی مخلوق پر بھی لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک کتنی اچانک آئے گی؟ حدیث پاک میں آتا ہے ایک شخص اپنے جانور کا دودھ دُہ کر لائے گا پیالے میں ڈال کر اس سے ایک گھونٹ منہ میں ڈالے گا حلق سے نیچے نہیں اتار سکے گا نہ منہ سے باہر نکال سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی وہ ڈھیر ہو جائے گا کھانے کا لقمہ منہ میں ڈالے گا نگل نہیں سکے گا کہ وہیں ختم ہو جائے گا کوئی آدمی گھر داخل ہونے کیلئے دروازے کے اندر قدم رکھے گا ایک قدم اندر اور ایک باہر ہوگا کہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا دوکاندار گاہک کیلئے تھان کھول کے بکھیرے گا خریداران کے رنگ دیکھتے ہوں گے، ڈیزائن دیکھتے ہوں گے، بھاؤ طے کرتے ہوں گے وہ تھان بکھرے رہ جائیں گے گاہک بھی مالک بھی ڈھیر ہو جائیں گے یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْهَا وہ آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت

کے بارے میں گویا کہ آپ اس کے کھوج میں لگے ہوئے ہیں۔ حَفِیٌّ کا لغوی معنٰی ہے کھوجی کسی چیز کا کھوج لگانے والا کھوج لگا کر کسی چیز کی تہہ تک پہنچا۔ یہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ نے کھوج لگا کر قیامت کو جان لیا ہے اور حَفِیٌّ کا معنٰی عالم بھی ہے تو پھر مفہوم اس طرح بنے گا یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ قیامت کا علم رکھتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور کسی کو نہیں ہے۔

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

اب اتنی صاف اور صریح آیات کے ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ قیامت کا علم رکھتے تھے تو قرآن کریم کی مخالفت اور قرآن کریم کے ساتھ ضد نہیں تو اور کیا ہے؟ انھی آیات کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ نے ایک صحیح روایت نقل فرمائی ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات جب انبیاء کرامؑ کا اجتماع ہوا اس میں آنحضرت ﷺ بھی تشریف فرما تھے فَتَذَاكَرُوْا فِيْمَا بَيْنَهُمْ عِلْمُ السَّاعَةِ اس پیغمبروں کے اجتماع میں قیامت کا مسئلہ چل پڑا کہ کسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی فَرَدُّوْا اَمْرَهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام پس انھوں نے قیامت کا معاملہ ابراہیمؑ کی طرف لوٹایا کہ خلیل اللہ ہیں شاید ان کو معلوم ہو کہ قیامت کس سن میں آئے گی قَالَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهَا حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھے اس کے صحیح وقت کا علم نہیں ہے پھر آپس میں مشورہ کر کے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سے پوچھو کہ کلیم اللہ ہیں ممکن ہے کلام کے دوران یہ راز بتا دیا ہو قَالَ لَا عِلْمَ لِيْ

بِهَا موسیٰ علیہ السلام ؑ نے کہا مجھے علم نہیں ہے پھر کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھو
اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کہ وہ قیامت کی نشانی ہیں ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کو بتلا دیا ہو
کہ قیامت کب برپا ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا
اَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ قیامت کے واقع ہونے کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی
نہیں جانتا مجھے صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ قرب قیامت میں مجھے رب تعالیٰ زمین پر اتاریں
گے پھر آگے دجال کے قتل اور یاجوج ماجوج کے ساتھ لڑائی اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ
لڑائی کا طویل قصہ ذکر فرمایا حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ
پیغمبروں کا بھی اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ قیامت کے صحیح وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے
سوا کسی کو نہیں ہے۔ اب بتاؤ جو شخص قرآن کریم کے خلاف عقیدہ رکھے اور کہے کہ
آنحضرت ﷺ کو قیامت کے صحیح وقت کا علم تھا کہ کب برپا ہونی ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ
کے ساتھ محبت سمجھنا یہ قرآن کریم سے کھلی بغاوت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ بالکل بغاوت ہے
ان لوگوں کو اس سے دھوکہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں پیغمبروں کو بتلائی ہیں
تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ (پ: ۱۲، ہود) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم
آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے
شمار غیب کی خبریں بتلائی ہیں اس میں پہلے زمانے کی خبریں بھی ہیں، قیامت سے پہلے کی
بھی ہیں اور قیامت کے بعد جنت دوزخ کی خبریں بھی ہیں ان کی صحیح تعیین معلوم نہیں کہ
کتنی ہیں لیکن وہ غیب کی خبریں ہیں علم غیب نہیں ہے۔

علمِ غیب خاصۂ خداوندی ہے :

علم غیب کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ایک ذرہ بھی خارج نہ ہو تو غیب کی خبریں اور علمِ غیب میں بڑا فرق ہے علم غیب خاصہ خداوندی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب کی خبریں بتائیں ہیں لیکن ان میں قیامت کے صحیح وقوع کا علم نہیں ہے جاہل لوگ غیب کی چند خبریں بیان کر کے دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سب کچھ جانتے تھے یہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ بِشَھْرٍ آپ ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ پہلے آپ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا غَیْبٌ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ قیامت کا صحیح وقت غیب میں سے ہے اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کوئی فرعی مسئلہ نہیں ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ سب کچھ جانتے تھے اور قیامت کے وقوع کا بھی آپ ﷺ کو علم تھا بھئی یہ قرآن کریم سے بغاوت ہے کہ صاف لفظ ہیں قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ آپ کہہ دیں کہ پختہ بات ہے قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے حقیقت کو۔ خواہ مخواہ غلط عقیدے قائم کیے ہوئے ہیں آگے فرمایا کہ......

نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ :

جس طرح غیب صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے نفع نقصان کا مالک بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد ربّانی ہے قُلْ اے نبی کریمؐ آپ کہہ دیں لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا میں نہیں ہوں مالک اپنے نفس کیلئے نفع کا اور نقصان کا اور انتیسویں پارے میں امت کو سمجھانے کیلئے اعلان کروایا قُلْ آپ کہہ دیں لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا

رَشَدًا (اے لوگو!) میں تمہارے لئے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ جب آنحضرت ﷺ نہ اپنے نفع نقصان کے مالک ہیں اور نہ مخلوق کے نفع نقصان کے مالک ہیں تو اور کون ہے جو کسی کے نفع نقصان کا مالک ہو؟ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے یہ آیات نہ بھولنا اور گھر جا کر اپنی عورتوں کو، بہنوں کو، بیٹیوں کو، بھائیوں کو اور جتنے بھی گھر کے افراد ہیں سب کو یہ آیات یاد کراؤ، رٹاؤ اور سمجھاؤ کیونکہ عقیدہ بہت بڑی چیز ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ آگے فرمایا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ تو میں زیادہ حاصل کر لیتا بھلائی وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔

یہودی عورت کی دعوت اور علمِ غیب :

ہجرت کا ساتواں سال اور محرم کا مہینہ تھا خیبر کا علاقہ فتح ہوا یہ یہود کا گڑھ تھا یہود کو بڑا صدمہ ہوا اور اس صدمے میں ان کی عورتیں، مرد، بوڑھے، بچے، جوان سب شریک تھے اور یہ بھی وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کے ساتھ ٹکر لینا بہت مشکل ہے آپ ﷺ کے خلاف خفیہ طور پر سازش کی زینب نامی ایک یہودی عورت تھی اور اس کے علم میں تھا کہ آپ ﷺ کسی کی دعوت رد نہیں کرتے آپ ﷺ کے پاس آئی کہنے لگی حضرت میں آپ ﷺ کا کھانا پکانا چاہتی ہوں اگر قبول فرمالیں آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اس وقت دو چار ساتھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہنے لگی ان کو بھی ساتھ لیتے آنا اور یہ بھی اس نے پوچھ لیا کہ آپ ﷺ کو کھانے میں کونسی چیز مرغوب ہے آپ ﷺ بکری کے شانے کا گوشت پسند فرماتے تھے اس

نے بکری ذبح کی اس کا سالن بنایا اور اس میں تیز قسم کا زہر ڈال دیا چنانچہ آپ ﷺ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے گئے حضرت بشر ابن براء بن معرورؓ نوجوان صحابی تھے ایک آدھ بوٹی کھائی تڑپ کر مر گئے آپ ﷺ نے اپنے منہ میں بوٹی ڈالی دارمی شریف کی روایت میں ہے کہ بوٹی بولی کہ مجھ میں زہر ہے نہ کھانا یہ معجزہ تھا لیکن جو زہر لعاب کے ساتھ اندر چلا گیا تھا اس کا بھی کافی اثر تھا بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کی وفات کا وقت تھا آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ مجھے جو زہر کھلایا گیا تھا اس کے اثر سے میری جان کٹ رہی ہے۔

حضور ﷺ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہیں :

اسی لئے محققین فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ شہید بھی ہیں کیونکہ زہر دے کر جس کو مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ غیب جانتے ہوتے تو کیا آپ ﷺ کھاتے اور ساتھیوں کو کھانے دیتے؟ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا اس میں کیا ہے اس نے کہا زہر ہے فرمایا کیوں ڈالا؟ کہنے لگی اسلئے کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو آپ پر اثر نہ ہوگا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی پھر آگے روایات مختلف ہیں دارمی کی روایت میں ہے کہ اس عورت کو سولی پر لٹکایا گیا تھا کیونکہ ساتھی شہید ہو گئے تھے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس مختلف قبائل کا ایک وفد آیا کہنے لگے حضرت ہم دور دراز کے رہنے والے ہیں یہ فلاں علاقے کا سردار ہے، یہ فلاں علاقے کا سردار ہے، یہ فلاں علاقے کا سردار ہے اور ہم لوگوں میں دین کی بڑی تڑپ ہے بڑے بھوکے اور پیاسے ہیں آپ ایسا کریں کہ جتنے آپ کے ساتھی ہیں ہمارے ساتھ بھیج

دین یہ ہمیں دین سکھلائیں گے آنحضرت ﷺ نے ان کو سچا سمجھ کر سارے تو نہیں ستر صحابہ کرامؓ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جب وہ اپنے علاقے کے قریب پہنچے تو ان لوگوں کی بولیاں بدل گئیں نتیجہ یہ ہوا کہ بئر معونہ کے مقام پر ستر کے ستر کو شہید کر دیا تھا آپ ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا اور تقریباً ایک مہینہ آپؐ نے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہو رہا ہے تو ستر ساتھیوں کو موت کے منہ میں ڈالتے ؟ اس طرح کے بیشمار واقعات ہیں اگر آپ ﷺ کو پتہ ہوتا کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے میرے سر اور منہ پر پتھر مارنے ہیں تو پہلے سے اس کا دفاع نہ کر لیتے یہ سارے واقعات اس بات پر شاہدِ عدل ہیں کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ فرمایا اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا۔ نافرمانی کرو گے تو دنیا کا عذاب بھی آئے گا اور آخرت کا عذاب بھی آئے گا اور جو فرمانبردار ہیں ان کو بشارت دیتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ دنیا آخرت میں کامیاب رکھے گا لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہے۔ اور جو ضدی اور متکبر ہیں ان کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ○ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ○ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ○

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک نفس سے وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور بنایا اس نفس سے اس کا جوڑا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا تاکہ وہ سکون حاصل کرے اس سے فَلَمَّا تَغَشّٰهَا پس جب مرد نے ڈھانپا اس عورت کو حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا تو حمل ٹھہرا اس عورت کو ہلکا سا فَمَرَّتْ بِهٖ پس وہ عورت اس کو لے کر چلتی پھرتی ہے

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ پس جب وہ بوجھل ہوگئی دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا تو اللہ تعالیٰ کو پکارا دونوں نے جو ہے پروردگار ان کا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا البتہ اگر تو نے دیا ہمیں اچھا بھلا بچہ لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ البتہ ہم ضرور ہوں گے شکر گذاروں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا پس جب دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بھلا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ بنائے ان دونوں نے رب کے شریک فِيْمَآ اٰتٰهُمَا اس میں جو اللہ نے ان کو دیا تھا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ شریک بناتے ہیں اَيُشْرِكُوْنَ کیا شریک ٹھہراتے ہیں مَا اس مخلوق کو لَا يَخْلُقُ شَيْئًا جو نہیں پیدا کر سکتی کسی چیز کو وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کیلئے مدد کی وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف لَا يَتَّبِعُوْكُمْ تو نہیں پیروی کریں گے تمہاری سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ برابر ہے تم پر اَدَعَوْتُمُوْهُمْ یا تم ان کو پکارو اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ یا تم خاموش رہو۔

جناب آدم وحوا اور نسلِ انسانی کی تخلیق کا تذکرہ :

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی تین صفتوں کا ذکر تھا ایک یہ کہ قیامت کا صحیح وقت اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا صحیح روایات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ جمعہ والے دن قائم ہوگی لیکن اس جمعہ تک کتنی صدیاں باقی ہیں، کتنے سال باقی ہیں، کتنے مہینے باقی ہیں،

مہینے میں عموماً چار جمعے ہوتے ہیں ان میں سے کونسا جمعہ ہے؟ اس کے بارے میں کوئی صحیح ثبوت نہیں ہے ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ دس محرم کا جمعہ ہوگا لیکن محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا بیان ہے فرمایا هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو ایک نفس سے۔ خالق بھی وہی ہے، ساری کائنات میں تصرف کرنے والا بھی وہی ہے، عالم الغیب والشہادۃ بھی وہی ہے، نفع دینے والا بھی وہی ہے، اور ضرر دینے والا بھی وہی ہے اسی نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا ہے۔ اس نفس سے حضرت آدم کا نفس مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ساری زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی جمع فرمائی اس مٹی کا خمیر بنایا خشک مٹی کو عربی میں تراب کہتے ہیں خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ خشک مٹی جب گارے کی شکل بن جائے تو اس کو طین کہتے ہیں قرآن کریم میں طین کا لفظ بھی آیا ہے شیطان نے حجت بازی کرتے ہوئے کہا تھا خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے اور جب گارا خشک ہوا جیسے ٹھیکری بجتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کا وجود بنایا ابلیس لعین نے بھی سنا تھا کہ ایک نئی مخلوق آرہی ہے تو آدمؑ کے ڈھانچے کے ارد گرد پھرنے لگا ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی تھی کہ میں اس بدن میں وسوسے کس طرح ڈالوں گا خوب گھوما، ٹانگیں دیکھیں ٹھوس ہیں بازو دیکھے ٹھوس ہیں منہ اور ناک دیکھا تو کہنے لگا ہاں میرے خیالات کے داخل کرنے کی جگہ بھی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے

آدمؑ میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمام فرشتوں کو حکم دیا سجدہ کرو، ابلیس کو حکم تھا تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس ضد میں آگیا حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا انسان کے بدن میں جو سب سے ٹیڑی پسلی ہے اس سے حواؑ کو پیدا فرمایا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ عورتیں ٹیڑی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اگر تم ان کو سیدھا کرنا چاہو تو تمہارے بس کی بات نہیں ہے وہ ٹیڑی ہی رہیں گی فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا پس عورتوں کے بارے میں تم مجھ سے خیر کی وصیت سنو کہ برداشت کرو ان کا سیدھا ہونا بہت مشکل ہے کیونکہ خلقت کا اس میں دخل ہے۔ لیکن عورتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مزاج دیکھیں اور اس کے مزاج کے خلاف کوئی حرکت نہ کریں یاد رکھنا زنا بہت بُری شے ہے لیکن حدیث پاک میں آتا ہے کہ گھر میں بدمزگی کرنا لڑنا یہ زنا سے بھی زیادہ بُری ہے۔ گھر میں حالات کو درست رکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور بنایا اس نفس سے اس کا جوڑا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا تاکہ وہ سکون حاصل کرے اس سے۔ میاں بیوی کا مزاج مل جائے تو گھر سکون اور جنت ہوتا ہے اور اگر خدانخواستہ مزاج نہ ملے تو وہ گھر دوزخ ہوتا ہے فَلَمَّا تَغَشّٰهَا پس جب مرد نے ڈھانپا اس عورت کو کہ اس کے ساتھ ہمبستری کی حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا تو حمل ٹھہرا اس عورت کو ہلکا سا۔ ابتدائی دور میں حدیث پاک میں آتا ہے چالیس دن تک رحم میں نطفہ ہی رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد خون کا لوتھڑا بنتا ہے پھر چالیس دن کے بعد گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس میں ہڈیاں، سر، بازو، ٹانگیں بناتا ہے چار مہینے سے کچھ دن جب زائد ہو جاتے ہیں تو اس میں روح ڈالی جاتی ہے وہ ماں کے پیٹ میں نقل و حرکت کرتا ہے اللہ

تعالیٰ کی قدرت دیکھوتقریباً پانچ ماہ اس کے بعد ماں کے پیٹ میں رہتا ہے ماں کے پیٹ میں نالی ہوتی ہے جو اس کے ساتھ لگ جاتی ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ خوراک پہنچاتا ہے بندہ اگر رب تعالیٰ کی قدرت سمجھنا چاہے تو فرمایا وَفِی اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ اپنی جانوں کو کیوں نہیں دیکھتے۔ تو ابتداءً ہلکا پھلکا سا حمل قرار پاتا ہے فَمَرَّتۡ بِہٖ پس وہ عورت اس کو لے کر چلتی پھرتی ہے فَلَمَّآ اَثۡقَلَتۡ پس جب وہ بوجھل ہوگئی کہ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو پیٹ میں ثقل اور بوجھ محسوس ہوتا ہے دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّہُمَا دونوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جو رب ہے ان کا لَئِنۡ اٰتَیۡتَنَا صَالِحًا البتہ اگر تو نے دیا ہمیں اچھا بھلا بچہ لَّنَکُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیۡنَ البتہ ہم ضرور ہوں گے شکر گذاروں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰہُمَا صَالِحًا پس جب دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بھلا بچہ جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ بنائے ان دونوں نے رب کے شریک فِیۡمَآ اٰتٰہُمَا اس میں جو اللہ نے ان کو دیا تھا فَتَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔ ان آیات کی ایک تفسیر یہ نقل کی گئی ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی آتی ہے کہ شروع شروع میں حضرت حوا علیہا السلام کے بچے بچتے نہیں تھے جو بچہ پیدا ہوتا مر جاتا تھا ابلیس لعین ایک بڑی اچھی بزرگانہ شکل میں سامنے آیا اور کہنے لگا اے بی بی! تو پریشان کیوں ہے؟ کہنے لگیں پریشان اس لئے ہوں کہ بچے پیدا ہوتے ہیں تو مر جاتے ہیں زندہ نہیں رہتے کہنے لگا کوئی بات نہیں اب جو بچہ پیدا ہو اس کا نام عبدالحارث رکھ دینا حارث کا لفظ مشترک تھا شیطان کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے اور حارث کے معنیٰ جاٹ، کاشتکاری کرنے والا بھی ہے۔ اب صحیح العقیدہ تو صحیح معنیٰ مراد لے گا اور عبد کے معنیٰ غلام کے ہیں تو حضرت

حوا علیہا السلام نے سمجھا کہ باپ چونکہ کاشتکاری کرتا ہے تو عبد الحارث کے معنٰی باپ کا غلام ہوگا چنانچہ انھوں نے عبد الحارث نام رکھ دیا اور عبد کا لفظ بھی مشترک ہے کہ عبد کے معنٰی غلام کے بھی ہیں اور بندے کے بھی ہیں تو شیطان کے خیال کے مطابق معنٰی بنے گا ابلیس کا بندہ۔

عبدالرسول، عبدالنبی نام رکھنا مکروہ ہے :

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ غلام نبی غلام رسول اچھے نام ہیں لیکن عبدالرسول، عبدالنبی ،عبدالمصطفٰی ان ناموں میں تفصیل ہے۔ اگر عبد سے مراد غلام ہے تو اچھا نام ہے لیکن اگر اس سے مراد بندہ ہے جیسے عبداللہ (اللہ کا بندہ) عبدالرحمٰن (رحمان کا بندہ) تو پھر یہ نام غلط ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کسی کا بندہ نہیں ہے اسی واسطے فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ عبد الرسول، عبدالنبی نام رکھنے مکروہ ہیں اور اگر عبد سے مراد بندہ ہو تو پھر رکھنے حرام ہیں اور رکھنے والا مشرک ہے۔ تو حضرت حواؑ کا ذہن چونکہ صاف تھا اس لئے انھوں نے سمجھا کہ عبدالحارث کا معنٰی ہے اپنے باپ کا غلام۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا نام کا بڑا دخل ہوتا ہے کل ہی عورت آئی کہنے لگی میں قادر کی بیٹی ہوں میں نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ قادر کا تو نہ بیٹا ہے نہ بیٹی ہے یہ تو رب تعالیٰ کا نام ہے تو غلام قادر کی بیٹی ہوگی یا عبدالقادر کی بیٹی ہوگی تو نام پورا لینا چاہئے وحید کا بیٹا رحمان کا بیٹا کہنا جائز نہیں ہے عبدالوحید کہو عبدالرحمٰن کہو ان ناموں کے استعمال میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ کفر تک نوبت آجاتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ، امام ابن جریر طبریؒ، علامہ آلوسیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لیکر لِیَسْكُنَ

الیھا تک حضرت آدم اور حضرت حوا علیھا السلام کا ذکر ہے اور آگے عام جوڑے کا ذکر ہے حضرت آدم حضرت حوا علیہما السلام کا ذکر نہیں ہے کہ عام انسانوں کے جب جوڑے بنتے ہیں شادیاں ہوتی ہیں میاں بیوی آپس میں ملتے ہیں بیوی امید سے ہوتی ہے اس وقت دونوں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا بھلا بچہ عطا کرنا ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے مگر جب اچھا بھلا بچہ پیدا ہوتا ہے تو رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگ جاتے ہیں نام رکھ دیا پیراں دتہ بھائی دیا تو رب نے ہے یہ پیراں دِتہ کہاں سے آ گیا آج یہ خرافات لوگوں میں بہت پیدا ہو چکی ہیں لھذا ان چیزوں کی احتیاط کرو اور ایک یہ بھی ذہن بن گیا ہے کہ لڑکے لڑکی کا ایسا نام ہو کہ اور کسی کا نہ ہو اس وجہ سے بڑے بڑے مہمل بے معنی قسم کے نام بھی رکھتے ہیں جن کا کوئی سر پاؤں نہیں ہوتا تو یہ عام انسانوں کے جوڑے کا ذکر ہے آدمؑ اور حضرت حواؑ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے کوئی شرک کیا ہے کسی قسم کا، وہ ہر طرح کے شرک سے پاک تھے یہ عام انسانوں کے جوڑوں کا ذکر ہے کہ ان میں ایسے ہوتے ہیں جو شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا کیا شریک ٹھہراتے ہیں اس مخلوق کو جو نہیں پیدا کر سکتی کسی چیز کو۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کسی چیز کا خالق نہیں ہے خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ فرشتے مخلوق، انبیاء کرامؑ مخلوق، انسان مخلوق، جنات مخلوق، اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے تمام کے تمام مخلوق ہیں وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کیلئے مدد کی۔ ان کی مدد تو کیا کریں گے وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

عیسائی مسیح علیہ السلام کو منجی مانتے ہیں :

دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی اپنا الٰہ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے مُنَجِّیْ ہیں نجات دینے والے ہیں حالانکہ چاروں اناجیل انجیل متی و مرقس، لوقا، یوحنا میں یہ آیت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب سولی پر لٹکانے لگے تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِیْلِیْ اِیْلِیْ اے میرے رب اے میرے رب! کیوں تو نے مجھے دشمنوں میں پھنسا دیا۔ تو بھائی جو اپنی جان کے بچانے پر قادر نہیں ہے وہ تمہارا مُنَجِّی کیسے بن گیا یا پھر انجیل سے یہ الفاظ نکال دو۔ عیسائیوں کی عجیب منطق دیکھو کہتے ہیں کہ ہم جو گناہ کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹک کے ہمارے گناہوں کا کفارہ بن گئے ہیں او بے ایمانو! گناہ تم کرو اور سولی پر وہ لٹکیں گناہ تم اب کرو اور وہ سولی پر دو ہزار سال پہلے لٹکیں یہ کیسی منطق ہے آج بھی اگر آپ عیسائیوں سے پوچھیں تو وہ یہی کہیں گے کہ یسوع مسیح ہمارے منجی ہیں بھئی وہ تمہارے نجات دہندہ کس طرح ہیں رب تعالیٰ تو فرماتے ہیں وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف لَا يَتَّبِعُوْكُمْ تو نہیں پیروی کریں گے تمہاری سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ برابر ہے تم پر اَدَعَوْتُمُوْهُمْ یا تم ان کو پکارو اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ یا تم خاموش رہو۔ جن کے نام پر تم نے بت بنائے ہوئے ہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہیں کر سکتے ان کے اختیار میں ہی کچھ نہیں ہے وہ کیا کر سکتے ہیں کعبۃ اللہ کی بیرونی دیوار پر مشرکین مکہ نے تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے ان میں ایک بت ہُبل تھا جو حضرت ہابیلؒ کے نام پر تھا اور یہ سب سے بڑا تھا ایک حضرت ابراہیمؑ کے نام کا تھا، ایک

حضرت اسماعیلؑ کے نام کا تھا، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کا تھا، ایک حضرت مریمؑ کے نام کا تھا۔ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے یہ سب مجسمے گرائے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لمبی لاٹھی تھی ایک ایک کو مارتے اور گراتے تھے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل ہے ہی بھاگنے والا۔ جن بزرگوں کے مجسمے تھے بیشک وہ سارے اپنی اپنی جگہ قابل احترام ہیں مگر ان مجسموں اور تصویروں کا کیا معنیٰ ہے اور ان کو خدائی اوصاف کے ساتھ متصف کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
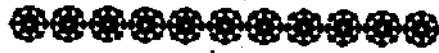
اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَآ ز اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ز اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ز اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ط قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ اِنَّ وَلِیِّ ےَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ صلے وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ○ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ط وَتَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ○ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ○ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○

اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ بندے ہیں تمہارے جیسے فَادْعُوْهُمْ

پس تم پکاروان کو فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ پس چاہئے کہ وہ تمہاری دعائیں قبول
کریں اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے اَلَھُمْ اَرْجُلٌ کیا ان کیلئے پاؤں ہیں
یَّمْشُوْنَ بِھَا جن کے ساتھ وہ چلتے ہیں اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ کیا ان کیلئے ہاتھ ہیں
یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ کیا ان کی آنکھیں ہیں
یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ کیا ان کے کان ہیں
یَّسْمَعُوْنَ بِھَا جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں قُلِ آپ کہہ دیں ادْعُوْا شُرَکَآءَ
کُمْ پکارو اپنے شریکوں کو ثُمَّ کِیْدُوْنِ پھر تم میرے خلاف تدبیر کرو فَلَا
تُنْظِرُوْنِ پس تم مہلت نہ دو مجھے اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بیشک میرا
کارساز اللہ ہے جس نے اتاری ہے کتاب وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ اور وہی
دوستی کرتا ہے نیک لوگوں کے ساتھ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اور وہ جن کو تم
پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وہ نہیں طاقت رکھتے
تمہاری مدد کرنے کی وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے
ہیں وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف
لَا یَسْمَعُوْا تو وہ نہ سنیں وَتَرٰھُمْ اور تو دیکھے گا ان کو یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ کہ تیری
طرف دیکھ رہے ہیں وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ اور وہ حقیقتاً نہیں دیکھ رہے خُذِ الْعَفْوَ اور
لے معافی والا معاملہ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ اور حکم کر نیکی کا وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ
اور اعراض کر جاہلوں سے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ اور اگر ابھارے

تجھ کو شیطان کی طرف سے چھیڑ چھاڑ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی پناہ لو اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مفہومِ توحید :

عقیدہ توحید بنیادی عقائد میں سے ہے اور توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور افعال میں وحدہٗ لاشریک سمجھا جائے کہ نہ تو اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور اللہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی صفات کسی اور میں پائی جاتی ہیں نہ اللہ تعالیٰ جیسے کوئی اور کام کر سکتا ہے اور توحید اس وقت تک سمجھ نہیں آئے گی جب تک شرک کا مفہوم نہیں سمجھ آئے گا اور اس کو سمجھنے کیلئے میری کتاب ''گلدستہ توحید'' کا مطالعہ کریں اور گلدستہ توحید تمہارے پاس ضرور ہونی چاہیے محض وعظ اور درس سے بات سمجھ نہیں آئے گی میں نے گلدستہ توحید میں قرآن پاک، احادیث مبارکہ، فقہ حنفی اور دیگر معتمد کتابوں کے حوالوں سے توحید اور شرک کی وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ شرک کیا ہے اور توحید کیا ہے۔ اردو زبان میں ہے ۔اتنا یاد رکھیں کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے قرآن پاک میں زوردار الفاظ میں شرک کا رد کیا گیا ہے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ: ۵) بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس کو جس نے اس کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور بخش دے گا اس کے پیچھے کے گناہ جس کے چاہے گا شرک کے علاوہ جتنا بڑا گناہ بھی ہو کسی نہ کسی وقت اس کی بخشش ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ (پ: ٦) بیشک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کا پس حرام کی اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہ ہمیشہ دوزخ

میں رہے گا لہذا شرک سے بچو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ شرکوں میں سے جب کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں کوئی کہتا ہے معین الدین چشتی لگا پار میری کشتی کوئی کہتا ہے یا بہاء الحق بیڑا دھک کوئی کہتا ہے......

؎ امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن — در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادر

کوئی کہتا ہے داتا علی ہجویری میری مدد کر طرح طرح کی شرکیہ بولیاں بولتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا فرمایا جن کو تم پکارتے ہو عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ بندے ہیں تمہارے جیسے۔ رب تعالیٰ کی مخلوق ہیں یہ الگ بات ہے کہ انبیاء کرام کا مرتبہ تمام مخلوق میں بلند ہے پھر صدیق ہیں پھر شہید ہیں پھر امام اور ولی ہیں ان کے مراتب اپنے اپنے مقام پر مگر خدا تو نہیں ہیں تو رب تعالیٰ کے بندوں میں رب تعالیٰ کی صفتیں نہیں آسکتیں۔

خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں :

آج سے چند سال پہلے امریکہ ظالم نے بغداد پر بمباری کی جس سے سیدنا عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کا کافی حصہ متاثر ہوا کہ وہ بموں کی زد میں آیا اس کیلئے امریکہ کو معذرت بھی کرنی پڑی کہ مزار ہمارا نشانہ نہیں تھا غلطی ہوگئی ہے تو اگر خدائی اختیارات ان کے پاس ہوتے تو وہ بم اٹھا کر واپس امریکہ پر نہ گرا دیتے اور اپنے مزار کو بچا لیتے یاد رکھنا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں۔ فرمایا فَادْعُوْهُمْ پس تم پکارو ان کو فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ پس چاہیے کہ وہ تمہاری دعائیں قبول کریں اور تمہارے کام بنائیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ ان کو تم

ساری عمر پکارتے رہو کچھ بھی نہیں ہوگا اسلئے کہ نافع اور ضار صرف رب تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ پس اگر پہنچائے تجھ کو اللہ تعالیٰ ضرر تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ (پ: ۱۱) اور اگر پہنچائے تجھ کو بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو ساری کائنات اکٹھی ہو کر روک نہیں سکتی وہ بھی رب تعالیٰ کے احکام کے قیدی ہیں یہ بھی قیدی ہیں قیدی، قیدی کو کس طرح چھڑائے گا فرمایا اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا کیا ان کیلئے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہیں اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ کیا ان کیلئے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں۔ ان لوگوں نے جو بت بنائے ہوئے تھے وہ محض پتھر اور لکڑیاں تو نہیں تھیں بلکہ ان پتھروں کو تراش کر لکڑیوں کو چھیل کر کسی نہ کسی بزرگ کی شکل پر بنایا ہوا تھا اصنام اور اوثان کی مزید تفسیر اور تشریح کیلئے گلدستہ توحید کا مطالعہ کرو اور با حوالہ سمجھو محض کسی پتھر اور درخت کی پوجا کسی نے نہیں کی بزرگوں کے نام اور شکلوں پر بت بنائے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے تو دراصل پوجا اس بزرگ کی ہوتی تھی جس کی شکل پر وہ بت ہوتا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تم نے بت بنا رکھے ہیں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں کہ ان کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں؟ کیا ان کے پاؤں ہیں کہ ان کے ساتھ وہ چلتے ہیں؟ کیا ان کے کان ہیں کہ ان کے ساتھ وہ سنتے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ بتوں کے پاس ان میں سے کچھ بھی نہیں ہیں تو وہ اندھے

بہرے کیا کر سکتے ہیں؟ وہ تمہیں کیا نفع پہنچا سکتے ہیں؟ اور......

صفاتِ خداوندی میں قطعاً کوئی شریک نہیں :

محققین فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بتوں کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن جن کے نام پر بت بنائے گئے ہیں کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں کہ تم پکارو تو وہ تمہارے پاس پہنچ جائیں ایسی آنکھیں ہیں کہ تم پکارو تو وہ تمہیں دیکھ لیں کیا ان کے ایسے ہاتھ ہیں کہ دنیا کے اطراف میں پہنچ جائیں اور تم جہاں پھنسے ہوئے ہو تمہیں چھڑا لیں؟ تم جو آواز دیتے ہو پکارتے ہو یَاشَیخ عبد القادر جیلانی شَیئًالِلّٰہِ تو کیا وہ ایسے ہاتھ رکھتے ہیں کہ ظالم کا ہاتھ روک لیں ایسے پاؤں ہیں کہ فوراً چل کر پہنچ جائیں ایسے کان ہیں کہ تمہاری فریاد سن لیں؟ ہزار ہا میل دور سے یہ تمام صفتیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں قطعاً کوئی شریک نہیں ہے۔ پھر کافر لوگ آنحضرت ﷺ کو ڈراتے تھے کہ تم ہمارے خداؤں کی تردید کرتے ہو توہین کرتے ہو ہمارے الٰہ تمہیں تکلیف پہنچائیں گے آنحضرت ﷺ کو رب تعالیٰ خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں قُلِ اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کہہ دیں اُدْعُوْا شُرَکَآءَ کُمْ پکارو اپنے شریکوں کو جنکو تم نے رب تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے ان سب کو پکارو اکٹھا کرو ثُمَّ کِیْدُوْنِ پھر تم میرے خلاف تدبیر کرو جو کر سکتے ہو فَلَا تُنْظِرُوْنِ پھر تم مہلت نہ دو مجھے۔ کِیْدُوْن اصل میں کیدونی ہے فَلَا تُنْظِرُوْنِ اصل میں فَلَا تُنْظِرُوْنِیْ ہے دونوں جگہ یا متکلم کی تخفیفاً حذف ہے کہ تم اپنے معبودوں کو اکٹھا کر لو اور پھر جو تدبیر میرے خلاف کرنا چاہتے ہو کر لو اور مجھے ایک لمحہ کی مہلت بھی نہ دو مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے ہوگا وہی

جو میرا رب چاہے گا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ایک تنکا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰہُ بیشک میرا کارساز اور آقا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی میرا سرپرست محافظ اور نگران ہے الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ جس نے اتاری ہے کتاب۔ جسمیں توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے اور شرک کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دی ہیں وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ اور وہی دوستی کرتا ہے نیک لوگوں کے ساتھ اور وہی نیکوں کا سرپرست ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی مرد عورت قرآن پاک کا صرف لفظی ترجمہ پڑھ لے تو وہ شرک اور بدعت کے قریب نہیں جاسکتا یہ قرآن کریم کی ذاتی تاثیر ہے اور شرک و بدعت اور رسومات میں الجھنے کی وجہ قرآن پاک سے ناواقفیت ہے اور یاد رکھنا قرآن کریم صرف مولویوں اور حافظوں کیلئے نہیں ہے اس کا سمجھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ ''علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے'' ضروریات دین کا علم حاصل کرنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مدد مانگنے کیلئے لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وہ نہیں طاقت رکھتے تمہاری مدد کرنے کی وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ کل میں نے عرض کیا تھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو منجی مانتے ہیں اور چاروں انجیلوں میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو جب سولی پر لٹکانے لگے تو انھوں نے کہا اِیْلِیْ اِیْلِیْ اے میرے رب اے میرے رب! تو نے مجھے دشمنوں میں کیوں پھنسا دیا مجھے بچاؤ تو جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا وہ تمہیں کیا بچائے گا جو خود اپنی مدد نہ کرسکیں وہ تمہاری کیا مدد کریں گے یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مددگار ہے، نہ کوئی مشکل کشا ہے، نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ کوئی فریادرس

ہے، نہ کوئی دستگیر ہے یہ تمام صفات رب تعالیٰ کی ہیں جو مانگنا۔ ہے رب تعالیٰ سے مانگو مگر مشرکوں کو رب تعالیٰ نے اندھا کیا ہوا ہے۔ ۱۹۳۰-۳۱ء کی بات ہے مجھے اجمیر شریف جانے کا موقع ملا طالب علمی کا زمانہ تھا جمعرات کو وہاں قوالی ہوتی تھی اس قوالی مین مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجاور بھی تھے دربار کا دوسرا عملہ بھی تھا ایک انگریز اور میم بھی تھی عجیب عجیب قسم کی قوالیاں کرتے تھے ایک قوال نے یہ بھی کہا......

؎ خدا سے میں نہ مانگوں گا کبھی فردوس اعلیٰ کو

مجھے کافی ہے یہ تربت معین الدین چشتی کی

خدا کے ساتھ اس طرح مقابلہ لگا کر یہاں تک کہہ دیا کہ میں خدا سے جنت الفردوس نہیں مانگوں گا مجھے جنت سے کیا واسطہ ہے مجھے یہ قبر ہی کافی۔ ہے جب اس نے یہ شعر کہا تو عجیب سماں تھا لوگ وجد میں آگئے بے ہوش پڑی ہوئی تھی لوگ ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے کسی کی پگڑی وہاں پڑی ہے کسی کی ٹوپی کہیں پڑی ہے پھر دوسرا بھانڈ اٹھا اور اس نے اپنا کمال دکھایا اور کہا......

؎ نہ جا مسجد نہ کر سجدہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا

وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

شرک شریعت کی تمام حدود کو ختم کردیتا ہے :

اندازہ لگاؤ کہ شرک کتنی بری چیز ہے کہ شریعت کی ساری حدیں ختم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى اور اگر تم ان کو بلاؤ ہدایت کی طرف لَا يَسْمَعُوْا تو وہ نہ سنیں۔ ظاہر بات ہے کہ اگر بت ہیں تو انھوں نے کیا سننا ہے؟

اور بت جن کی شکلؑ پر بنائے گئے ہیں اگر ان کو پکارو تو ان کو بھی کیا پتہ کہ ہمیں کس نے کہاں سے پکارا ہے کیونکہ ہر ایک کی ہر جگہ سے سننا تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ اور آپ دیکھیں گے ان کو کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور وہ حقیقۃً نہیں دیکھ رہے۔ یعنی وہ جو بت ہیں سامنے ان کی آنکھیں ہیں لیکن اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خُذِ الْعَفْوَ اور لے معافی والا معاملہ کہ ان کو معاف کر دے۔ مخالفین آنحضرت ﷺ کو منہ پر کہتے تھے ساحر ہے، کذاب ہے، جادوگر ہے، شاعر ہے، مجنوں ہے، مفتری ہے معاذ اللہ تعالیٰ، آج اگر ہمیں کوئی ہمارے سامنے کہے تو پھر سارے سمجھتے ہو کہ کیا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا کہ آپؐ ان کو معاف کر دیں یعنی ان کو تلک بتلک جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر آپ بھی ان کو اسی طرح کہیں گے تو آپ ﷺ اور ان میں کیا فرق رہے گا اور معافی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنا مشن چھوڑ دیں مشن تو جاری رکھنا ہے وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ اور حکم کر نیکی کا توحید بیان کرتے رہیں وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ اور اعراض کر جاہلوں سے وہ جو جہالت کی باتیں کرتے ہیں ان کا مقابلہ نہ کرو اعراض کرو یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا ہے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان کی طرف سے چھیڑ چھاڑ۔

مقابلے میں جھوٹے خداؤں کو گالیاں نہ دو لیکن تردید بیان کرو :

انسان آخر انسان ہے حق بیان کرنا ہے جب حق کی بات کے خلاف کوئی بات کرتا ہے تو غصہ آتا ہے لہٰذا ایسے موقع پر اگر شیطان ابھارے کہ آپ بھی ان کو دو چار سنا دیں تو

فرمایا تم نے ایسا نہیں کرنا بلکہ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی پناہ لو یعنی اعوذ باللہ پڑھو دیکھو !اگر واعظ اور مبلغ بھی وہی زبان استعمال کرے جو جاہل کرتا ہے تو پھر واعظ، مبلغ، مصلح اور غیر مصلح میں فرق تو نہ ہوا یہ قرآن کریم کا سبق ہے کہ تمہیں کوئی گالیاں بھی دے تو ان کے جھوٹے خداؤں کو گالیاں نہ دو بلکہ چپ کر جاؤ لیکن ان کی تردید بیان کرو کہ یہ خدا نہیں ہیں اور نہ خدائی اوصاف ان میں ہیں اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ سب کچھ اس کے علم میں ہے اُس کے مطابق جزا سزا دے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ وَاِخْوَانُھُمْ یَمُدُّوْنَھُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ○ وَاِذَا لَمْ تَاْتِھِمْ بِاٰیَۃٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَھَا قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ج ھٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ ○ السجدۃ

اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ اتَّقَوْا جو ڈرتے ہیں اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ جب پہنچتا ہے ان کو خیال شیطان کی طرف سے تَذَکَّرُوْا وہ یاد کرتے ہیں فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ پس وہ اچانک بصیرت والے ہوجاتے ہیں وَاِخْوَانُھُمْ اور شیطانوں کے بھائی یَمُدُّوْنَھُمْ فِی الْغَیِّ ان کو کھینچ لیتے ہیں

گمراہی میں ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ پھر وہ کوتاہی نہیں کرتے وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ اور جب آپ نہ لائیں ان کے پاس کوئی نشانی قَالُوْا تو کہتے ہیں لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا کیوں نہیں چن کر لایا تو اس نشانی کو قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا پختہ بات ہے اَتَّبِعُ میں پیروی کرتا ہوں مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ قرآن کی باتیں بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ اور ہدایت ہے اور رحمت ہے لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو مومن ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور جس وقت پڑھا جائے قرآن فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس توجہ کے ساتھ تم سنو اس کو وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے دل میں تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اور نہ اونچی بات کر بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پہلے پہر اور پچھلے پہر وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور نہ ہوں آپ غفلت کرنے والوں میں سے اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ بیشک جو تیرے رب کے پاس ہیں لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وہ تکبر نہیں کرتے اس کی عبادت سے وَيُسَبِّحُوْنَهٗ اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ اور وہ اسی کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔

اس سے پہلی ایت کریمہ میں ہے کہ اے مخاطب اگر شیطان تجھے ابھارے چھیڑ کر تو

تُو اعوذ باللہ پڑھ لے شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔اور حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ الشَّیۡطٰن یَجۡرِیۡ مِنَ الۡاِنۡسَان مجری الدم او کماقال علیه الصلاۃ و السلام انسان کے بدن میں جہاں تک خون دورہ کرتا ہے شیطان کا دورہ بھی وہاں تک ہوتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ جب پہنچتا ہے ان کو خیال وسوسہ شیطان کی طرف سے تَذَكَّرُوۡا وہ یاد کرتے ہیں یعنی فوراً ان کو بات یاد آجاتی ہے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ پس وہ اچانک بصیرت والے ہوجاتے ہیں کہ اس بُرے خیال سے باز آجاتے ہیں۔

بُرے خیالات پر گرفت نہیں :

ہر انسان کو اچھے خیالات بھی آتے ہیں اور بُرے خیالات بھی آتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کرم وفضل کہ بُرے سے بُرا اور گندے سے گندا خیال بھی آئے تو اس پر کوئی پکڑ نہیں ہے اگر خیال پر پکڑ ہوتی تو کسی کی بھی خیر نہیں تھی خیال اسے کہتے ہیں کہ جو بغیر ارادے کے خود بخود آئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں متقیوں کو جب خیال آتے ہیں تو فوراً ان کو یاد آجاتا ہے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے وہ صاحب بصیرت ہوجاتے ہیں سمجھ سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں اور باز آجاتے ہیں وَاِخۡوَانُهُمۡ اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں یَمُدُّوۡنَهُمۡ فِی الۡغَیِّ وہ ان کو کھینچ لیتے ہیں گمراہی میں شیطان اپنے بھائیوں کے دلوں میں بُرے بُرے خیال لاتا ہے وہ ان خیالات پر راضی ہوتے ہیں اور مزید گندے خیالات کا ارادے کرتے ہیں ثُمَّ لَا یُقۡصِرُوۡنَ پھر وہ کوتاہی نہیں کرتے شیطان بھی بُرے خیالات

کے لانے میں کوتاہی نہیں کرتے وہ انکو پسند کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں وَاِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰيَةٍ اور جب آپ نہ لائیں ان کے پاس کوئی نشانی قَالُوۡا تو کہتے ہیں لَوۡلَا اجۡتَبَيۡتَهَا کیوں نہیں تو چن کر لایا تو اس نشانی کو۔ اور یہ معنٰی بھی کرتے ہیں کہ کیوں نہ کھینچ لایا ایت آج تجھ پر کوئی ایت کیوں نہیں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلۡ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اَتَّبِعُ پختہ بات ہے میں پیروی کرتا ہوں مَا يُوۡحٰٓى اِلَیَّ مِنۡ رَّبِّیۡ اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے۔ میں خود ایات نہیں بناتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایات نازل ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں مخلوق کا کوئی دخل نہیں ہے اور ایت کا معنٰی معجزہ بھی ہے تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ جب کوئی ایسا معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تھا جو وہ طلب کرتے تھے تو کہتے کہ ہم نے آپ سے نشانی مانگی تھی کیوں نہیں آئی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ کہہ دیں میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا میں تو وحی کا پابند ہوں اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ بیشک نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں رب کی طرف سے ہیں یاد رکھنا معجزہ اور کرامت حق ہے معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ہاتھ پر، معجزہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور کرامت بھی، معجزے میں نبی کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور کرامت میں ولی کا کوئی دخل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ یہ قرآن کی باتیں بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ بصیرت کا معنٰی ہے دل میں روشنی پیدا کرنا یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو دلوں میں روشنی پیدا کرتی ہے تمہارے رب کی طرف سے اس قرآن کو مخلوق میں سے کسی نے بنایا نہیں ہے وَهُدًى وَّ رَحۡمَةٌ اور ہدایت ہے اور رحمت ہے لیکن کن کیلئے ہدایت ہے اور کس کیلئے رحمت ہے؟ اور

کن کے دلوں میں روشنی پیدا کرتی ہے؟ فرمایا لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کیلئے جو مومن ہے اور چونکہ قرآن کریم کا ذکر تھا آگے آداب ذکر فرمائے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور جس وقت پڑھا جائے قرآن فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس توجہ کے ساتھ تم سنو اس کو وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر رحم کیا جائے تم پر رحمت نازل کی جائے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ تمام صحابہ میں بڑے مفسرِ قرآن ہیں ویسے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیک تھے عادل تھے حق پر تھے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے لیکن ان کے آپس میں درجے مختلف تھے۔

قرأت خلف الامام حکم خداوندی کی صریح مخالفت ہے :

قرآن کریم کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ کا پہلا نمبر ہے ان کے بعد دوسرا نمبر ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تفسیر قرآن میں باقی تمام صحابہ ان کے بعد ہیں یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ایت کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ مقتدیوں نے امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی نہ فاتحہ پڑھنی ہے اور نہ ہی قرآن کا کوئی اور حصہ پڑھنا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کچھ لوگوں نے امام کے پیچھے قرأت شروع کی سورۃ فاتحہ پڑھی یا کچھ اور پڑھا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سخت غصے ہوئے فرمایا اَمَا آنَ لَكُمْ اَنْ تَفْهَمُوْا کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم میں دین کا فہم اور بصیرت پیدا ہو اَمَا آنَ اَنْ تَعْقِلُوْا وہ وقت نہیں آیا کہ تم عقل سے کام لو جس وقت امام قرآن کریم پڑھے تو خاموش رہو۔ امام احمد ابن حنبلؒ بڑے اونچے درجے کے امام ہے وہ فرماتے ہیں کہ اَجْمَعُوْا عَلٰی

اَنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ الصَّلٰوۃِ "تمام ائمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے" کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں قرأت ہے اور نہ سرّی نمازوں میں اور حکم خداوندی ہے فَاسْتَمِعُوْا پس تم توجہ کے ساتھ سنو اگر امام بلند آواز سے پڑھے وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو اگر امام آہستہ پڑھتا ہے۔تو امام کے پیچھے قرأت کرنا قرآن پاک کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔تو یہ آیت کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جمہور کا یہی مسلک ہے بعض دوستوں کو دو حدیثوں کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے ان میں ایک حدیث صحیح ہے مگر وہ ان کی دلیل نہیں بنتی جو کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہئے اور دوسری صریح ہے مگر وہ روایت پرلے درجے کی کمزور ہے۔صحیح حدیث ہے لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔لیکن کس کی نماز نہیں ہے اور کس کے بارے میں ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَحْدَہٗ "یہ روایت اس کے بارے میں ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَحْدَہٗ "یہ روایت اس کے بارے میں ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔" امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مقتدی کے بارے میں نہیں ہے اکیلے شخص کے بارے میں ہے۔امام سفیان ابن عیینہ امام شافعی رحمہ اللہ اور تمام محدثین کے استاذ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مقتدیوں کے بارے میں قطعاً نہیں ہے جو اکیلا نماز پڑھے اُس کے بارے میں ہے اور مقتدیوں کے بارے میں مسلم شریف وغیرہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا

اور جب امام قرأت شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ اور دوسری روایت جو صریح ہے کہ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی تو اس حدیث کا ایک راوی محمد ابن اسحاق اس کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دَجَّالٌ مِّنَ الدَّجَاجِلَۃ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ امام یحییٰ سعید القطان جو کہ جرح اور تعدیل کے امام ہیں وہ فرماتے ہیں اَشْھَدُ اَنَّہٗ کَذَّابٌ میں کھلے طور پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بڑا جھوٹا راوی تھا۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ جھوٹا تھا خالد ابن وہب فرماتے ہیں کہ جھوٹا تھا تو جھوٹے راوی کی روایت پر دارومدار رکھ کر لوگوں کی نمازوں کو باطل قرار دینا کہاں کا دین ہے یا یہ دین کی کونسی خدمت ہے؟ تو یاد رکھنا! جو روایت صحیح ہے وہ مقتدی کے بارے میں نہیں اکیلے کے بارے میں ہے اور جس روایت میں مقتدی کا ذکر ہے اس کا راوی دجال اور کذاب ہے باقی جس آدمی کو تفصیل کا شوق ہو تو اس مسئلے پر میری مستقل کتاب ہے ''احسن الکلام فی ترک القرأت خلف الامام'' اس کا مطالعہ کریں جس پر ہندوستان پاکستان کے جید علماء کرام کی تصدیقات ہیں اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق بھی ہے تو یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں قرأت ہے اور نہ سری نمازوں میں۔ باقی تسبیحات وغیرہ ٹھیک ہیں وہ پڑھنی ہیں وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ اور ذکر کرا اپنے رب کا اپنے دل میں نماز کے بعد تَضَرُّعًا عاجزی کرتے ہوئے وَّخِیْفَۃً اور رب سے ڈرتے ہوئے وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ اور نہ اونچی بات کریعنی نماز سے فارغ ہو کر ذکر کرو، تسبیحات پڑھو، استغفار کرو لیکن بلند آواز سے نہیں یہ قرآن کی روح کے خلاف ہے ہاں اگر تعلیم کیلئے کسی وقت امام بلند آواز سے دعا کر دے تا کہ لوگوں کو

پر وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اُنْزِلَنَا اور اس نور پر جس کو ہم نے اتارا ہے۔ یہ قرآن نور ہدایت ہے، نور حق ہے، نور توحید، نور سنت ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ جن کی خوبیاں اوپر بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی اوصاف والا بنائے اور آنحضرت ﷺ کا صحیح معنٰی میں متبع اور پیروکار بنائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
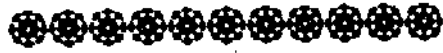
طرح کرنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے جاؤ اور تین یا پانچ یا سات مرتبہ تسبیحات پڑھو اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالو اس میں نہ التحیات ہے نہ سلام ہے اور دو سجدے بھی نہیں ہیں صرف ایک سجدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج مؤرخہ ۱۱ر رمضان المبارک بروز سوموار ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۷ کو سورۃ الاعراف مکمل ہوئی۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ گوجرانوالہ۔